اردو کے کلاسیکی ادب

بیتال پچیسی

از
مظہر علی خاں ولا

مرتبہ
گوہر نوشاہی

مجلس ترقی ادب ○ لاہور

زیر نظر کتاب سنسکرت کے مشہور مجموعہ ہائے حکایات کتھا سری ساگر اور برھت کتھا منجری کی پچیس منتخب کہانیوں کا شستہ اردو ترجمہ ہے جو اردو کے صاحب طرز ادیب مظہر علی خاں ولا نے ۱۸۰۳ء میں فورٹ ولیم کالج (کلکتہ) کے لیے کیا۔

یہ کہانیاں اردو کے داستانی ادب میں منفرد حیثیت رکھتی ہیں اور تکنیک کے اعتبار سے داستانوں کی نسبت افسانچوں کے زیادہ قریب ہیں۔ جو کردار اور واقعات روشناس کرائے گئے ہیں وہ دوسری داستانوں کی طرح مافوق الفطرت نہیں بلکہ عام معاشرے کے جیتے جاگتے افراد ہیں۔ بیتال کو بکرماجیت نے ایک بھوت سمجھ کر نہیں بلکہ اس لاشعوری انس اور تعلق کے تحت اٹھا رکھا ہے جس میں اس بات کا احساس شامل ہے کہ وہ دونوں ایک ہی شبھ لگن مہورت میں پیدا ہوئے تھے۔ بیتال کی راجا بکرماجیت سے جن موضوعات پر گفتگو ہو رہی ہے ان کا تعلق عام انسانوں کی روزمرہ نفسیات سے ہے۔

یہ ان راجاؤں کی کہانیاں ہیں جو رشیوں کے بچار سنتے برھمنوں کی عزت کرتے، ان کے سراپ سے ڈرتے اور جسم پر روح کی فتح کو مسلم سمجھتے ہیں اور خیر و شر کی تعلیم کے لیے اپنا ایک خاص نقطۂ نظر رکھتے ہیں۔

طبع اول : مارچ ۱۹۶۵ع

تعداد : ۲۱۰۰

ناشر : سید امتیاز علی تاج ، ستارۂ امتیاز
ناظم مجلس ترقیٔ ادب ، لاہور

مطبع : انفائن پریس ، لاہور

مہتمم : امان عاصم

سرورق : زرین آرٹ پریس ، لاہور

قیمت : [illegible] روپے

بعنوان منشائے مکین و مکان بفضل خلاق زمین و زمان

۵۳

اردو کا کلاسیکی ادب

بیتال پچیسی

از

مظہر علی خاں ولا

ناشر

مجلس ترقی ادب ۲۔ نرسنگھ داس گارڈن کلب روڈ لاہور

فہرست

حرف آغاز	گوہر نوشاہی	۱
مقدمہ	گوہر نوشاہی	۷
ابتدائے داستان		۱
شروع کہانی کا یہ ہے		۲
پہلی کہانی کا شروع		۱۶
دوسری کہانی		۳۱
تیسری کہانی		۳۷
چوتھی کہانی		۴۵
پانچویں کہانی		۶۰
چھٹی کہانی		۶۵
ساتویں کہانی		۷۳
آٹھویں کہانی		۷۷
نویں کہانی		۸۲
دسویں کہانی		۸۷
گیارھویں کہانی		۹۱
بارھویں کہانی		۹۶
تیرھویں کہانی		۹۹
چودھویں کہانی		۱۰۳
پندرھویں کہانی		۱۱۳
سولھویں کہانی		۱۲۳

سترھویں کہانی ۱۲۹

اٹھارھویں کہانی ۱۳۴

انیسویں کہانی ۱۴۱

بیسویں کہانی ۱۴۷

اکیسویں کہانی ۱۵۱

بائیسویں کہانی ۱۵۴

تئیسویں کہانی ۱۵۷

چوبیسویں کہانی ۱۶۳

پچیسویں کہانی ۱۶۵

ضمیمے :

۱ - مقتبس جہانگیر شاہی — مظہر علی ولا ۱۷۱

۲ - مقتبس اردو کی نثری داستانیں — گیان چند

(الف) بیتال پچیسی ۱۷۵

(ب) بیتال پچیسی ایک تنقیدی جائزہ ۱۸۶

(ج) بیتال پچیسی مختلف زبانوں میں ۱۹۲

حرف آغاز

و

مقدمه

از

گوهر نوشاهی

حروف آغاز

زیر نظر اشاعت کی ترتیب میں بیتال پچیسی کے جن ایڈیشنوں سے مدد لی گئی ہے ، درج ذیل ہیں ۔

Hindee and Hndoostanee Selections. (1)

یہ انتخاب فورٹ ولیم کالج کی طرف سے ۱۸۲۷ء میں کلکتے سے دو جلدوں میں شائع ہوا ۔ پہلی جلد کا رسم الخط دیو ناگری اور دوسری کا اردو تھا ۔ اس انتخاب کے مرتب ہندوستانی شعبے کے ہیڈ منشی تارینی چرن متر اور نگران ہندی اور ہندوستانی زبان کے پروفیسر ولیم پرائس تھے ۔ کتاب کی پیشانی پر مرتب کا نام نہیں ہے لیکن پہلی جلد کے INTRODUCTION میں ولیم پرائس نے ان الفاظ میں متر کے کام کا اعتراف کیا ہے :

"The editing of these volumes, is the work of Tarinee Churun Mitr, Head Munshi of the hindoostanee department of the College of Fort william, with whome the plan of publication originated. I have superintended the general arrangment of the selection, supplied a considerable portion of the materials, and supervised the sheets for final correction."

بیتال پچیسی کا مکمل متن اس انتخاب کی پہلی جلد میں دیو ناگری رسم الخط میں موجود ہے ۔ کتاب پر فورٹ ولیم کالج کی مہر بھی چھپی ہوئی ہے ۔ میں نے اسے جناب اشفاق انور سے اردو رسم الخط میں منتقل کروایا ۔ زیر نظر اشاعت کا متن اسی پر مبنی ہے ۔ یہ نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور کی ملکیت ہے ۔

(۲) بیتال پچیسی کا یہ دوسرا ایڈیشن اردو اور دیوناگری ہر دو رسم الخط میں ہے - بین السطور انگریزی ترجمہ اور مشکل مقامات پر انگریزی زبان میں حواشی بھی درج کیے گیے ہیں - یہ ایڈیشن ۱۸۵۵ء میں ہرٹ فورٹ سے شائع ہوا - ڈبلیو ، بی ، بارکر نے تیار کیا ، ایسٹ وچ نے ترتیب دیا اور ہندوستانی پریس کلکتہ میں چھپا - یہ نسخہ بھی پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے سنسکرت سیکشن میں ہے -

(۳) Tales of Ancient India.

بیتال پچیسی کی گیارہ کہانیوں کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے - ان کہانیوں کا مآخذ سنسکرت کا کوئی نسخہ ہے - ولا کی کتاب مترجم کی نظر سے نہیں گزری - اس کے علاوہ بعض مقامات پر ولا سے مختلف بھی ہے - ان کہانیوں کا مرتب اور مترجم J.A.B. Van Buitenen ہے - کتاب ۱۹۶۱ء میں شکاگو یونیورسٹی کے اشتراک اور Bantam Books نیویارک کے اہتمام سے مذکورہ یونیورسٹی ہی کے پریس میں شائع ہوئی -

(۲)

حواشی میں جو مخففات استعمال کیے گئے ہیں ، ان کی تفصیل یہ ہے :-

(۱) بارکر : اس سے مراد ڈبلیو ، بی ، بارکر کا ترجمہ کیا ہوا بیتال پچیسی کا وہ نسخہ ہے جو ہرٹ فررٹ سے شائع ہوا

(۲) Buitenen : بیتال پچیسی کی گیارہ کہانیوں کا

انگریزی زبان میں ترجمہ کیا ہوا
مجموعہ Tales of Ancient India

دونوں نسخوں کی تفصیل اوپر درج کی جا چکی ہے۔
حواشی میں ہندو دیوی دیوتاؤں کے تعارف ہندو کلاسیکل ڈکشنری سے تیار کیے گئے ہیں۔ اس کے مرتب سردار دیوی سہائے سابق وزیر ریاست جموں و رئیس امرت سر ہیں۔ سنہ تالیف ۱۸۸۸ء، سنہ اشاعت ۱۸۹۴ء اور مطبع خادم التعلیم پنجاب لاہور ہے۔

(۳)

متن کی تصحیح کے دوران میں بعض الفاظ کی قدیم کتابت کو مروجہ کتابت میں تبدیل کیا گیا ہے۔ جن الفاظ میں نمایاں تبدیلی رونما ہوئی ہے ان کی فہرست یہ ہے:

اصل	موجودہ	اصل	موجودہ
انے	ان نے	کوئے	کوئیں
دھووی	دھوبی	توتا	طوطا
بواہ	بیاہ	ووھیں	وھیں
بجد	بضد	پوے	پاوے
تروار	تلوار	بھیکھ	بھیک
یتن	جتن	سمئیں	سمے

حواشی میں مشکل الفاظ کے معانی دیے گیے ہیں۔ کوشش کی گئی ہے کہ ایک لفظ کے صرف ایک ہی بار معنی

درج کیے جائیں لیکن اس کے باوجود بعض الفاظ کا تقاضا تھا کہ ان کے مطالب کو بار بار دھرایا جائے کیونکہ ایسا نہ کرنے سے عبارت کی تفہیم مشکل ہو جاتی -

کتاب سے متعلق گیان چند کی کتاب ''اردو کی نثری داستانیں،، کے اقتباسات ضمیمے میں شامل کر دیے گئے ہیں کتاب کے تفصیلی مطالعے کے لیے یہ اقتباس قاری کی معاونت کریں گے -

(۴)

کتاب کی ترتیب اور مقدمے کی تیاری کے لیے جو کتابیں زیر مطالعہ رہیں، ان کی ایک ناتمام فہرست درج ذیل ہے :

ارباب نثر اردو	سید محمد
اردو کی نثری داستانیں	گیان چند
بنگالی ہندوؤں کی اردو خدمات	بھٹہ چاریہ
تاریخ سلاطین اودھ	نجم الغنی
داستان تاریخ نثر اردو	حامد حسن قادری
دیوان جہان	بینی نرائن جہان
سخن شعراء	نساخ
سیر المصنفین	محمد یحییٰ تنہا
عقد ثریا	مصحفی
تذکرہ ہندی	مصحفی
فورٹ ولیم کالج اور اکرام علی	نادم سیتا پوری
گلشن بے خار	شیفتہ

گلکرسٹ اور اس کا عہد	عتیق صدیقی
مجموعہ نغز	قدرت‌اللہ قاسم
مخزن‌الغرائب	احمد علی سندیلوی
مقدمہ رسالہ گلکرسٹ	خلیل‌الرحمان داؤدی
مقدمہ سکنتلا	ڈاکٹر محمد اسلم قریشی
میر حسن اور ان کا عہد	ڈاکٹر وحید قریشی
میر کی آپ بیتی	نثار احمد فاروق (مترجم)
ہماری داستانیں	سید وقار عظیم
ہندو کلاسیکل ڈکشنری	سردار دیوی سہائے

Tales of Ancient India By J. A. B. Van Buitenen.

· King and Corps. By H. Zimmern.

اور آخر میں ان حضرات کی فہرست جن کے شکریے مجھ پر واجب ہیں - بزرگوں میں ڈاکٹر وحید قریشی ، خلیل‌الرحمان داؤدی ، پروفیسر وقار عظیم اور ڈاکٹر غلام حسین اور دوستوں میں محمد سلیم‌الرحمان ، ممتاز منگلوری ، فرید احمد شاہ اور ملک احمد نواز کا بالخصوص ممنون ہوں کہ ان سے متن کی ترتیب کے سلسلے میں مفید مشورے اور کتاب کو حتی‌المقدور صحت مند بنانے کے لیے اعانت حاصل ہوئی -

سانده روڑ کرشن نگر
لاہور
۲۷ - دسمبر ۱۹۶۳ء

گوہر نوشاہی

مقدمہ

بیتال پچیسی کے مترجم نے ابتدائے داستان میں اس کتاب پر تین آدمیوں کے کام کا اعتراف کیا ہے ۔

(۱) مظہر علی ولا : جنہوں نے اس کتاب کو برج بھاشا سے زبان سہل (یعنی اردو) میں منتقل کیا ۔

(۲) شری للوجی لال کوی : جنہوں نے ترجمے کے دوران میں مظہر علی ولا کی معاونت کی ۔

(۳) تارنی چرن متر : جنہوں نے چھاپے کے واسطے سنسکرت اور بھاشا کے الفاظ کو جو ریختے کے محاورے میں کم آتے تھے ، نکال کر مروج الفاظ کو داخل کیا ۔

ذیل میں ان تینوں حضرات کے مختصر سوانح حیات پیش کیے جاتے ہیں ۔

مظہر علی ولا

مظہر علی خاں نام اور ولا تخلص تھا ۔ مصحفی نے ان کا عرف لطف علی اور قدرت اللہ قاسم نے لطف اللہ لکھا ہے ۔ لیکن بینی نرائن جہاں ، سید محمد ، حامد حسن قادری ، اور محمد یحییٰ تنہا نے ان کا نام مرزا لطف علی اور عرف مظہر علی خاں بیان کیا ہے ۔ جس طرح نام میں اختلاف ہے ۔ اسی

طرح تخلص میں بھی تذکرہ نگاروں کے درمیان مختلف رائیں موجود ہیں - چنانچہ مصحفی کے ہاں باطن اور مصطفیٰ خان شیفتہ کے ہاں ان کا تخلص والہ بھی ملتا ہے - باپ کا نام سلیمان قلی خان وداد ، دادا کا نام آقا محمد حسین اصفہانی اور پردادا کا نام آقا صادق ترک تھا - یہ شجرہ ولا نے جہانگیر شاہی میں درج کیا ہے[1] - خود ولا کے بیان کے مطابق ان کے دادا ، اپنے والد کے ہمراہ اصفہان سے شاہجہان آباد میں آئے اور ان کے دادا نواب سعیدالدین خان بہادر میر آتش کی وساطت سے سنۂ احد میں محمد شاہ بادشاہ کے ملازم ہوئے -[2] ولا کے دادا آقا محمد حسین کو محمد شاہ کی طرف سے علی قلی خاں کا خطاب ملا اور بائیس خدمتوں سے سرفراز ہوئے - علی قلی خاں کی وفات کے بعد ان کے بیٹے سلیمان قلی خان عرف مرزا محمد زمان وداد (ولا کے والد) نواب نجم‌الدولہ اسحاق خاں بہادر کے وسیلے سے منگ باشی کے عہدے پر فائز ہوئے - (یہ وہی نجم‌الدولہ اسحاق خاں ہیں جن کے یہاں میر تقی میر بھی کچھ عرصہ ملازم رہے - ان کا تذکرہ میر نے ''ذکر میر'' میں کیا ہے) مرزا محمد زمان وداد نے شاہ عالم (تخت نشینی جمادی‌الاول ۱۱۷۳ ھ ، وفات ۷ رمضان ۱۲۲۱ ھ) کے ابتدائے سلطنت میں عزت الدولہ صولت جنگ، موسیٰ خان بہادر کی رفاقت اختیار کی - وداد فارسی کے شاعر

۱- جہانگیر شاہی کا اقتباس کتاب کے آخر میں ضمیمہ نمبر ۱ میں ملاحظہ فرمائیں -

۲- محمد شاہ روشن اختر ذی قعد ۱۱۳۱ ھ میں تخت نشین ہوئے اور ۱۱۶۱ ھ میں وفات پائی -

تھے ۔ مخزن الغرائب اور دوسرے کئی تذکروں میں ان کے اشعار موجور ھیں ، دو شعر ملاحظہ فرمائیے ۔

محتسب ساز طرب را مشکن
درپس پردہ اش آواز کسی است
پرسرا سیمہ طپید است دلم دوش وداد
نالہ را نیز امید است اثری خواھد شد

مصحفی نے عقد ثریا میں اقرار کیا ھے کہ مرزا محمد رفیع سودا فارسی کلام میں وداد سے اصلاح لیتے تھے ۔

مظھر علی ولا ، محمد زمان وداد کے چھوٹے بیٹے تھے ۔ مدت تک نواب نجف قلی خاں بہادر مظفر جنگ کی رفاقت میں رھے ، نجف قلی خاں ، ذوالفقارالدولا نجف خاں (متوفی ۲۲ اپریل ۱۷۸۲ء) کے ملازمین میں سے تھے ۔

نجف قلی خاں کے بعد ولا نے شہزادہ جواں بخت کی رفاقت اختیار کی ۔ ۱۲۰۱ھ میں جب شہزادے نے بنارس کا سفر اختیار کیا ، ولا لکھنئو ھی میں رھے اور ان کے ھمراہ نہ جا سکے ۔ جواں بخت کی روانگی کے بعد ولا نے مشیرالملک ٹکیت رائے بہادر صلابت جنگ کے وسیلے سے آصف الاولہ کے دربار میں رسائی حاصل کی اور ملازم ھو گئے ۔

۱۸۰۰ء میں گورنر جنرل ولزلی نے فورٹ ولیم کالج کے لیے لکھنو سے ادیبوں اور شاعروں کو بلایا تو ولا نے بخشی الممالک فخرالدین احمد خاں عرف میرزا جعفر ابن محسن زمان خاں مرحوم کے توسط سے کرنل اسکاٹ صاحب تک رسائی حاصل کی اور ان کے اپنے بیان کے مطابق ۱۰ مارچ ۱۸۰۰ء کو چیف سیکرٹری کے ملازم ھو کر وارد کلکتہ ھوئے ۔

عتیق صدیقی نے ایسٹ انڈیا کمپنی کی کاروائیوں سے کرنل اسکاٹ کے ایک خط کے دو اقتباس دیے ہیں۔ چیف سیکرٹری کے نام اس خط کے مطابق ولا کو ۱۰ نومبر ۱۸۰۰ء کو ۸۰ روپے ماہوار تنخواہ پر کالج کے لیے ملازم رکھا گیا تھا۔ انہیں ۲۹۳ روپے پیشگی دیے گئے تھے جن سے ان کی فروری ۱۸۰۱ء تک کی تنخواہ ادا ہو جاتی تھی۔ عتیق صاحب کے نزدیک ولا اور کاظم علی جوان اکٹھے ملازم ہوئے تھے۔ جواں نے سکنتلا میں اپنی تقرری کی تفصیل لکھی ہے۔

کالج کونسل کی کاروائی مورخہ ۳۰ اگست ۱۸۰۲ء کے مطابق ولا ایک مرتبہ ملازمت سے بر طرف بھی ہوئے۔ اس فیصلے کے خلاف انہوں نے اپیل کی چنانچہ ۴ اکتوبر ۱۸۰۲ء کی کالج کونسل کی کاروائی میں ان کے دوبارہ تقرر کی منظوری ہو گئی[۱]۔ کالج میں ولا کی حیثیت ہندوستانی شعبے کے ایک مترجم کی تھی۔

مظہر علی ولا، مترجم اور نثر نگار ہونے کے علاوہ ایک اچھے شاعر بھی تھے۔ انہوں نے اپنے آپ کو اکثر جگہ پر خود شاعر لکھا ہے۔ ہفت گلشن کے دیباچے میں لکھتے ہیں:

"مظہر علی خاں شاعر کہ ولا جس کا تخلص ہے......"

اسی طرح بیتال پچیسی میں ان کے اپنے الفاظ ہیں:

"مظہر علی شاعر نے، جس کا تخلص ولا ہے....."

۱۔ گلکرسٹ اوز اس کا عہد۔

مصحفی ، شیفتہ ، قدرت اللہ قاسم ، نساخ اور بینی نرائن جہاں وغیرہ نے انہیں اچھے شاعروں میں شمار کیا ہے ۔ ان کے اشعار کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ ان کا اچھا خاصا تخلیقی ذہن تھا ۔ کلام ولا کا جو انتخاب ڈاکٹر عبادت صاحب نے ہفت گلشن کے دیباچے میں دیا ہے وہ تو ایسا نہیں کہ اس سے شاعر کے بارے میں کوئی قطعی قسم کی رائے قائم کی جا سکے کیونکہ ان اشعار میں سوائے رعایت لفظی اور شاعرانہ تکلفات کے کوئی قابل توجہ بات نہیں ہے اور یہ شاعرانہ تکلف شاید اس زمانے کے اس رواج کی نمائندگی کرتا ہے جس میں ہر ادیب مؤرخ ، داستان گو اور بہت کچھ اور بھی ہوتا تھا ، وہاں شاعر بھی ہونا اس کی عظمت میں شامل تھا ۔ البتہ بینی نرائن جہاں نے ولا کے کلام کا جو انتخاب اپنے تذکرے میں درج کیا ہے ، وہ ہر لحاظ سے قابل ستائش ہے ۔ چند اشعار پیش خدمت ہیں :

جلوے سے اس کے حسن کے عالم تھا بس کہ محو
دیکھا اس انجمن میں جسے وہ خموش تھا

کر دیا تختۂ دامن کو یہاں تختۂ باغ
کب رگ ابر سے کم ہے سرمژگاں میرا

جلوۂ حسن سے یہ کس کے ہے زیبا رخ صبح
کہ ہے آئینۂ دل سے بھی مصفا رخ صبح

پوچھے ہے ہم صفیر خبر کیا چمن کی تو
ہیں خار و خس تمام وہاں اب بجائے گل

نیرنگیٔ فلک سے جگر داغ ہوگیا
کیا کیا ملائے خاک میں افسوس ہائے گل
دل بستگی نہ رکھ چمن دھر سے ولا
آتی نہیں مشام میں بوئے وفائے گل

یاد میں اس کی کون سا دل جو مثل جرس نالاں نہیں
چشم نظارہ کس کی یہاں اب آئینہ ساں حیران نہیں
ایک نگہ اس ماہ جبیں کو دیکھا ہے جس نے اس کا تو
دیدۂ گریاں ، سینہ ہے بریاں ہوش نہیں اوسان نہیں
کاکل مشکیں رشک سنبل عارض گلگوں غیرت گل
قد کو نسبت سرو سے دوں پر اس میں تو یہ شان نہیں
دست نگاریں دیکھ کے ڈوبا پنجۂ مرجاں دریا میں
ساعد کی حرکات سے اس کے شاخ گل میں جان نہیں
چشم خماریں دیکھ اس گل کی باغ جہاں میں اے یارو
حیرت ہے رک عالم کو کچھ نرگس ہی حیراں نہیں
کون سنے ہے کس سے حال دل اپنا عرض کرے
تیرے سوا تو کوئی ولا کا جان نہیں ، پہنچان نہیں

کثرت اشعار سے مشاعرہ برپا کرنا مقصود نہیں اور نہ ولا کی شاعری ہی پر سیرحاصل تبصرے کا یہ موقع ہے لیکن چلتے چلتے صرف اس قدر عرض کرنا ضرور مناسب ہے کہ انہوں نے اٹھارویں صدی کے نصف ثانی سے لے کر انیسویں صدی کے ربع اول تک تقریباً پون صدی کا زمانہ تو ضرور دیکھا تھا ۔ اور وہ یہ دور تھا ۔ جب پورے برصغیر میں ایک خاص قسم کی ذہنی اور

معاشرتی بدامنی رونما تھی ۔ اور اس کا سبب وہ شورشیں اور ہنگامے تھے جنہوں نے نہ صرف دلی ہی میں مغلیہ سلطنت کے شیرازے کو تہ و بالا کیا بلکہ پورے برصغیر میں ایک اضطراب اور خوف و ہراس کی لہر دوڑ دی تھی ۔ ولا کے کلام میں اس بربادی کا نوحہ بڑی بلند آواز میں سنائی دیتا ہے ۔

ولا کے بارے میں قدرت اللہ قاسم لکھتے ہیں :

'' وے مرد حریف ، ظریف ، خوش طبع ، مزاح دوست واقع شدہ ۔''

بینی نرائن جہان نے اعتراف کیا ہے کہ وہ :

'' ہمیشہ عمدہ روزگار رہے ''

مزاج کی یہ شگفتگی اور عمدۂ روزگار ہونے کی یہ خوش مزاق ولا کے کلام سے واضح ہے ۔ ان کے لہجے میں ایک خاص قسم کی ڈراماٸی کیفیت اور ان کے بیان میں ایک خاص قسم کی سنجیدگی پاٸی جاتی ہے ۔

ولا بقول شیفتہ ، ممنون کے شاگرد تھے اور سید محمد کے بیان کے مطابق انھوں نے ممنون کے علاوہ مرزا جان طپش اور غلام ہمدانی مصحفی سے بھی مشورہ سخن کیا تھا ۔ مصحفی خود اپنے تذکرے میں لکھتے ہیں :

'' استفادہ شعرش چندے بمرزا طپش و چندے بمولف بود ۔ حالا بہ میر نظام الدین ممنون کلام خود را می نماید ۔''

مظہر علی ولا کی مولفات میں مادھو نل اور کام کندلا، ترجمہ کریما ، ہفت گلشن ، اتالیق ہندی ، تاریخ شیر شاہی ، جہانگیر شاہی اور زیر نظر کتاب بیتال پچیسی شامل ہیں ۔

ان کتابوں پر تفصیلی بحث سید محمد، حامد حسن قادری، محمد یحییٰ تنہا، گیان چند اور عتیق صدیقی کی کتابوں میں موجود ہے۔ بیتال پچیسی کا ایک مفصل تعارف آئندہ سطور میں پیش کیا جائے گا۔ ولا نثر کا ایک منفرد اسلوب رکھتے تھے اس پر تنقیدی محاکمہ بیتال پچیسی پر تفصیلی بحث کے ضمن میں آئے گا۔

شری للو جی لال کوی

شری للو لال کوی ہندی زبان کے مشہور عالم اور شاعر تھے سید محمد کے بقول ان کا خاندان پہلے گجرات میں آباد تھا جہاں سے ترک وطن کرکے ایک مدت سے شمالی ہند میں آ بسے تھے۔ ذات کے برہمن تھے اور چونکہ ان کا بچپن شمالی ہند میں گزار تھا، اس لیے ان کی برج بھاشا، سنسکرت اور دیگر پراکرتوں پر عالمانہ قدرت قرین قیاس ہے۔

۴ جنوری ۱۸۰۲ء کو گلکرسٹ نے چند مطالبات کالج کونسل کے سامنے بذریعہ خط پیش کیے تھے اس خط میں انہوں نے ہندوستانی اور بھاشا کے قریبی تعلق پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک برج بھاشا منشی کے تقرر کا بھی مطالبہ کیا تھا۔ کالج کونسل نے ان کی درخواست پر عمل درآمد کرتے ہوئے شری للو لال کوی کو ۵۰ روپے ماہوار پر بھاکا منشی مقرر کیا۔ یہ کاروائی ۷ جولائی ۱۸۰۲ء کو عمل میں آئی۔[1]

۱۹ اگست ۱۸۰۳ء کو للو لال کی کتاب پریم ساگر پر ۲۰۰ روپے کا انعام کی سفارش کی گئی۔[2]

---

(۱)، (۲)، گل کرسٹ اور اس کا عہد مصنفہ عتیق صدیقی۔

گل کرسٹ کے جانشین کی تجویز کے مطابق ۱۱ جون ۱۸۰۳ء کو غیر ضروری قرار دے کر برطرف کر دیے گئے۔ دوبارہ مقرر ضرور ہوئے لیکن تقرری کی تاریخ کا پتا نہیں چلتا'۔

فورٹ ولیم کالج میں ملازمت کے دوران میں للو لال نے اگرچہ براہ راست اُردو نثر کی کوئی خدمت سرانجام نہیں دی، تاہم ان کی یہ خدمت کبھی فراموش نہیں کی جا سکتی کہ وہ کالج کے دوسرے منشیوں کو ہندی زبان کے ترجمے کرنے میں بڑی مدد دیتے رہے۔

للو لال کی تالیفات میں پریم ساگر، راج نیتی، سبھا بلاس، مہا دیو بلاس، لطایف ہندی شامل ہیں۔ سنگھاسن بتیسی میں انہوں نے کاظم علی جوان اور بیتال پچیسی کے ترجمے میں انہوں نے مظہر علی ولا کی اعانت کی۔ بیتال پچیسی کے بارے میں گیان چند کا خیال ہے کہ اس کے اسلوب پر للو لال کوی چھا گئے ہیں۔ اس بیان میں کس حد تک صداقت ہے اس پر بحث آئندہ سطور میں ہوگی۔ للو لال کوی کی کتابوں کا تفصیلی تعارف گیان چند، سید محمد، حامد حسن قادری اور عتیق صدیقی کی کتابوں میں ملاحظہ فرمائیں۔

تارینی چرن متر

منشی تارینی چرن متر ۱۷۷۲ء میں پیدا ہوئے۔ ۴ مئی ۱۸۰۱ء کو فورٹ ولیم کالج کے مختلف شعبوں میں پنڈت اور منشیوں کی خدمات حاصل کی گئیں تو اس دن کی رپورٹ

---

(۱) گل کرسٹ اور اس کا عہد مصنفہ عتیق صدیقی

کے مطابق تارینی چرن متر نائب منشی مقرر ہوئے - تنخواہ ایک سو روپے ماہوار تھی - ان دنوں چیف منشی میر بہادر علی حسینی تھے - معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس عہدے پر زیادہ دیر فائز نہیں رہے کیونکہ ۱۹ دسمبر ۱۸۰۹ء کی رپوٹ میں میر شیر علی افسوس کو ہیڈ منشی لکھا گیا ہے - ۱۹ دسمبر ۱۸۰۹ء کو میر شیر علی افسوس نے انتقال کیا - ان کے بعد کالج کمیٹی نے شری تارینی چرن متر کو دو سو روپے ماہوار تنخواہ پر ہیڈ منشی مقرر کیا -

تارینی چرن متر ہندوستانی ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ منشی کے عہدے پر مئی ۱۸۳۰ء تک رہے - اس کے بعد ۶۸ سال کی عمر میں ایک سو روپیہ پنشن پر سبکدوش ہوئے اور کلکتے سے مہاراجہ کاشی کے دربار میں چلے گئے - راجہ رواکانت دیب کی کوشش سے انہیں وہاں ملازمت ملی -

۱۸ مئی ۱۸۳۴ء کے ایک خط سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کاشی کے کمشنر تھے اور راجہ ان کی کافی عزت کرتا تھا -

تارینی چرن متر ذاتی تصنیف و تالیف کے علاوہ کالج کے دیگر مترجموں اور منشیوں کے کام کی نگرانی بھی کرتے تھے - بیتال پچیسی کے مترجم کا اعتراف واضح کرتا ہے کہ نثر کے اچھے اسلوب کا ان کے پاس کس حد تک شعور موجود تھا -

متر کا ایک عظیم کارنامہ کلیات میر کی ترتیب ہے - ان دنوں جب کہ آپ فورٹ ولیم کالج کے شعبہ ہندوستانی کے ہیڈ منشی تھے ، میر تقی میر کا انتقال ہوا اور تارینی چرن متر نے میر کی وفات کے کچھ عرصے بعد کلیات میر کو مرتب کر دیا - یہ کلیات ۱۸۱۱ء میں

کپتان جے - ڈبلیو - ٹیلر پروفیسر زبان ہندوستانی کی نگرانی میں شائع ہوا - اس کے مدبر منشی تارینی چرن متر، کاظم علی جوان، اور غلام اکبر تھے -

گیان چند نے متر کی ایک تصنیف ''حکایات نصیحت آموز'' کا پتا بھی دیا ہے - جو ۱۸۱۹ء میں شائع ہوئی -

تارینی چرن متر کا انتقال شاید ۱۸۳۷ء کے قریب کاشی ہی میں ہوا[1] -

کچھ بیتال پچیسی کے بارے میں

بیتال پچیسی کو مظہر علی ولا نے ۱۸۰۳ء میں اردو میں منتقل کیا - اس کی موجودہ صورت اس کتاب کا ترجمہ ہے جسے بقول مترجم محمد شاہ بادشاہ کے زمانے میں صورت نام کیشور نے راجہ جے سنگھ سوائی والی جے نگر کی فرمایش پر سنسکرت سے برج بھاشا میں منتقل کیا - اس کتاب میں پچیس کہانیاں ہیں جن کا شجرہ سنسکرت کی قدیم کلاسیکی کتابوں کتھا سرت ساگر اور برھت کتھا منجری سے ملتا ہے - یہ کتابیں سنسکرت کلاسیک میں اپنا ایک مقام رکھتی ہیں - ان کہانیوں کے علاوہ کتھا سرت ساگر میں بے شمار قصے اور داستانیں اور بھی ہیں[2]، لیکن ان پچیس کہانیوں کو شاید اس لیے الگ کتابی صورت دے دی گئی کہ یہ تمام ایک خاص رشتے سے منسلک ہیں اور وہ یہ کہ ان سب کو بیان کرنے والا ایک ہی کردار یعنی بیتال ہے -

---

۱ - متر کے مندرجہ بالا حالات بھٹہ چاریہ کی کتاب ''بنگالی ہندؤں کی اردو خدمات'' سے ماخوذ ہیں -

۲ - تفصیل کے لیے دیکھیے ضمیمہ نمبر ۲ (الف)

کتھا سرت ساگر کی تالیف کا زمانہ متعین نہیں لیکن مہاراجہ بکرما جیت کا عہد جس سے یہ کہانیاں متعلق ھیں، ۳۷۵ء سے ۴۱۳ء تک بیان کیا جاتا ھے - اس زمانے سے محمد شاہ کے عہد حکومت اور پھر اس سے فورٹ ولیم کالج تک کا زمانہ ان کہانیوں کو اپنے اصل سے کم و بیش پونے چودہ سو سال کا سفر طے کر کے ھم تک پہنچاتا ھے - اس طویل مدت میں ان کہانیوں کا جزئی طور پر اپنے اصل سے خاصا دور ھو جانا بعید از قیاس نہ تھا لیکن آج بھی جب ھم سنسکرت سے براہ راست ترجمہ شدہ کہانیوں اور برج بھاشا کے راستے آنے والی کہانیوں کو آمنے سامنے رکھ کر پڑھتے ھیں تو ھمیں بہت کم اختلافات نظر آتے ھیں - جو معلوم نہیں سنسکرت سے برج بھاشا میں منتقل ھوتے وقت رونما ھوئے یا برج سے اردو میں آتے وقت پیدا ھوئے - کیونکہ ھمارے سامنے برج بھاشا کی مثالیں موجود نہیں -

سنسکرت اور اردو کہانیوں میں اختلافات کے نمونے پیش کرنے کے لیے مظہر علی ولا اور Buitenen کی کتاب Tales of Ancient India کا حوالہ دیا جا سکتا ھے - جس کی تفصیل حرف آغاز میں پیش کی جا چکی ھے - اس کتاب میں بیتال پچیسی کی گیارہ کہانیاں سنسکرت سے براہ راست انگریزی میں ترجمہ ھوئی ھیں - پہلا اختلاف تمہید میں ھے، ولا کے ھاں جوگی ھر روز پھل لاتا ھے اور راجہ بھنڈاری کو دے دیتا ھے - ایک روز جوگی اس موقعے پر حاضر ھوتا ھے جبکہ راجہ کسی کام سے اصطبل میں گیا ھوتا ھے - جوگی اس جگہ راجہ کو لعل پیش کرتا

ھے ۔ اتفاقاً وہ لعل راجہ کے ھاتھ سے گر جاتا ھے اور اسے اصطبل کا ایک بندر اٹھا کر توڑ دیتا ھے اور اس طرح اس میں سے ایک بیش بہا رتن برآمد ھوتا ھے ۔ Buitenen کے نزدیک یہ واقع اصطبل کی بجائے راجہ کے محل ھی میں پیش آتا ھے اور پھل کو اصطبل کے بندر کی بجائے گھر کا پالتو بندر توڑتا ھے ۔

دوسرا اختلاف اس کہانی میں ھے جس میں دھوبی کی لڑکی دو آدمیوں کے سروں کو گھبراھٹ میں تبدیل کر کے ان کے جسموں پر لگا دیتی ھے ۔ ولا کے ھاں ان دو آدمیوں میں سے ایک دھوبن کا خاوند اور دوسرا اس کے خاوند کا دوست ھے لیکن Buitenen کی کتاب اور بقول گیان چند 'کتھاسرت‌ساگر' میں دھوبن کے خاوند کے ھمراہ اس کا دوست نہیں بلکہ دھوبن کا بھائی ھے جو اسے میکے سے لینے آتا ھے ۔ اختلافی مقامات پر غور کرنے سے معلوم ھوتا ھے کہ واقعات کی وہ صورتیں جو سنسکرت الاصل ھیں اور Buitenen کے ھاں پائی جاتی ھیں زیادہ قرین صحت ھیں ۔

ان دونوں مقامات کے علاوہ کتاب کے آخر میں جہاں راجا بکرماجیت بیتال کی لاش کو لا کر جوگی کے حوالے کرتا اور پھر کمال دانش مندی سے جوگی کو ھلاک کر دیتا ھے ۔ تب تمام دیوی دیوتا جے جے کار کرتے ھوئے معہ اندر کے آتے ھیں ۔ اس جگہ Buitenen نے ایک تلوار کا ذکر کیا ھے جو راجا اندر راجا بکرماجیت کو اس کی

---

(۱) دیکھیے ضمیمہ نمبر ۲

بہادری پر خوش ہو کر بطور انعام دیتا ہے لیکن مظہرعلی ولا کے ہاں اس تلوار کا کوئی نشان نہیں ملتا ۔

اختلافات کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ شاید ولا اور للو لال کوی دونوں کی نظر سے بیتال پچیسی کا صرف برج بھاشاہ والا نسخہ گزرا ہو اور اصل سنسکرت نسخے تک ان کی رسائی نہ ہوئی ۔ یہی صورت سکنتلا کے ترجمے کے سلسلے میں کاظم علی جوان کے ساتھ بھی پیش آئی تھی لیکن انہوں نے اس حقیقت کا اعتراف واضح الفاظ میں کر لیا تھا ۔ چنانچہ سکنتلا کے آغاز داستان میں ایک جگہ لکھتے ہیں ۔

''اس کبیشر نے یہ کہانی کبت دوھرے میں کہی کہ جس کا ترجمہ یہ ہے ۔ اور جو انگریزی میں ہے وہ اصل سنسکرت سے ہوا ہے ۔ اگر اس میں اور اس میں کچھ فرق ہو تو ممکن ہے ۔''

جوان کو سکنتلا ، اصل کتاب کے انگریزی ترجمے کا علم ہے لیکن مظہر علی ولا بیتال کے اصل سنسکرت سے نا واقف ہیں ۔

○ ○ ○

زیر نظر کتاب مظہر علی ولا نے مارکوئس ولزلی کے عہد یعنی ۱۸۰۳ء میں جان گلکرسٹ کی فرمائش پر فورٹ ولیم کالج کے لیے ترجمہ کی ۔ تارینی چرن متر کے مرتب کیے ہوئے ولیم پرائس کے دیباچے اور بارکر مرتبہ نسخے کے پیش لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب فورٹ ولیم کالج میں زیر تعلیم ملٹری آفیسروں کے کورس میں شامل تھی ۔ ولیم پرائس نے اسے ملٹری کے جونیر آفیسروں تک محدود رکھا ہے ، الفاظ ہیں :

The following selection have been made to facilitate, cheifly to the junior members of the military service the acquisition of the prevailing language of hindoostan.

لیکن بارکر والے نسخے میں پوری فوج کے لیے تجویز کیا گیا ہے - کتاب کے آخر میں ایک اشتہار بھی ہے جس میں بیتال پچیسی کو معاصر کتابوں میں سب سے بلند مقام دیا گیا ہے - مرتب کا خیال ہے کہ اردو زبان سے آشنائی حاصل کرنے کے لیے صرف اس ایک کتاب کو پڑھ لینا ہی کافی ہے -

مورخہ ۱۲ جنوری ۱۸۰۲ء کو گلکرسٹ نے کالج کونسل کو جن کتابوں کے زیر طبع ہونے کی اطلاع دی تھی ان میں بیتال پچیسی بھی شامل تھی - یہ کتاب اس وقت دیو ناگری رسم الخط میں بڑے چوتھائی ۳۲۴ صفحات پر چھپ رہی تھی اور اس کے اخراجات کا تخمینہ ۸۵۰۰ روپے تھا - چھپائی کا کام ابھی شروع نہیں ہوا تھا -[۱]

۱۹ اگست ۱۸۰۳ء میں بیتال پچیسی پر ۲۰۰ روپے انعام دینے کے لیے کالج کونسل سے سفارش کی گئی - یہ تجویز سب سے پہلے ۲ نومبر ۱۸۰۱ء کو پیش ہوئی تھی - سفارش میں بیتال پچیسی کے علاوہ مظہر علی ولا کی دو اور تصانیف مادھونل اور ھفت گلشن پر بھی بالترتیب ۹۰ روپے اور ۸۰ روپے کے انعامات دینے کے لیے کہا گیا تھا -[۲]

○ ○ ○

بیتال پچیسی کی تمام کہانیاں ایک بنیادی وحدت سے

۱- ۲- گل کرسٹ اور اس کا عہد

ہمکنار ہیں ۔ جو بادشاہ اور لاش (یعنی بیتال) کے حوالے سے ابھرتی ہے ۔ اور یہی وحدت کتاب کی مرکزی کہانی کو ہمارے سامنے پیش کرتی ہے ۔ مشہور ماہر ہندوستانیات ہائنرخ سمر[1] نے اپنے ایک مضمون ''بادشاہ اور لاش'' میں ان کہانیوں پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ ان میں بیان کی گئی فینتسی (Fantasy) انسانی زندگی کے جسمانی اور روحانی سفر سے عبارت ہے ۔ راجہ کا جوگی سے تحایف قبول کرکے ایک بھاری ذمے داری اٹھا لینا نہ صرف اس کی خود اعتمادی کا امتحان ہے ، بلکہ اس سے عہدہ برآ ہونے کے لیے اس کا اپنی جان کی بازی لگا دینا بھی ممکن ہے ۔

جوگی کے دیے ہوئے پھل ہماری زندگی کے ان لاشعوری محرکات کی علامتیں ہیں جو حقائق کی معرفت حاصل کرنے کی ہمیں بار بار دعوت دیتے رہتے ہیں ۔ اور جن سے ہم شعوری سطح پر غافل رہتے ہیں ۔ ہم میں سے ہر شخص اسی قسم کا ایک بیش قیمت پھل ہے جو اپنی روزمرہ زندگی کے غلاف میں چھپا ہوا ہے ۔ اور جس طرح راجا ان پھلوں کو ایک عرصے تک قابل اعتناء نہیں سمجھتا اسی طرح ہمارا شعور بھی اپنے وجود کے قیمتی ثمر کو بے اعتنائی سے قبول کرتا ہے ۔ اور ہم اپنی ''انا'' کو برسر عمل دیکھتے ہوئے بھی اس کے اعمال پر غور نہیں کرتے ۔ یہ '' انا '' کبھی

---

۱ ۔ ہائنرخ سمر ۱۸۹۰ء میں بحر بالٹک کے کنارے گریفس والڈنامہ قصبے میں پیدا ہوئے ۔ ۱۹۴۳ء میں ان کا انتقال ہوا ۔ مضمون کا ترجمہ محمد سلیم الرحمن صاحب نے کیا ہے ۔ ارادہ تھا کہ اسے کتاب کے ساتھ شامل کر لیا جائے لیکن بعض وجوہ کی بنا پر ایسا نہ ہوسکا ۔ (گوہر نوشاہی)

راجا کے خزانچی کی طرح ہمارے اندر چھپے ہوئے جوہر قابل کی حفاظت کرتی ہے اور کبھی راجا کے بندر کی مثال بعض ایسی حقیقتوں کو جن سے ہمارا شعور آگاہ نہیں ہوتا ، ہمارے سامنے بے نقاب کر دیتی ہے۔

راجہ اور لاش کا رشتہ ، انسان کا اپنی ذات کی ان لاشعوری قوتوں کا رشتہ ہے جو اس وقت تک بے حس اور مردہ ہوتی ہیں جب تک کہ وہ انھیں خود تحریک نہیں دیتا اور انھیں پورے طور پر نہیں اپناتا۔

راجہ کے گرد پھیلی ہوئی سیاہ رات ، بھوت پریت کا ہجوم اور راجہ کی اکیلی ذات اس شخص سے مماثل ہے جو زندگی کے سفر میں اکیلا ہے اور اسے روح کی بھول بھلیوں سے گزرنے کے لیے کسی قدوسی رہنمائی کی ضرورت ہے۔

بیتال کا مردہ جسم یعنی مرگھٹ کے درخت کا ایک پھل اپنے اندر عجیب و غریب فطرت رکھتا ہے۔ ہم میں سے ہر شخص کے کاندھے ایسی ہی لاش کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں جو اپنے اندر ماضی کے بے شمار خواب اور ان سے وابستہ یادیں رکھتی ہے۔ بیتال کا یہ مردہ جسم ہماری انا کے مختلف پہلوؤں میں سے ایک پہلو ہے اور اس کے اندر چھپا ہوا بیتال ہمیں اپنی رعب دار آواز میں ہر وقت دھمکی دیتا رہتا ہے کہ اگر ہم نے اس کی الٹی سیدھی باتیں ماننے سے انکار کیا تو ہلاک ہو جائیں گے۔

یہ کہانیاں جو دل کش ، فال آور اور درد ناک ہیں ، ہماری کمر پر لدے ہوئے بیتال کی زبان انھیں بیان کرتی جاتی ہے اور ہر کہانی کے خاتمے پر للکار ہے کہ زندگی نے یہاں جو پہیلی تم سے بوجھی ہے ، اسے بوجھو۔

اس اوپرے خول کو توڑ دو جس نے حقائق کے ان جگمگاتے ہوئے ہیروں کو چھپا رکھا ہے ۔ ان کہانیوں میں جتنے کردار، جتنے ہیرو، ہیروئنیں اور شیطان صفت لوگ ہیں، ہم خود ہی ہیں اور ہم خود ہی کسی نہ کسی طرح ان پہیلیوں کا حل ہیں ۔ یہ لاش ہمارے اپنے بھولے بسرے ماضی کی شیرازہ بندی ہے ۔ یہ تکمیل سے محروم، غیر مطمئن لاش لازماً ہمارے سر پر سوار رہے گی جب تک کہ ہم اپنے وجود کے اس پہلو کو قبول نہ کر لیں جسے اب تک تسلیم نہ کیا تھا ۔

ہماری آگہی کا راستہ آزمائشوں کے جہنم اور غفلتوں کے مرگھٹ سے گزرتا ہوا ہمیں اس منزل پر پہنچا دیتا ہے جہاں ہم اس بلند تر حقیقت کو سمجھ لیتے ہیں جو ہم میں ہمیشہ سے موجود تھی اور تکمیل کے لیے بیتاب تھی ۔ لیکن ہماری شخصیتوں اور ان پوشیدہ قوتوں کے درمیان ریاکار سادھو اور لاش میں چھپا ہوا بیتال راستہ روکے کھڑے ہیں اور ہمیں ان کو پورے طور پر مطمئن کرنا ہے ۔

لاش میں چھپا ہوا بیتال ہمارے اندر کی وہ قوت ہے جسے ہر چیز کا علم ہے ۔ یہ قوت ہمیں اس آفت سے بچاتی ہے جس کی طرف ہم اندھا دھند بڑھے جا رہے ہیں ۔ یہ ہماری اپنی انا سے زیادہ علیم و دانا ہے ۔ یہ اس راجا سے جو ہم بننا چاہتے ہیں زیادہ باہمت اور قوی ہے ۔

راجا اور بیتال کے درمیان ایک خاص تعلق قائم ہو جاتا ہے ۔ اس ہولناک سفر کے دوران میں وہ ایک دوسرے کے بہت قریب آ گئے ہیں ۔ جس کا سبب وہ مشترک خوف ہے جو قضا کی صورت میں ان کے سروں پر منڈلا رہا ہے اور

اسی یگانگت کے تحت وہ ایک دوسرے کی جان بچاتے ہیں ۔

جسمانی راجا اور بے جسم کا بیتال ، غیر مرئی اقالیم ، روز روشن کی شاہانہ ''میں،، ، رات کی تاریکی اور آسیبی آوازیں آپس میں لازم و ملزوم ہیں اور باہم دگر ایک واحد زندہ اکائی بناتی ہیں ۔ ان کی سرگرمیوں کو زمانی مطابقت نے اور بھی اہم بنا دیا ہے ۔ بیتال ، راجہ کو اس اجل سے بچا لیتا ہے جو اسے گلے سڑے ماضی کی طرف لے جا رہی تھی ۔ چنانچہ آخر میں وہی بیتال جو بجائے خود لاش یا بھوت ہے ، قابل نفرت معلوم نہیں ہوتا ۔

راجہ بیتال کے چیستان کا جواب کامیابی سے دیتا ہے ۔ اور بیتال اس کو اپنا دوست بنا لیتا ہے ۔ راجہ بیتال کی سنائی ہوئی کہانیوں کے ذریعے اپنی زندگی میں ان چیزوں کو سمو لیتا ہے جنھیں اب تک وہ نظر انداز کرتا رہا ہے ۔

یہ پچیس کہانیاں اردو کے داستانی ادب میں منفرد حیثیت رکھتی ہیں اور تکنیک کے اعتبار سے داستانوں کی نسبت افسانچوں کے زیادہ قریب ہیں ۔ جو کردار اور واقعات روشناس کرائے گئے ہیں وہ دوسری داستانوں کی طرح مافوق الفطرت نہیں ۔ بلکہ عام انسانی معاشرے کے جیتے جاگتے افراد ہیں ۔ بیتال کو بکرماجیت نے ایک بھوت سمجھ کر نہیں بلکہ اس لاشعوری انس اور تعلق کے تحت اٹھا رکھا ہے جس میں اس بات کا احساس شامل ہے کہ وہ دونوں ایک ہی شبھ لگن سہورت میں پیدا ہوئے تھے ۔ بیتال کی راجہ بکرماجیت سے جن موضوعات پر گفتگو ہو رہی ہے ان کا تعلق عام انسانوں کی روزمرہ نفسیات سے ہے ۔

یہ ان راجاؤں کی کہانیاں ہیں جو رشیوں کے بچار

سنتے ، برھمنوں کی عزت کرتے ، ان کے سراپ سے ڈرتے اور روح کی جسم پر فتح کو مسلم سمجھتے ھیں ۔ ایک راجہ کو جب اس کا سپہ سالار اپنی بیوی پیش کرتا ھے تو وہ آگ بگولا ھو کر کہتا ھے :

''کیا میں ادھرمی ھوں جو ادھرم کروں؟ برائی (پرائی) ستری ماتا کی سمان ھے اور برانا (پرایا) دھن ماٹی برابر۔''

یہ ان رشیوں کے قصے ھیں جو خیر اور شر کی تعلیم کے لیے اپنا ایک خاص نقطہ نظر رکھتے ھیں ۔ وہ نقطۂ نظر جس کی جڑیں ھندو دیو مالا کے عقاید میں پیوست ھیں ۔ یہ رشی دھرم اور ادھرم کا فرق بیان کرتے ھیں ۔ عورت کا پتی کے لیے اور سیوک کا سوامی کے لیے ستی ھو جانا ان کے نزدیک دھرم ھے اور پانی اور اناج کھا کر زندگی بسر کرنے والے جانداروں کو مارنا ادھرم ھے ۔

دھرم اور ادھرم کا یہ کھیل ھندو مذھب و معاشرت سے گہرا تعلق رکھتا ھے ۔ ھندو مذھب میں جسم اور روح کا تعلق اور ایک جسم کا دوسرے جسم سے رشتہ اپنے اندر بعض منفرد خاصتیں رکھتا ھے ۔ یہی وہ موڑ ھے جہاں سے نر اور ناری کا رشتہ اس معاشرت میں داخل ھوتا ھے ۔ گویا اس طرح مذھب اور گرھستھ آشرم ایک ھی حقیقت کے دو رخ بن جاتے ھیں اور آپس میں اس قدر لازم و ملزوم ھو جاتے ھیں کہ ایک کا دوسرے کے بغیر تصور ناممکن ھو جاتا ھے ۔

یہ کہانیاں پند و نصائح ، اخلاق اور حکیمانہ نکات سے لبریز ھیں اور ان میں مشاھدے اور تجربے ، علم و ھنر اور حکمت و دانش کے زیر سایہ پرورش پاتے ھوئے دکھائی

دیتے ہیں۔ بیتال پچیسی سے چند اقتباس اس جگہ بے موقع نہ ہوں گے :

''راجہ نے کہا اے پتر! یہ شریر انتیہ ہے اور دھن بھی استھر ہے۔ جب آدمی جنما، تر ستیو بھی اس کے ساتھ ہے۔ اس سے اب راج کاج چھوڑ، دھرم کاج کیا چاہئے۔''

''سیوک کا دھرم یہ ہے کہ سوامی کے پیچھے اپنا جی دے۔''

''ستی ہونے کے سمان ناری کو کوئی دھرم نہیں۔''

''جب پربتی کے بس آدمی ہوتا ہے تب اسے دھرم، جات اور کھانے پینے کا کچھ بچار نہیں رہتا۔''

''اے پتر! ایسے کہا ہے، جو پتی برتا ستری کو چھوڑ کے جدا رہتا ہے اور ناری کو پیٹھ دیتا ہے، یا جو جسے چاہے وہ اسے نہیں چاہتا وہ چنڈال کے سمان ہوتا ہے۔''

''جن کو حسین عورت میسر نہ ہو، ان سے سنسار میں پشوبھلے ہیں۔ دھرم کا پھل ہے دھن اور دھن کا پھل ہے سکھ اور سکھ کا پھل ہے ناری اور جہاں ناری نہیں، تہاں سکھ کہاں؟''

''کویل کا سر ہی روپ ہے اور ناری کا روپ پتی برتا۔''

''مہاراج! پرش پاپی ادھرمی ہوتے ہیں۔''

''مہاراج رنڈی اپنے دوست کو پسند نہیں کرتی۔''

''پرائے ارتھ جن کا جیو ہے انہوں کا جینا سپھل ہے۔''

"جو لوگ کہ برانا دکھ نہیں سمجھتے اور غیروں کے جی مار مار کھاتے ہیں ، ان کی اس پرتھوی میں عمر کم ہوتی ہے اور لولے ، لنگڑے ، کانے ، اندھے ، بونے ، کبڑے ایسے انگ ہین ہو ہو جنم لیتے ہیں ۔"

ان اقتباسات کے ذریعے ہم اس معاشرت میں قدم رکھتے ہیں جہاں زندگی بسر کرنے کا ایک واضح نصب العین موجود ہے ۔ وہ نصب العین جس میں نیکوکار اور گنہگار اپنے افعال کی جزا اور سزا ایک ایسی عدالت سے حاصل کرتے ہیں جس کا وجود محض قانون کے اندر ہی نہیں بلکہ اس معاشرے میں رہنے والے ہر فرد کے ضمیر میں بھی موجود ہے ۔

ایک ہی کردار کی زبان سے ادا ہونے والی یہ کہانیاں بیان کی وحدت سے ہم آہنگ ہیں ۔ وقت کا احساس کہ ایک ہی رات میں راجہ کا بیتال کو کاندھے پر اٹھا کر یہ سفر طے کرنا اور بیتال کا راجہ کی آواز سن کر بار بار واپس درخت پر جانا اور راجہ کو پھر اسے جا کر اتارنا ہے ، ان کہانیوں کے اسلوب کو اور بھی گھمبیر اور پرپیچ بنا دیتا ہے ۔ بیتال چاہتا ہے کہ کہانی سنانے میں جس قدر تاخیر ہو جائے اچھی ہے کیونکہ اس طرح راجہ اپنے مقصد میں ناکام ہوگا ۔ لیکن راجہ بھی بڑا ہوشیار ہے وہ بڑی عقلمندی سے ہر کہانی کا ایک مختصر سا حل تلاش کرکے بیتال کو مطمئن کر لیتا ہے ۔ بیتال کا کہانی بیان کرنے کا انداز ایک داستان گو اور شاعر کا سا ہے لیکن بیتال اپنے جواب میں اچھا خاصا قطعیت پسند اور سائنٹفک ہے ۔

احساس وقت کے اس فریم نے ان کہانیوں میں جہاں جذباتی اختصاریت ، اور بہت توجہ ایسی خصوصیات پیدا کی هیں ، وهاں کہانیوں کو ایک بھرپور قسم کا ڈرامائی لہجہ بھی دیا هے ۔ مظہر علی ولا کا کمال هے کہ پوری کتاب میں کسی جگہ بھی ان کے مزاج کا یہ رنگ بدلنے نہیں پایا ۔ ان کے هاں لفظ کم اور Gesturs زیادہ هیں ۔ وہ جذباتی مواقع (Emetional Situations) پیدا کرنے کے معاملے میں مشاق اور واقعات کی جزئیات میں ایک خاص قسم کا چناؤ کرنے میں ماهر هیں ۔ ایک سراپا ملاحظہ فرمایئے :

” حسن ایسا گویا اندھیرے گھر کا اجالا ، آنکھیں مرگ کی سی ، چوٹی ناگن سی ، بھویں کمان سی ، ناک تیر کی سی ، بتیسی موتی کی سی لڑی ، هونٹ کندوری کی مانند ، گلا کبوت کا سا ، کمر چیتے کی سی ، هاتھ پاؤں کومل کمل سے ، چندر مکھی ، چمپا برنی ، هنس گونی ، کوکل بینی جس کے روپ کو دیکھ اندر کی اپسرا بھی لجائے ۔ “

اس سراپا میں استعمال هونے والی تشبیہات سے پتا چلتا هے کہ اس زمانے کے انسان کا عورت کے بارے میں کس درجہ صحت مند اور جاندار تصور تھا ۔ ترجمہ کرتے وقت ولا کا لفظوں کا چناؤ قابل تحسین هے ۔

○ ○ ○

گیان چند نے بیتال پچیسی کے اسلوب پر للو لال جی کوی کا هندی نواز ذهن غالب قرار دیا هے ۔ مجھے اس رائے سے اتفاق نہیں هے ۔ اس لیے کہ بیتال پچیسی کی کہانیوں کے موضوع کا تقاضا تھا کہ اس کے لیے ایسا اسلوب اختیار کیا جائے جس میں عربی اور فارسی کے الفاظ کم اور هندی

اور سنسکرت کے الفاظ زیادہ ہوں ۔ ان کہانیوں کی فضا ہندوستانی معاشرت کے اس دور سے تعلق رکھتی ہے جسے ہم صحیح معنوں میں سنسکرت عہد کہہ سکتے ہیں ۔ اس عہد کے لہجے یا اظہار کے پیمانے ولا کے عہد سے مختلف تھے، پس ان لہجوں کو محفوظ کرنے اور ان سے متعلق کرداروں کی زندہ تصویریں پیش کرنے کے لیے لازم تھا کہ ایک ایسا Diction اختیار کیا جائے جو اس عہد کی بھرپور تصویر ہمارے سامنے پیش کرے اور ظاہر ہے کہ ایسا Diction ہندی اور سنسکرت الفاظ کے بکثرت استعمال کے بغیر پیدا نہیں ہوسکتا تھا ۔ اس کے علاوہ شاستروں کی تعلیمات جو بیتال پچیسی کی ہر کہانی کا ایک اہم جزء ہیں ہندی اور سنسکرت الفاظ کے بغیر کسی زبان کے الفاظ میں پیش نہیں کی جا سکتی تھیں ۔

ان حقائق کے پیش نظر بیتال پچیسی یا سکنتلا کے اسلوب کا مقابلہ باغ و بہار یا ہفت گلشن کے اسلوب سے کرنا میرے نزدیک قرین انصاف نہیں ۔ کیونکہ پہلی دو کتابیں ہندی تہذیب و معاشرت کی نمائندگی کرتی ہیں اور دوسری دو کتابیں عجمی طرز حیات سے ملتی جلتی ہیں ۔ اور ہر تہذیب و معاشرت اپنی ایک مخصوص زبان اور مخصوص طریق اظہار (Way of Expresion) رکھتی ہے لہذا سنسکرت تہذیب کی نمائندہ تصریر کو عجمی تہذیب کے فریم میں جڑ کر اس کی قدروں پر محاکمہ کرنا کسی طرح سے بھی مستحسن نہیں ۔

دیکھنا یہ ہے کہ مظہرعلی ولا نے سنسکرت اور ہندی الفاظ کو استعمال کرکے اپنے مقصد میں کس حد تک کامیابی

حاصل کی ہے - چند مثالیں ملاحظہ فرمایئے :

''اے چندر ماں ہم سنتے تھے کہ تم میں امرت ہے اور کرنوں کی راہ تم امرت برساتے ہو، سو آج میرے پر تم ترکش برسانے لگے -''

''اس کا مکھ چندر ماں سا، بال گھٹا سے، آنکھیں مرگ سی -''

''جو سب پر دیا کرتا ہے، وہی گیانی ہوتا ہے''

''جوانی اس کی دن بدن بڑھتی تھی اور روپ اس کا پل پل ادھک ہوتا تھا -''

پروفیسر وقار عظیم اس بات کے معترف ہیں کہ یہ الفاظ '' اپنی ساخت اور آواز کے اعتبار سے سبک اور ہلکے پھلکے ہیں'' اور ان کے نزدیک ان کہانیوں میں '' دل نشینی اور تاثیر اس لیے ہے کہ ان کہانیوں کا پس منظر خالص ہندوستانی ہے -'' ترجمے کی یہ خوبیاں صرف مظہرعلی ولا کے حصے میں ہی نہیں آئیں بلکہ فورٹ ولیم کالج کی قریباً ہر کتاب ان صفات سے متصف ہے اور میرے نزدیک تو فورٹ ولیم کی کتابیں اُردو ادب کے صحیفے ہیں اور بیتال پچیسی ان میں سے ایک ہے -

گوہر نوشاہی

بیتال پچیسی

از

مظہر علی خاں ولا

مرتبہ

گوہر نوشاہی

THE

BAITAL PACHISI;

TWENTY-FIVE TALES OF A DEMON:

A NEW EDITION OF THE HINDÍ TEXT, WITH EACH WORD EXPRESSED
IN THE HINDÚSTÁNÍ CHARACTER IMMEDIATELY UNDER THE CORRESPONDING WORD
IN THE NÁGARÍ; AND WITH A PERFECTLY

LITERAL ENGLISH INTERLINEAR TRANSLATION,

ACCOMPANIED BY A FREE TRANSLATION IN ENGLISH AT THE FOOT OF
EACH PAGE, AND EXPLANATORY NOTES:

BY

W. BURCKHARDT BARKER, M.R.A.S.,

ORIENTAL INTERPRETER; AND PROFESSOR OF THE ARABIC, TURKISH, PERSIAN, AND
HINDÚSTÁNÍ LANGUAGES AT ETON.

EDITED BY

E. B. ST ICK, F.R.S.,

PROFESSOR OF ORIENTAL L. IBRARIAN IN THE EAST INDIA COLLEGE.

HERTFORD:

PRINTED AND PUBLISHED BY STEPHEN AUSTIN,

BOOKSELLER TO THE EAST INDIA COLLEGE.

M.DCCC.LV.

ابتدائے داستان

ابتدائے داستان یوں ہے کہ محمد شاہ بادشاہ کے زمانے میں راجہ جے سنگھ سوائی نے ، جو مالک جے نگر کا تھا ، سورت نام کیشور سے کہا کہ بیتال پچیسی کو جو زبان سنسکرت میں ہے ، تم برج بھاشا میں کہو ۔ تب اس نے بموجب حکم راجا کے برج کی بولی میں کہی ۔ سو اب شاہ عالم بادشاہ کے عہد کے بیچ ، اور عصر میں امیرالامراء زبدۂ نوئینان عظیم‌الشان ، مشیر خاص شاہ کیوان بارگاہ انگلستان ، اشرف‌الاشراف مارکوئیس ولزلی گورنر جنرل بہادر (دام ملکہ) کے ، مظہر علی شاعر نے ، جس کا تخلص ولا ہے ، واسطے سیکھنے اور سمجھنے صاحبان عالی شان کے ، بموجب فرمان جناب جان گلکرسٹ صاحب (دام اقبالہ) کے ، زبان سہل میں جو خاص و عام بولتے ہیں ، اور جسے عالم و جاہل ، گنی ، کوڑھ ، سب سمجھیں اور ہر ایک کی طبیعت پر آسان ہو ، مشکل کسی طرح کی ذہن پر نہ گزرے اور برج کی بولی اکثر اس میں رہے ، شری للو جی لال کوی کی مدد سے بیان کیا تھا ۔

پھر موافق ارشاد مدرس ہندی ، خداوند نعمت جناب کپتان جیمس مؤٹ صاحب (دام اقبالہ) کے ، تارنی چرن مترا نے چھاپے کے واسطے سنسکرت اور بھاشا کے الفاظ کو جو ریختے کے محاورے میں کم آتے ہیں ، نکال کر مروج الفاظ کو داخل کیا ۔ مگر بعضی اصطلاح ہندوؤں کی ، جس کے نکالنے سے خلل جانا ، بحال رکھی ۔ امید ہے کہ حسن قبول پاوے ۔

شروع کہانی کا یہ ہے

کہ دھارا نگر نام ایک شہر، وہاں کا راجا گندھرب سین، اس کی چار رانیاں تھیں ، ان سے چھ بیٹے تھے ، ایک سے ایک پنڈت اور زورآور تھا ۔ قضاکار بعد چند روز کے وہ راجا مر گیا اور اس کی جگہ بڑا بیٹا شنک نام راجا ہوا ۔ پھر کتنے دنوں کے پیچھے اس کا چھوٹا بھائی بکرم[1] بڑے بھائی کو مار کر آپ راجا ہوا اور بہ خوبی راج کرنے لگا ۔ دن بہ دن اس کا راج ایسا بڑھا کہ تمام جنبو دویپ کا راجا ہوا اور اچل راج کرکے ساکا باندھا ۔ کتنے دنوں کے بعد راجا نے یہ اپنے دل میں بچارا[2] کہ جن ملکوں کا نام میں سنتا ہوں ان کی سیر کیا چاہیے ۔

یہ اپنے دل میں ٹھان ، راج گدی اپنے چھوٹے بھائی بھرتری کو[3] سونپ ، آپ جوگی بن ، ملک ملک کی اور بن بن

۱- ہندو کلاسیکل ڈکشنری کے مصنف سردار دیوی سہائے نے اسے اجین کا والی اور گروبھل کا بیٹا لکھا ہے ۔ بکرم شوپرست تھا ، علم کا مربی اور بڑا شائق تھا ۔ اس کے دربار میں نو شخص عالم فاضل اور لائق تھے ان کو نورتن کہتے تھے ۔ کالیداس ان میں سے ایک تھا ۔ (ک ۔ ن)

۲- بار کر : دل میں اپنے

۳- مشہور شاعر اور صرف و نحو کا مصنف راجہ بکرمادیتیہ کا بھائی تھا ۔ اس نے تین شتک یعنی سو سو اشلوک کا ایک گرنتھ تصنیف کیے ۔

(۱) شرنگار شتک (عشقیہ مضمون میں)
(۲) نیتی شتک (اخلاق مضمون میں)
(۳) ویراگ شتک (تصوف کے مضمون میں)

کی سیر کرنے لگا - ایک براھمن اُس شہر میں تپسیا[1] کرتا تھا ، ایک دن دیوتا نے اسے امرت پھل لا دیا ، تب اس نے اُس پھل کو اپنے گھر میں لا کر براھمنی سے کہا کہ جو کوئی اسے کھائے گا ، سو امر ہوئے گا ، دیوتا نے پھل دیتے وقت یہ مجھ سے کہا - یہ سن کے براھمنی بہت سا روئی اور کہنے لگی کہ یہ ھمیں بڑا پاپ بھگتنا پڑا ، کیوں کہ امر ہو کے کب تک بھیک[2] مانگیں گے، بلکہ اس سے مرنا بہتر ھے ، جو مر جائیے تو سنسار کے دکھ سے چھوٹیے - تب براھمن بولا کہ لیتے تو میں لے آیا ، پر تیری بات سن کے میری عقل کھوئی گئی ، اب جو تو بتاوے سو میں کروں پھر اس سے براھمنی نے کہا ، یہ پھل راجہ کو دو اور اس کے بدلے لکشمی[3] لو، جس سے دین و دنیا کا کام ہو -

یہ بات سن براھمن راجا[4] کے پاس گیا اور اسیس[5] دی، پھل کا احوال بیان کرکے کہا کہ مہاراج! یہ پھل آپ لیجیے اور مجھے کچھ لکشمی دیجیے - آپ کے چرن جیو[6] رھنے سے مجھے سکھ ھے - پھر راجا نے براھمن کو لاکھ روپے دے ، بدا[7] کر ، محل میں آ ، جس رانی کو بہت سا چاھتا تھا ، اُسے وہ پھل دے کر کہا ، ”اے رانی! تو اسے کھا کہ امر ہووے گی ، اور ھمیشہ جوان رھے گی“

۱- ریاضت -
۲- اصل میں 'بیکھ'-
۳- دولت -
۴- مراد راجا بھرتری -
۵- دعائے خیر -
۶- مدت العمر -
۷- وداع -

رانی نے اس بات کو سن راجا سے پھل لے لیا ۔ راجا باہر سبھا[1] میں آیا ۔ اُس رانی کا آشنا ایک کوتوال تھا ، اُس نے وہ پھل اُسے دیا ۔ اتفاقاً ایک بیسوا کوتوال کی دوست تھی ، اُس نے اُسے وہ پھل دے کر اس کی خوبی بیان کی ۔ اُس بیسوا نے اپنے من میں بچارا کہ یہ پھل راجا کے دینے جوگ[2] ہے ۔ یہ بات اپنے من میں ٹھہرا ، وہ پھل راجا کو جا کر دیا ۔ راجا نے پھل لے لیا ، اور اُسے بہت سا دھن دے بدا کیا ۔ اور پھل کو دیکھ اپنے جی میں چنتا[3] کر سنسار سے اداس ہو کر کہنے لگا ، کہ اس سنسار کی مایا[4] کسی کام کی نہیں ۔ کیوں کہ اس سے آخر نرک[5] میں پڑنا ہوتا ہے ، تس سے بہتر یہ ہے کہ تپسیا کیجیے اور بھگوان کی یاد میں رہیے ، کہ جس سے آئندہ کو بھلا ہووے ۔

یہ بات دل میں ٹھان ، محل میں جا ، رانی سے پوچھا کہ تو نے وہ پھل کیا کیا؟ ان نے کہا میں اُسے کھا گئی ۔ تب تو راجا نے وہ پھل رانی کو دکھایا ، وہ دیکھتے ہی بھونچکا سی رہ گئی اور کچھ جواب نہ بن آیا ۔ پھر راجا نے باہر آ ، اُس پھل کو دھلوا کر کھایا ، اور راج پاٹ چھوڑ جوگی بن ، اکیلا بن کہے سنے بن کو سدھارا ۔ بکرم کا راج خالی رہا ۔

۱- دربار ۔ محفل ۔ مجلس ۔
۲- لائق ۔
۳- فکر ۔ سوچ ۔
۴- مال و دولت ۔
۵- جہنم ۔

جب یہ خبر راجا اندر[1] کو پہنچی ، تو اس نے ایک دیو دھارا نگر کی رکھوالی کو بھیجا ۔ وہ دن رات اس شہر کی چوکی دیا کرتا ۔ غرض اس بات کا شہرہ ملک بہ ملک ہوا ، کہ راجہ بھرتری راج چھوڑ نکل گیا ۔ یہ خبر راجا بکرم بھی سنتے ہی ترت اپنے دیس میں آیا ۔ اس وقت آدھی رات تھی ، اس سمے نگری میں جاتا تھا کہ وہ دیو پکارا تو کون ہے ، اور جاتا کہاں ہے؟ کھڑا رہ ، اپنا نام بتا ۔

تب راجا نے کہا ، میں ہوں راجا بکرم ، اپنے شہر میں جاتا ہوں ۔ تو کون جو مجھے روکتا ہے؟ تب دیو بولا کہ مجھے دیوتاؤں نے اس نگری کی رکھوالی کو بھیجا ہے ،

۱۔ اندر : آسمان ، ہوا ، بادل ، سورگ اور اپسراؤں کا مالک وید ، میں سب دیوتوں سے اس کا بڑا درجہ لکھا ہے ۔ اندر کا رنگ سرخ یا سنہری ہے اور بازو طویل ہیں ۔ یہ اپنی مرضی کے مطابق صورت اور شکل تبدیل کر سکتا ہے ۔ اس کی سواری کا رنگ چمکیلا ہے اور اس کے آگے دو سرخ رنگ کے گھوڑے جوتے جاتے ہیں ۔ دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنا ، ہواؤں اور موسموں کا انتظام ، بارش کرنا اور برق و رعد کا تعین اسی کے اختیارات میں ہے ۔ اسی باعث اسے خوفناک تصور کیا جاتا ہے گوتم رشی کی بیوی اھلیا کو ورغلانے پر رشی کی بددعا سے عورت بن گیا اور اس کا نام سیونی پڑا ۔ ایک دوسری روایات کے مطابق اس بد دعا سے اس کے تمام جسم پر شہوانی اعضاء آگ آئے ، دیوتاؤں کے رحم پر بعد ازآں یہ نشانات آنکھوں میں تبدیل ہوئے جن کے سبب اس کا نام ''ہزار چشم'' پڑ گیا ۔

اندر کا آسمان سورگ ، دارالسلطنت امراوتی ، محل وتی جینت اور باغ نندن ، کندسار ، پاروشیہ ہیں ۔ سواری کے ہاتھی کا نام ایراوت ، گھوڑی کا نام اچی شرو ، رتھ کا نام دمان ، رتھ وان کا نام ماتلی ہے ۔

جو تم سچ راجا بکرم ہو تو پہلے مجھ سے لڑو ، پیچھے شہر میں جاؤ ۔ اس بات کے سنتے ہی راجا نے چرنا کاچھ کر اُس دیو کو للکارا ۔ پھر وہ دیو بھی اس کے سنمکھ[1] ہوا ، لڑائی ہونے لگی ، ندان[2] راجا دیو کو پچھاڑ اُس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا ۔ تب اُس نے کہا ، اے راجا! تو نے مجھے پچھاڑا ، لیکن میں تجھے جی دان دیتا ہوں ۔ تب تو راجا نے ہنس کر کہا ، تو دیوانہ ہوا ہے ، کس کو جی دان دیتا ہے ، میں چاہوں تو تجھے مار ڈالوں ، تو مجھے جی دان کیا دے گا ۔ تب وہ راکس[3] بولا کہ اے راجا ! میں تجھے کال[4] سے بچاتا ہوں ۔ پہلے میری ایک بات سن ، پھر بے پروا تمام دنیا کا راج کر ۔

آخر راجا نے اُسے چھوڑ دیا اور اُس کی بات دل دے کے سننے لگا ۔ پھر دیو نے یہ اُس سے کہا کہ اس شہر میں چندربھان نام ایک راجا بڑا داتا تھا ، اتفاقاً ایک روز وہ جنگل کو نکل گیا تو دیکھتا کیا ہے کہ ایک تپسوی درخت میں اُلٹا لٹکا ہوا ہے اور دھواں پی پی کر رہتا ہے ۔ نہ کسو سے کچھ لیتا ہے نہ بات کرتا ہے ۔ اس کا یہ حال دیکھ ، راجا نے اپنے گھر آ ، سبھا میں بیٹھ کر یہ کہا ، جو کوئی اس تپسوی کو لاوے ، وہ لاکھ روپے پاوے ۔ اس بات کو سن کر ایک بیسوا نے راجا کے پاس آ یہ عرض کی ،

۱- سامنے ۔
۲- بالآخر ۔
۳- دیو ۔
۴- موت ۔

اگر مہاراج کی آگیا[1] پاؤں تو اسی تپسوی سے ایک لڑکا جنوا اسی کے کاندھے پر چڑھا کر لے آوں ۔ اس بات کے سننے سے راجا کو اچنبھا ہوا اور اس بیسوا کو تپسوی کے لانے کے واسطے بیڑا دے کر رخصت کیا ۔ وہ اس بن میں گئی اور جوگی کے مقام پر پہنچ ، دیکھتی کیا ہے کہ وہ جوگی سچ ہی الٹا لٹک رہا ہے ۔ نہ کچھ کھاتا نہ پیتا ہے اور سوکھ رہا ہے ۔ ندان اس بیسوا نے حلوہ پکا اس تپسوی کے منہ میں دیا ۔ اسے میٹھا میٹھا جو لگا تو وہ اسے چاٹ گیا ۔ پھر اس بیسوا نے[2] اور لگا دیا ۔

اسی طرح سے دو روز تک حلوہ چٹایا کی ۔ اس کے کھانے سے ایک قوت اسے ہوئی ۔ تب اس نے آنکھیں کھول، درخت سے نیچے اتر ، اس سے پوچھا ، تو یہاں کس کام کو آئی؟ بیسوا نے کہا ، میں دیو کنیا ہوں ، سورگ لوک[3] میں تپسیا کرتی تھی ، اب اس بن میں آئی ہوں ۔ پھر اس تپسوی نے کہا ، تمھاری منڈھی[4] کہاں ہے؟ ہمیں دکھاؤ ۔ تب وہ بیسوا اس تپسوی کو اپنی منڈھی میں لا کر شٹرس[5] بھوجن کروانے لگی ، تو تپسوی نے دھواں پینا چھوڑ دیا اور ہر روز کھانا کھانے ، پانی پینے لگا ۔ ندان کام دیو نے اسے ستایا ، پھر تپسوی نے اس سے بھوگ کیا[6] جوگ کھویا ۔

۱- اجازت ۔

۲- بارکر : "نے" ندارد ۔

۳- عالم بالا ۔

۴- کٹیا ۔

۵- بارکر : کھٹرس یعنی شش ذائقہ ۔

۶- دنیاداری ۔

اور بیسوا کو گربھ[1] رہا ۔ پورے دنوں میں لڑکا پیدا ہوا ۔ جب کئی ایک مہینے کا ہوا ، تب اُس رنڈی نے تپسوی سے کہا کہ گسائیں جی اب چل کر تیرتھ جاترا کیجیے ، جس سے شریر کے سب پاپ کٹیں ۔ ایسی باتیں کر اُسے بھلا ، لڑکا اُس کے کاندھے پر چڑھا ، راجا کی مجلس کو چلی کہ جہاں سے وہ اس بات کا بیڑا اُٹھا کر آئی تھی ۔

جس وقت راجا کے سامنے پہنچی ، راجا اُس کو دور سے پہچان اور لڑکے کو اُس تپسوی کے کاندھے پر دیکھ ، اہل مجلس سے کہنے لگا ، دیکھو تو یہ وہی بیسوا ہے جو جوگی کے لینے کو گئی تھی ۔ انھوں نے عرض کی کہ مہاراج ! سچ فرماتے ہو یہ وہی ہے اور ملاحظہ فرمائیے کہ جو جو باتیں حضور میں عرض کر گئی تھی ، وے سب وقوع میں آئیں ۔

یہ باتیں راجا کی اور مجلسیوں کی جب جوگی نے سنیں تو سمجھا کہ راجا نے میری تپسیا کے ڈگانے کے لیے یہ جتن کیا تھا ۔ جوگی یہ اپنے جی میں بچار کر وہاں سے اُلٹا پھر ، شہر کے باہر نکل ، اس لڑکے کو مار ڈال اور ایک جنگل میں جا جوگ کرنے لگا ، اور بعد چند روز کے اُس راجا کا واقعہ ہوا[2] اور جوگی نے جوگ پورا کیا ۔

غرض اس کا بیورا[3] یہ ہے کہ تم تین آدمی ایک نگر میں اور ایک نکشتر جوگ مہورت میں پیدا ہوئے ہو ۔ تم

۱- حمل ۔
۲- موت ۔
۳- شرح ۔ تشریح ۔

نے راجا کے گھر میں جنم لیا ، دوسرا تیلی کے ہوا ، تیسرا جوگی ، کمھار کے گھر پیدا ہوا ۔ تم تو یہاں کا راج کرتے ہو ، اور تیلی کا بیٹا پاتال[1] کے راج کا مالک تھا ، سو اُس کمھار نے خوب اپنا جوگ سادھ ، تیلی کو مار ، مرگھٹ میں بساچ[2] بنا ، سرس کے درخت میں اُلٹا لٹکا رکھا ہے ، اور تیرے مارنے کی فکر میں ہے ۔ اگر تو اس سے بچے گا تو راج کرے گا ۔ اس احوال سے میں نے تجھے خبردار کیا ، اس سے غافل مت رہنا ۔

اتنی بات کہہ کر دیو تو چلا گیا ۔ یہ اپنے محل میں داخل ہوا ۔ جب صبح ہوئی تو راجا باہر نکل بیٹھا ، اور دربار عام کو حکم کیا ۔ جتنے چھوٹے بڑے نوکر چاکر تھے ، سب نے آ آ کے[3] حضور میں نذریں دیں اور شادیانے بجنے لگے ۔ سارے شہر کو عجب ایک طرح کی خوشی و خرمی حاصل ہوئی کہ جا بجا اور گھر بہ گھر ناچ راگ مچ گیا ۔ پھر راجا دھرم راج کرنے لگا ۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ شانت شیل نامی جوگی ایک پھل ہاتھ میں لیے راجا کی سبھا میں آیا ، اور وہ پھل اُس کے ہاتھ میں دے ، آسن[4] اُس جگہ بچھا کر بیٹھا ۔ پھر ایک گھڑی کے پیچھے چلا گیا ۔ راجا نے اُس کے جانے کے بعد اپنے من میں بچارا کہ جسے دیوتا نے کہا تھا وہی تو نہ ہو ۔ یہ گمان کر پھل نہ کھایا اور بھنڈاری کو بلا کر

۱۔ عالم اسفل

۲۔ بد شکل روح

۳۔ بار کر : آ کے آ

۴۔ بمعنی بوریا

دیا کہ اسے اچھی طرح رکھنا ۔ پر جوگی ہمیشہ اسی طرح سے آتا اور ایک پھل روز دے جاتا ۔ اتفاقاً ایک روز راجا اپنے اصطبل کے دیکھنے کو گیا تھا ، اور مصاحب بھی کچھ ساتھ تھے ، اتنے میں جوگی بھی وہاں پہنچا اور اُسی طرح سے پھل راجا کے ہاتھ دیا ۔ وہ اُسے اچھالنے لگا کہ ایک بارگی ہاتھ سے زمین پر گر پڑا ، اور بندر نے اُٹھا کر توڑ ڈالا ۔ ایسا ایک لعل اُس میں سے نکلا کہ راجا اور اُس کے مصاحب اُس کی جوت[1] دیکھ حیران ہوئے۔

تب راجا نے جوگی سے کہا کہ تو نے یہ لعل مجھے کس واسطے دیا؟ تب اُس نے کہا اے مہاراج! شاستر میں لکھا ہے کہ خالی ہاتھ اتنی جگہ نہ جائے، راجا ، گرو ، جوتشی ، وید ، بیٹی کے ۔ اس واسطے کہ وہاں پھل سے پھل ملتا ہے ۔ اے راجا! تم ایک لعل کو کیا کہتے ہو ، میں نے جتنے پھل تم کو دیے ہیں ، ان سب میں رتن[2] ہے ۔ یہ بات سن راجا نے بھنڈاری سے کہا ، جتنے پھل تجھ کو دیے ہیں ، اُن سب کو لے آ ۔ بھنڈاری راجا کی آگیا پا ، ترت لے آیا ، اور اُن پھلوں کو جو تڑوایا تو سب میں سے ایک ایک لعل پایا ۔ جب اتنے لعل دیکھے تو راجا نہایت خوش ہوا ، اور رتن پارکھی کو بلوا لعلوں کو پرکھوانے لگا ، اور یوں بولا کہ ساتھ کچھ نہیں جائے گا ، دنیا میں دھرم بڑی چیز ہے ، جو کچھ ہر ایک پرب[3] کا مول ہو سو دھرم سے کہہ دیجیے ۔

۱۔ آب و تاب
۲۔ لعل
۳۔ نگینہ

یہ بات سن جوہری بولا کہ مہاراج! آپ نے سچ فرمایا ، جس کا دھرم رہے گا ، اس کا سب کچھ رہے گا ۔ دھرم ہی ساتھ جاتا ہے ، اور وہی دونوں جہان میں کام آتا ہے ۔ سنو مہاراج! ہر ایک پرب اپنے اپنے رنگ سنگ ڈھنگ میں درست ہے ، اگر ہر ایک کا مول کروڑ کروڑ کہوں تو بھی ہو نہیں سکتا ۔ فی‌الواقعہ ایک ایک اقلیم ایک ایک لعل کی قیمت ہے ۔ یہ سن راجا بہت سا خوش ہو، جوہری کو خلعت دے ، رخصت کر ، جوگی کا ہاتھ پکڑ گدی پر لے آیا ، اور کہنے لگا ، میرا تو سارا ملک بھی ایک لعل کا بہا نہیں ہے ، تم نے دگمبر[1] ہو کر جو اتنے رتن میرے تئیں دیے ہیں ، اس کا بچار کیا ہے؟ سو تم مجھ سے کہو ۔

جوگی بولا ، راجا! اتنی باتیں ظاہر کرنی مناسب[2] نہیں ، جنتر ، منتر ، اوشدھ[3] ، دھرم ، گھر کا احوال ، حرام کا کھانا ، بری بات سنی ہوئی ، یہ سب باتیں مجلس میں کہی نہیں جاتیں ، خلوت میں کہوں گا ۔ سنو یہ قاعدہ ہے ، جو بات چھ کان میں پڑتی ہے ، وہ مخفی نہیں رہتی ، چار کان کی بات کوئی نہیں سنتا اور دو کان کی بات برہما[4] بھی نہیں جانتا ،

۱۔ بے سر و پا ۔ ۲۔ بارکر : مناصب ۔ ۳۔ دوا ۔

۴۔ برہما : تمام مخلوق کا پیدا کنندہ ۔ ایشر پرماتما نے ایک دنیاوی بیضہ ڈالا ۔ اس سے برہما جی پیدا ہوئے اور برہما جی سے رشی اور پرجاپتی پیدا ہوئے ۔ برہما جی کا سرخ رنگ اور چار سر ہیں ۔ ابتداء میں پانچ سر تھے ۔ شوجی کی مذمت کے باعث پانچواں سر جلا دیا گیا تھا ۔ برہماجی کے بازو چار ہیں اور ہاتھوں میں تلوار ، کرچھی یعنی سروا ، کمان پرویت ، مالا ، سبوچہ آب یا وید ہیں ۔ برہما جی کی عورت سرسوتی یعنی علم کا دیوتا ہے ۔ برہماجی کی سواری ہنس ہے ۔

آدمی کا تو کیا ذکر ہے -

یہ بات سن جوگی کو نرالے[1] میں لے راجا پوچھنے لگا کہ گسائیں جی! تم نے اتنے لعل مجھے دیے اور ایک روز بھی بھوجن نہ کیا ، میں تم سے بہت شرمندہ ہوں ، اپنا جو مطلب ہو سو کہو - جوگی بولا راجا! گوداوری ندی کے تیر مہا سمشان[2] میں منتر سدھ کروں گا ، اُس سے اشٹ سدھ مجھے ملے گی ، سو میں تم سے بکھشا[3] مانگتا ہوں ، ایک روز تم میرے پاس رات بھر رہنا ، تمھارے پاس کے رہنے سے میرا منتر سدھ ہو جاوے گا - تب راجا نے کہا خوب میں آؤں گا ، تم وہ دن بتا جاؤ -

جوگی بولا ، بھادوں بدی چودس منگلوار[4] کی سانجھ کو ہتھیار باندھ اکیلے تم میرے پاس آنا - راجا نے کہا تم جاؤ میں مقرر تنہا آؤں گا - اس طرح راجا سے بچن[5] لے ، رخصت ہو ، مٹھ[6] میں جا ، تیار ہو ، سب سامان لے ، وہ تو مرگھٹ میں جا بیٹھا اور یہاں راجا اپنے جی میں فکر کرنے لگا - اس میں وہ ساعت بھی آن پہنچی - تب راجا وہاں تلوار باندھ ، لنگوٹ کس ، اکیلا شب کو جوگی کے پاس جا پہنچا ، اور اُس کو آدیس[7] سنایا -

---

۱- خلوت - ۲- مرگھٹ - ۳- بھیک -

۴- بھادوں ماہ کی چودھویں رات کا سیاہ نصف

۵- قول

۶- مندر

۷- سلام ، میر حسن کا شعر ہے :

یہ سمجھا بناوٹ کا کچھ بھیس ہے
کہا بڑھ کے جوگی جی آدیس ہے

جوگی نے کہا آؤ بیٹھو - پھر راجا وھاں بیٹھ گیا تو دیکھتا کیا ھے کہ چاروں طرف بھوت پریت ڈائن طرح بہ طرح کی ھولناک صورتیں بنائے[*] ناچتے ھیں ، اور جوگی بیچ میں بیٹھا دو کپال[1] بجاتا ھے - راجا نے یہ احوال دیکھ کچھ ڈر بھو[2] نہ کیا ، اور جوگی سے کہا مجھے کیا آ گیا ھے؟ اس نے کہا راجا تم آئے ھو تو ایک کام کرو - یہاں سے دکشن طرف دو کوس پر ایک مرگھٹ ھے ، اس میں ایک سرس کا درخت[3] ، تس میں ایک مردہ لٹکتا ھے ، اسے میرے پاس ترت لاؤ کہ میں یہاں پوجا کرتا ھوں -

راجا کو ادھر بھیج آپ آسن مار جپ[4] کرنے لگا - ایک تو اندھیری رات کی ، ڈراتی تھی ، دوسرے مینہ کی ایسی جھڑی لگی ھوئی ، گویا آج برس کر پھر کبھی نہ برسے گا ، اور بھوت پلید ایسا شور غل کرتے تھے کہ سور بیر[5] بھی ھو تو دیکھ کے گھبرا جائے - لیکن راجا اپنی راہ چلا جاتا تھا - سانپ جو آن آن پاؤں میں لپٹتے تو ان کو منتر پڑھ چھڑا دیتا - ندان جوں توں کٹھن باٹ کاٹ کر راجا اس مسان میں پہنچا تو دیکھا کہ بھوت پکڑ پکڑ آدمیوں کو دے دے مارتے ھیں - ڈائن لڑکوں کے کلیجے چباتی ھیں ، شیر دھاڑتے ھیں ، ھاتھی چنگھاڑیں مارتے ھیں -

---

۱- لغوی معنی کھوپڑی یا کاسۂ سر کے ھیں - یہاں مراد غالباً ونیا نما ساز ھے جس کے ساتھ دو کدو لگے ھوتے ھیں - اس زمانے میں شاید کدو کی بجائے کھوپڑیاں بھی استعمال ھوتی ھوں

۲- خوف

۳- بارکر ؛ درخت

۴- وظیفہ -

۵- سورما -

آدمی کا تو کیا ذکر ہے ۔

یہ بات سن جوگی کو نرالے[1] میں لے راجا پوچھنے لگا کہ گسائیں جی! تم نے اتنے لعل مجھے دیے اور ایک روز بھی بھوجن نہ کیا، میں تم سے بہت شرمندہ ہوں، اپنا جو مطلب ہو سو کہو ۔ جوگی بولا راجا! گوداوری ندی کے تیر مہا سمشان[2] میں منتر سدھ کروں گا، اس سے اشٹ سدھ مجھے ملے گی، سو میں تم سے بکھشا[3] مانگتا ہوں، ایک روز تم میرے پاس رات بھر رہنا، تمھارے پاس کے رہنے سے میرا منتر سدھ ہو جاوے گا ۔ تب راجا نے کہا خوب میں آؤں گا، تم وہ دن بتا جاؤ ۔

جوگی بولا، بھادوں بدی چودس منگلوار[4] کی سانجھ کو ہتھیار باندھ اکیلے تم میرے پاس آنا ۔ راجا نے کہا تم جاؤ میں مقرر تنہا آؤں گا ۔ اس طرح راجا سے بچن[5] لے، رخصت ہو، مٹھ[6] میں جا، تیار ہو، سب سامان لے، وہ تو مرگھٹ میں جا بیٹھا اور یہاں راجا اپنے جی میں فکر کرنے لگا ۔ اس میں وہ ساعت بھی آن پہنچی ۔ تب راجا وہاں تلوار باندھ، لنگوٹ کس، اکیلا شب کو جوگی کے پاس جا پہنچا، اور اس کو آدیس[7] سنایا ۔

۱۔ خلوت ۔ ۲۔ مرگھٹ ۔ ۳۔ بھیک ۔

۴۔ بھادوں ماہ کی چودھویں رات کا سیاہ نصف

۵۔ قول

۶۔ مندر

۷۔ سلام، میر حسن کا شعر ہے:

یہ سمجھا بناوٹ کا کچھ بھیس ہے

کہا بڑھ کے جوگی جی آدیس ہے

جوگی نے کہا آؤ بیٹھو - پھر راجا وہاں بیٹھ گیا تو دیکھتا کیا ہے کہ چاروں طرف بھوت پریت ڈائن طرح بہ طرح کی ہولناک صورتیں بنائے ناچتے ہیں، اور جوگی بیچ میں بیٹھا دو کپال[1] بجاتا ہے - راجا نے یہ احوال دیکھ کچھ ڈر بھو[2] نہ کیا، اور جوگی سے کہا مجھے کیا آگیا ہے؟ اُس نے کہا راجا تم آئے ہو تو ایک کام کرو - یہاں سے دکشن طرف دو کوس پر ایک مرگھٹ ہے، اُس میں ایک سرس کا درخت[3]، تس میں ایک مردہ لٹکتا ہے، اُسے میرے پاس ترت لاؤ کہ میں یہاں پوجا کرتا ہوں -

راجا کو ادھر بھیج آپ آسن مار جپ[4] کرنے لگا - ایک تو اندھیری رات کی، ڈراتی تھی، دوسرے مینہ کی ایسی جھڑی لگی ہوئی، گویا آج برس کر پھر کبھی نہ برسے گا، اور بھوت پلید ایسا شور غل کرتے تھے کہ سور بیر[5] بھی ہو تو دیکھ کے گھبرا جائے- لیکن راجا اپنی راہ چلا جاتا تھا - سانپ جو آن آن پاؤں میں لپٹتے تو ان کو منتر پڑھ چھڑا دیتا - ندان جوں توں کٹھن باٹ کاٹ کر راجا اس مسان میں پہنچا تو دیکھا کہ بھوت پکڑ پکڑ آدمیوں کو دے دے مارتے ہیں - ڈائن لڑکوں کے کلیجے چباتی ہیں، شیر دھاڑتے ہیں، ہاتھی چنگھاڑیں مارتے ہیں -

---

۱- لغوی معنی کھوپڑی یا کاسۂ سر کے ہیں - یہاں مراد غالباً وتیا نما ساز ہے جس کے ساتھ دو کدو لگے ہوتے ہیں - اس زمانے میں شاید کدو کی بجائے کھوپڑیاں بھی استعمال ہوتی ہوں

۲- خوف

۳- بارکر ; درخب

۴- وظیفہ -

۵- سورما -

غرض اس درخت کو جو دھیان کر دیکھا تو جڑ سے پھننگ[1] تلک ہر ایک ڈال پات اس کا دھڑ دھڑ جلتا ہے، اور ہر چہار طرف سے ایک غوغا برپا ہو رہا ہے کہ مار مار، لے لے، خبردار، جانے نہ پاوے۔ راجا اس احوال کو دیکھ نہ ڈرا، لیکن اپنے جی میں کہتا تھا، ہو نہ ہو یہ وہی جوگی ہے جس کی بات مجھ سے دیو نے کہی تھی، اور پاس جا کر جو دیکھا تو ایک مردار رسی سے بندھا الٹا لٹکتا ہے۔

مردے کو دیکھ کر راجا خوش ہوا کہ میری محنت سپھل[2] ہوئی، کھانڈا[3] پھری[4] لے، اس پیڑ پر نربھو[5] چڑھ، ایک ہاتھ تلوار کا ایسا مارا کہ رسی کٹ مردہ نیچے گر پڑا، اور گرتے ہی ڈھاریں مار مار کر رونے لگا۔ پر راجا اس کی آواز سن، خوش ہو، اپنے دل میں کہنے لگا، بھلا یہ آدمی جیتا تو ہے۔ پھر اتر کر اس سے پوچھا تو کون ہے؟ وہ سنتے ہی کھلکھلا کے ہنسا۔ راجا کو اس بات کا بڑا اچنبھا ہوا۔ پھر وہ مردہ اسی درخت پر چڑھ کر لٹک گیا۔ راجہ بھی وہیں چڑھ کر اسے بغل میں دبا نیچے لے آیا اور کہا، چنڈال! تو کون ہے مجھ سے کہہ۔ اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ راجا نے سوچ کر جی میں کہا، شاید یہ وہی تیلی ہے جو دیو نے کہا تھا کہ جوگی نے مسان بنا کر رکھا

۱۔ چوٹی۔
۲۔ کامیاب۔
۳۔ تلوار۔
۴۔ ڈھال۔
۵۔ بے خطر۔

ہے - یہ بچار ، اسے چادر میں باندھ جوگی کے پاس لے چلا۔

جو نر ایسا ساھس¹ کرے گا وہ سدھ² ہووے گا ، تب وہ بیتال بولا تو کون ہے اور کہاں لیے جاتا ہے ؟ راجا نے جواب دیا کہ میں راجا بکرم ہوں ، تجھے جوگی پاس لیے جاتا ہوں - اس نے کہا میں ایک شرط سے چلتا ہوں، جو رستے میں تو بولے گا تو میں الٹا پھر جاؤں گا - راجا نے اس کی شرط مانی اور لے چلا - پھر بیتال بولا اے راجا ! پنڈت ، چتر³ ، بدھیوان⁴ ، لوگ جو ہیں ، تن⁵ کے دن تو گیت اور شاستر کے آنند میں کٹتے ہیں ، اور کوڑھ مور کھوں کے دن کل کل اور نیند میں - اس سے بہتر یہ ہے کہ اتنی راہ اچھی باتوں کی چرچا میں کٹ جائے - اے راجا جو میں کہتا ہوں اسے سن -

---

۱- جرأت -
۲- کامیاب -
۳- چالاک -
۴- دانا -
۵- ان -

پہلی کہانی کا شروع[1]

ایک راجا پرتاپ مکٹ نام بنارس کا تھا ، اور اس کے بیٹے کا نام بجر مکٹ ، جس کی رانی کا نام مہادیوی ۔ ایک دن وہ اپنے دیوان کے بیٹے کو ساتھ لے شکار کو گیا ، اور بہت دور جنگل میں جا نکلا ، اور اس کے بیچ ایک سندر تالاب دیکھا کہ اس کے کنارے ہنس ، چکوا ، چکوی ، بگلے ، مرغابیاں ، سب کے سب کاول میں تھے ۔ چاروں طرف پختہ گھاٹ بنے ہوئے ، کنول تالاب میں پھولے ہوئے ، کناروں پر طرح بہ طرح کے درخت لگے ہوئے ، کہ جن کی گھنی گھنی چھاؤں میں ٹھنڈی ہوائیں آتی تھیں اور پنچھی پکھیرو درختوں پر چہچہوں میں تھے ، اور رنگ برنگ کے پھول بن میں پھول رہے تھے ، ان پر بھنوروں کے جھنڈ کے جھنڈ گونج رہے ، کہ یہ اس تالاب کے کنارے پہنچے اور ہاتھ منہ دھو کر اوپر آئے ۔

وہاں ایک مہادیو[2] کا مندر تھا ۔ گھوڑوں کو باندھ ، مندر کے اندر جا ، مہادیو کا درشن کر باہر نکلے ۔ جتنی دیر ان کی درشن میں لگی اتنے عرصے میں کسو راجا کی بیٹی

۱۔ بار کرنے اپنے نسخے میں کہانی کا انگریزی زبان میں یہ عنوان مقرر کیا ہے : بنارس کے راجا پرتاب مکٹ کے بیٹے راجکمار بجر مکٹ ، اس کے وزیر زادوں اور راجا دنتوات کی بیٹی راجکماری پدماوتی کی کہانی'' صفحہ ۳۱ ۔

۲۔ شو جی کا دوسرا نام ۔

سہیلیوں کا جھنڈ ساتھ لیے ہوئے تالاب کے دوسرے کنارے پر اشنان[1] کرنے آئی ، سو اشنان دھیان ، پوجا کر ، سہیلیوں کو ساتھ لیے ، درختوں کی چھاؤں میں ٹہلنے لگی[2] ۔

۱۔ غسل ۔

۲۔ اس کہانی کا پلاٹ اور بہت سے اجزاء ایک دوسری لوک کہانی سے مشابہہ ہیں جس کا عنوان "بین بادشاہزادی" ہے ۔ بیتال کی بیان کی ہوئی کہانی میں راجکمار ، راجکماری کو تالاب کے کنارے دیکھتا ہے اور دوسری کہانی میں شہزادہ شہزادی کو دریا کی سیر کرتے ہوئے پاتا ہے ۔ بیتال کی کہانی میں راجکماری سر سے کنول کا پھول اتار کر کان سے لگاتی ہے ، دانت سے کترتی ہے ، پاؤں تلے دباتی ہے اور پھر سینے سے لگا لیتی ہے ۔ راجکمار کا دیوان زادہ ان اشاروں کی یوں تعبیر کرتا ہے کہ پھول کان سے لگانے کا مطلب یہ ہوا کہ وہ کرناٹک کی رہنے والی ہے ۔ دانت سے کتر کر راجکماری نے یہ واضح کیا کہ وہ دنتواٹ راجا کی بیٹی ہے ، اور پاؤں سے روندنے کا اشارہ یہ تھا کہ اس کا نام پدماوتی ہے اور پھول کو سینے سے لگا کر اس نے راجکمار سے اپنے عشق کا اظہار کیا ہے ۔ عین اسی طرح دوسری کہانی میں بین شہزادی شہزادے کو بین ، گڑوا ، کان اور مٹی اڑا کر دکھاتی ہے ۔ اور وزیر زادہ ، بین سے بین شہزادی ، گڑوا سے گڑوا شہر ، کان سے کنور بادشاہ (شاہزادی کا باپ) اور خاک اڑانے سے شہزادے کے نہ پہنچنے پر شہزادی کا اظہار نفرت مراد لیتا ہے ۔ بیتال کی کہانی میں بھی راجکمار اور دیوان کا بیٹا کرناٹک پہنچ کر ایک بڑھیا کا سہارا لیتے ہیں جو شہزادی سے بے تکلف ہے ، بڑھیا کے پیغام پہنچانے پر راجکماری پہلی مرتبہ ہاتھوں کو چندن لگا کر اس کے طمانچے مارتی ہے، دوسری مرتبہ کیسر سے تین انگلیاں بھر کر بڑھیا کے منہ پر مارتی ہے اور تیسری مرتبہ اسے پچھم کی کھڑکی کے پاس

(باقی اگلے صفحے پر)

ادھر دیوان کا بیٹا بیٹھا تھا ، اور راجا کا بیٹا پھرتا تھا ، کہ اچانک اس کی اور راجا کی بیٹی کی چار نظریں ہوئیں ۔ دیکھتے ہی اس کے روپ کو راجا کا بیٹا فریفتہ ہوا اور اپنے دل میں کہنے لگا ، کہ اے چنڈال کام[1] ! مجھ کو کیوں ستاتا ہے ۔ اور اس راج پتری نے اس کنور کو دیکھ ، سر میں جو کنول کا پھول پوجا کرکے رکھا تھا ، وہی پھول ہاتھ میں لے کان سے لگا دانت سے کتر پاؤں تلے دبا ، پھر اٹھا چھاتی سے لگا لیا ، اور سکھیوں کو ساتھ لے ، سوار ہو ، اپنے مکان کو گئی ۔ اور یہ راج پتر نہایت نراس[2] ہو برہ[3] میں ڈوبا ہوا ، دیوان کے لڑکے کے

(گزشتہ صفحے کا باقی حاشیہ)

لا کر باہر نکال دیتی ہے ۔ دیوان کا بیٹا ہر مرتبہ راجکماری کی حرکت کی Justification کرتا ہے ۔ بین شہزادی اسی طرح مالن کو پہلے سفید آٹے کا گولہ ، پھر اس گولے کو نیلا کر کے اور پھر کالا کر کے دیتی ہے جس سے وزیر زادہ یہ مطلب نکالتا ہے کہ پہلے گولے سے شہزادی کی یہ مراد ہے کہ میرے باپ کے سفید گنبدوں والے باغ میں چلے جاؤ دوسرے سے یہ اشارہ نیلے گنبدوں اور تیسرے سے کالے گنبدوں کی طرف ہے ۔ فرق ان دونوں کہانیوں میں صرف اس قدر ہے کہ بیتال کی کہانی میں دیوان کا بیٹا خود فقیر بن کر بادشاہ کو دھوکا دیتا ہے لیکن بین شہزادی میں وزیر زادہ شہزادے کو دیوانہ بنا کر بادشاہ کو دھوکا دیتا ہے ۔ بیتال کی کہانی میں راجکماری کو دیس نکالا دلوا کر لایا جاتا ہے لیکن بین شہزادی اس کے برعکس سوئمبر جیت کر حاصل کی جاتی ہے ۔ (گ ۔ ن)

۱- نفسانی خواہش ۔ ۲- مایوس ۔
۳- جدائی ۔

پاس آیا ، اور ساتھ شرم کے اس کے آگے حقیقت کہنے لگا کہ اے متر ! میں نے ایک اتی سندری[1] نایکہ[2] دیکھی ، نہ اس کا نام جانتا ہوں نہ ٹھاؤں - جو وہ مجھے نہ ملے گی ، تو میں اپنی جان نہ رکھوں گا - یہ میں نے اپنے جی میں نہچے[3] بچارا ہے -

یہ احوال دیوان کا بیٹا سن ، اسے سوار کروا ، گھر کو تو لے آیا ، پر راجا کا بیٹا برہ کی پیر[4] سے ایسا بے کل تھا کہ لکھنا پڑھنا ، کھانا پینا ، سونا ، راج کاج ، سب کچھ تج بیٹھا - نقشہ اس کی صورت کا لکھ لکھ دیکھتا اور روتا - نہ اپنی کہتا نہ اور کی سنتا - دیوان کے بیٹے نے وہ حالت اس کی جو برہ سے ہوتی تھی ، جب دیکھی تو اس سے کہا ، کہ جس نے عشق کی راہ میں قدم رکھا ہے ، پھر وہ جیا نہیں ، اور جو جیا تو اس نے بہت دکھ پایا ، اس واسطے گیانی لوگ اس راہ میں پاؤں نہیں رکھتے -

پھر اس کی بات سن راج کمار بولا ، میں نے تو اس پنتھ میں پاؤں دیا ، اس میں سکھ ہو یا دکھ - جب ایسا مضبوط کلام سنا ، تب وہ بولا کہ مہاراج ! تم سے چلتے وقت کچھ اس نے کہا تھا یا تم نے کچھ اس سے ؟ پھر اس نے جواب دیا ، کہ نہ میں نے کچھ کہا ، نہ اس سے کچھ سنا - تب دیوان کا بیٹا بولا ، اس کا ملنا بہت مشکل ہے - اس نے کہا جو وہ ملی تو ہماری جان رہی ، نہیں تو گئی - پھر اس نے

۱- نہایت خوبصورت -

۲- کنواری -

۳- ارادہ -

۴- درد ، پنجابی میں اس کا تلفظ "پیڑ" ہے -

پوچھا ، کچھ اشارہ کنایہ بھی کیا تھا ؟ کنور نے کہا ، جو اس نے حرکتیں کی تھیں ، سو یہ ھیں کہ ایکا ایک مجھ کو دیکھ سر پر سے کنول کا پھول اتار ، کان سے لگا ، دانت سے کتر ، پاؤں تلے دے کر چھاتی سے لگا لیا ۔ یہ سن کر دیوان کے بیٹے نے کہا ، اس کے اشاروں کو ہم سمجھے اور ناؤں ٹھاؤں سب اس کا جانا ۔ وہ بولا جو سمجھے ہو سو بیان کرو ۔

یہ کہنے لگا ، سنو راجا ! کنول کا پھول سر سے اتار کان سے جو لگایا تو گویا ان نے تجھ کو بتایا کہ میں کرناٹک کی رہنے والی ہوں ، اور دانت سے جو کترا سو کہا کہ دنتواٹ راجا کی بیٹی ہوں ، اور پاؤں سے جو دبایا سو کہا کہ پدماوتی[1] میرا نام ہے ، اور چھاتی سے جو لگایا سو کہا تم تو میرے هردئے[2] میں بسے ہو ۔

جب اتنی باتیں کنور نے سنیں تو اس سے کہا ، بہتر یہ ہے ، کہ مجھے اس کے شہر میں لے چلو ۔ یہ کہتے ہی کپڑے پہن ، هتھیار باندھ ، کچھ جواھر لے ، گھوڑوں پر سوار ھو ، دونوں نے اس سمت کی راہ لی ۔ کئی دن کے بعد کرناٹک دیس میں پہنچ ، شہر کی سیر کرتے ہوئے راجا کے محلوں کے نیچے آئے ، تو وھاں دیکھتے کیا ھیں کہ ایک بڑھیا اپنے دروازے پر بیٹھی ہوئی چرخہ کاتتی ہے ۔

یہ دونوں گھوڑوں سے اتر ، اس پاس جا ، کہنے لگے مائی ! ہم مسافر سوداگر ھیں ، مال ہمارا پیچھے آتا ہے ، اور ہم جگہ ڈھونڈھنے کے واسطے آگے بڑھ آئے ھیں ، جو ہمیں جگہ دو

---

۱ لکھشمی کا نام ۔

۲۔ من ۔

تو ہم رہیں - بڑھیا ان کی صورتوں کو دیکھ ، اور باتوں کو سن ، رحم کر کے بولی ، یہ گھر تمھارا ہے ، جب تلک جی چاہے رہو -

غرض یہ سن مکان میں اترے ، تو کتنی ایک دیر کے بعد بڑھیا مہربانی سے ان کے پاس آن بیٹھ باتیں کرنے لگی - اس میں دیوان کے بیٹے نے اس سے پوچھا ، تیری آل اولاد اور کنبے میں کون کون ہے ، اور کیونکر گزران ہوتی ہے ؟ بڑھیا نے کہا ، بیٹا میرا راجا کی خدمت میں بہت اچھی طرح سے آسودہ ہے ، اور پدماوتی جو راج کنیا ہے ، بندی اس کی دودھ پلائی ہے ، اس بڑھاپے کے آنے سے گھر میں رہتی ہوں ، پر راجا میرے کھانے پینے کی خبر لیتا ہے - مگر اس لڑکی کے[1] دیکھنے کو روز ایک وقت جاتی ہوں - وہاں سے آن کر گھر میں ہی اپنا دکھڑا کیا کرتی ہوں - یہ بات راج پتر نے سن ، دل میں خوش ہو ، بڑھیا سے کہا ، کل جس وقت جانے لگو تو ایک سندیسا ہمارا بھی لیتی جائیو - اس نے کہا بیٹا کل پر کیا موقوف ہے ، ابھی مجھ سے جو کچھ کہیے تو میں تیرا پیغام پہنچا دوں - تب اس نے کہا ، تو اتنا جا کر کہہ دے ، کہ جیٹھ سدی پنچمی کو تالاب کے کنارے جس راج پتر کو تم نے دیکھا تھا ، وہ آن پہنچا ہے -

اتنی بات کے سنتے ہی ، بڑھیا لاٹھی ہاتھ میں لیے ، راج مندر کو گئی - وہاں جا کر دیکھا کہ راج کنیا اکیلی بیٹھی ہے - جب یہ سامنے پہنچی ، تو اس نے سلام کیا ، یہ اسیس دے کر بولی کہ دھیا ! بالکپن میں تیری خدمت کی

۱- بار کر : اس لڑکی کو -

اور دودھ پلایا ، اب بھگوان نے تجھے بڑا کیا ، یہ جی چاھتا ھے کہ تیری جوانی کا سکھ دیکھوں تو مجھے بھی چین هووے - اسی طرح کی باتیں محبت آمیز کر ، کہنے لگی کہ جیٹھ سدی پنچمی کو تالاب کنارے جس کنور کا تو نے من لیا ھے ، سو میرے گھر آن کر اترا ھے - اس نے مجھے یہ سندیسا دیا ھے ، کہ جو ھم سے بچن کیا تھا وہ اب پورا کرو ، ھم آن پہنچے ھیں - اور میں بھی یہ کہتی ھوں کہ وہ کنور تیرے ھی جوگ ھے ، جیسی تو روپ وتی[1] ، ویسا ھی وہ گنونت[2] ھے -

یہ سب باتیں سن ، خفا ھو ، ھاتھوں میں چندن لگا ، بڑھیا کے گالوں میں طمانچے مار ، وہ کہنے لگی ، کم بخت ! میرے گھر سے نکل - یہ دق ھو اسی طرح سے اٹھتی بیٹھتی کنور پاس آئی ، اور سب اپنا احوال کہا - راج کمار سن کر ھکا بکا ھو گیا ، تب دیوان کا بیٹا بولا مہاراج ! کچھ فکر نہ کیجیے ، یہ بات آپ کے دھیان نہیں آئی - پھر اس نے کہا ، سچ ھے ، پر تو مجھے سمجھا کہ میرے جی کو چین هووے - اس نے کہا جو دسوں انگلیاں صندل کی بھر کر منہ پر ماری تو ان نے یہ بتایا کہ دس روز چاندنی کے ھو چکیں ، تو اندھیرے میں ملوں گی - غرض دس روز کے بعد بڑھیا نے اس کی خبر پھر جا کہی ، تب اس نے کیسر سے تین انگلیاں بھر اس کے گال پر ماریں ، اور کہا نکل میرے

۱- حسینہ -

۲- سراپا خوبی ، وجہی کا مصرعہ ھے ع کہاں ھے وہ شہ گنونتا ، گنوندھاں -

گھر سے - آخر بڑھیا لاچار ہو کر وہاں سے چلی ، اور جو کچھ بیورا[1] تھا ، سو سب راج پتر سے آ کر کہا - یہ سنتے ہی غم کے دریا میں ڈوب گیا - اس کا یہ احوال دیکھ پھر دیوان کے بیٹے نے کہا ، اندیشہ نہ کر ، اس بات کا مدعا کچھ اور ہے - وہ بولا میرا جی بے چین ہے ، مجھ سے جلد کہو - تب اس نے کہا ، وہ اس حال میں ہے جو عادت عورتوں کی ہے ، اس لیے اور تین دن کا وعدہ کیا ہے ، چوتھے دن وہ تمھیں بلائے گی -

غرض تین دن ہو چکے تو بڑھیا نے اس کی طرف سے خیر و عافیت پوچھی ، تب اس نے بڑھیا کو خفا ہو پچھم کی کھڑکی پاس لا کر نکال دیا - پھر یہ احوال بڑھیا نے راج کنور[2] سے آ کر کہا - وہ سن کر اداس ہوا - اتنے میں دیوان کا پتر بولا کہ اس بات کا بیورا یہ ہے ، کہ آج رات کے وقت تم کو اس کھڑکی کی راہ بلایا ہے - یہ سنتے ہی نہایت خوش ہوا -

جب وہ وقت آیا ، اودے رنگ کے جوڑے نکال ، چن بنا پگڑیاں باندھ ، کپڑے پہن ہتھیار سج سجا تیار ہوئے ، کہ اس عرصے میں دو پہر رات گئی - اس وقت ایک عالم سنسان کا تھا ، کہ یہ بھی وہاں سے سونٹ مارے[3] چپ چاپ چلے آتے تھے - جب کھڑکی پاس پہنچے ، دیوان کا بیٹا باہر کھڑا رہا ، اور یہ کھڑکی کے اندر گیا - دیکھتا کیا ہے کہ راج کنیا بھی وہیں کھڑی راہ دیکھتی ہے ،

۱- تفصیل -

۲- ہار کر : راج کمار -

۳- چپ سادھے -

کہ اس میں ان دونوں کی چار نظریں ہوئی - تب راج کنیا ہنسی اور کھڑکی بند کر راج کمار کو ساتھ لے رنگ محل میں گئی -

وہاں جا کر کنور دیکھتا کیا ہے کہ جا بہ جا لخلخے روشن، اور سہیلیاں رنگا رنگ کی پوشاکیں پہنے ہاتھ باندھے باادب اپنے اپنے رتبے سے کھڑی ہیں - ایک طرف سیج پھولوں کی بچھی ہے - اپنے اپنے قرینے سے عطردان، پاندان، گلاب پاشیں، چنگیریں، چوگھرے[1] آراستہ کیے ہوئے دھرے ہیں - چوا، چندن، ارگجا[2]، کستوری، کیسر، کٹوریوں میں بھرا ہوا دھرا ہے - کہیں اچھی اچھی معجونوں کی رنگین ڈبیاں چنی ہیں، کہیں بھانت بھانت کے پکوان دھرے ہیں - تمام در و دیوار نقش و نگار سے آراستہ اور ان پر ایسی صورتیں بنی ہوئی ہیں کہ ہر ایک دیکھتے ہی محو جاوے -

غرض سارے عیش و طرب کے ساز و سامان مہیا ہیں - عجب سمیں[3] کا عالم ہے کہ جس کا کچھ بیان نہیں ہو سکتا -

---

۱- چار جڑی ہوئی تھلیاں جن میں مٹھائیاں، میوے اور چکنی ڈلی شادی کے موقع پر رکھی جاتی تھی -

۲- ارگجا، اس خوشبودار ابٹنے کو کہتے ہیں جو پرانے زمانے میں دولہا یا دولہن کو شادی کے موقع پر ملا جاتا تھا - اردو کا ایک شعر جو غالباً کسی کلاسیکل شاعر کا ہے، اس میں ارگجے کا استعمال قابل تحسین ہے :

دھوم آونے کی کس کے گلزار میں پڑی ہے
ہاتھ ارگجے کا پیالہ نرگس لیے کھڑی ہے

۳- کیفیت -

اسی مکان میں رانی پدماوتی نے راج کنور کو لے جا بٹھلایا ، اور پاؤں دھلوا ، صندل بدن میں لگا ، پھولوں کے ہار پہنا ، گلاب چھڑک ، پنکھا اپنے ہاتھ سے جھلنے لگی - اس میں کنور بولا ، ہم تمھارے دیکھنے سے ہی ٹھنڈے ہوئے ، اتنی محنت کیوں کرتی ہو ، تمھارے یہ نازک نازک ہاتھ پنکھے کے لائق نہیں ، پنکھا ہمیں دو ، تم بیٹھو -

پدماوتی بولی کہ مہاراج ! آپ بڑی محنت کرکے ہمارے واسطے آئے ہیں ، ہمیں آپ کی خدمت کرنی لازم ہے - تب ایک سہیلی نے رانی کے ہاتھ سے پنکھا لے کر کہا ، یہ ہمارا کام ہے ہم خدمت کریں ، اور تم آپس میں آنند کرو - وے باہم پان کھانے لگے ، اور اختلاط کی باتیں کرنے ، کہ اتنے میں بھور[1] ہوئی - راج کنیا نے اسے چھپا رکھا ، جب رات ہوئی تو پھر باہم عیش میں مشغول ہوئے -

اسی بھانتی[2] کتنے ایک دن بیت گئے ، راج کنور جب جانے کا ارادہ کرے تو راج کنیا جانے نہ دے - اسی طرح سے ایک مہینہ گزر گیا ، تب تو راجا بہت گھبرایا ، اور فکر مند ہوا - ایک روز کی بات یہ ہے کہ رات کے وقت اکیلا بیٹھا ہوا یہ جی میں چنتا کرتا تھا کہ دیس راج پاٹ گھر سب کچھ تو چھوٹا ہی تھا ، پر ایک ایسا دوست ہمارا کہ جس کے باعث[3] سے یہ سکھ پایا ، اس سے بھی مہینے بھر سے ملاقات نہیں ہوئی ، وہ اپنے جی میں کیا کہتا ہوگا اور کیا جانیے

۱- صبح -
۲- ہارکر : اسی بھانت (اسی طرح) -
۳- ہارکر : باعس -

اس پر کیسی گزرتی ہوگی - اسی فکر میں بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں راج کنیا بھی آن پہنچی ، اور اس کی حالت دیکھ کر پوچھنے لگی ، مہاراج ! تمھیں کیا دکھ ہے جو تم ایسے اداس بیٹھے ہو ، مجھے کہو - تب وہ بولا کہ ایک دوست ہمارا بہت پیارا دیوان کا بیٹا ہے ، اس کا کچھ احوال مہینے بھر سے معلوم نہیں ، وہ ایسا چتر پنڈت متر[1] ہے کہ اسی کے گنوں سے میں نے تجھے پایا ، اور انہوں نے تیرا سب بھید بتایا -

راج کنیا بولی مہاراج ! تمھارا چت تو وہاں ہے ، تم یہاں سکھ کیا کروگے ، اس سے بہتر یہ ہے کہ میں پکوان مٹھائی سب کچھ تیار کر کے بھجواتی ہوں ، آپ بھی سدھاریے ، اس کو کھلا پلا ، بہت سی تسلی کر، خاطر جمع سے پھر آئیے - یہ سنتے ہی راج کنور وہاں سے اٹھ کر باہر آیا - اور رانی نے بش[2] ملوا ، طرح بہ طرح کی مٹھائی بنوا کر بھجوائی - کنور منتری کے پتر کے پاس جا کر بیٹھا ہی تھا ، کہ اتنے میں مٹھائی آن پہنچی - پردھان کے بیٹے نے پوچھا ، مہاراج ! یہ مٹھائی کس طرح سے آئی ؟ راج پتر بولا ، میں وہاں تیری چنتا میں اداس بیٹھا تھا ، کہ اس میں رانی نے آ میری طرف دیکھ کر پوچھا ، اداس کیوں بیٹھے ہو ، کچھ سبب اس کا بتاؤ - پھر میں نے تیرے بھید چترائی کے سب اس سے بیان کیے - تب وہ احوال سن کے اس نے مجھے تیرے پاس آنے کی اجازت دی ، اور یہ تیرے واسطے بھجوائی، جو تو اسے کھائے گا ، تو میرا بھی جی خوش ہوگا -

---

۱- دانا -
۲- زہر -

تب پردھان کا بیٹا بولا ، تم میرے واسطے زہر لائے ہو ، اسی میں خیر ہوئی ، کہ آپ نے نہیں کھائی ۔ مہاراج ! ایک بات میری سنیے ، کہ رنڈی اپنے دوست کے دوست کو نہیں چاہتی ۔ آپ نے یہ خوب نہ کیا ، جو میرا نام وھاں لیا ۔ یہ سن کنور بولا ایسی بات تم کہتے ہو جو کبھی کسو سے نہ ہو ۔ اگر آدمی آدمی سے نہ ڈرے ، پر بھگوان سے تو ڈرے گا ۔ اتنا کہہ اس میں سے ایک لڈو کتے کے آگے ڈال دیا ، جونہی کتے نے کھایا ، وونہی چھٹ پٹا کے مر گیا ۔ یہ طور دیکھ ، راج پتر اپنے جی میں غصے ہو کہنے لگا ، ایسی کھوٹی رنڈی سے ملنا لازم نہیں ، آج تک میرے دل میں اس کی محبت تھی ، پر اب معلوم ۔ یہ سن دیوان کا بیٹا بولا ، مہاراج ! جو ھوا سو ھوا ، اب وہ بات کیا چاہیے جس سے اس کو اپنے گھر لے چلیے ۔ راج پتر بولا بھائی ! یہ بھی تمھیں سے ہوگا ۔

دیوان کے بیٹے نے کہا ، آج ایک کام کیجیے ، پھر پدماوتی کے پاس جائیے ، اور جو کہوں سو کیجیے ۔ پہلے تو اسے جا کر بہت سا اخلاص پیار کرو جب وہ سو جاوے ، تب اس کا زیور اتار ، یہ ترسول اس کی بائیں جانگھ میں مار ، وھاں سے ترنت[1] چلے آؤ ۔ یہ سن ، راج کمار رات کو پدماوتی پاس جا ، بہت سی باتیں دوستی کی کر ، دونوں مل کے سو رہے ۔ لیکن باطن میں یہ قابو[2] دیکھتا تھا ۔

غرض جب راج کنیا سو گئی ، تو ان نے سارا گہنا اتار

۱- فوراً ۔

۲- موقعہ ۔

لیا ، اور بائیں جانگھ میں ترسول مار، اپنے مکان کو چلا آیا ۔ سارا احوال پردھان کے بیٹے سے بیان کر ، سب گہنا اس کے آگے رکھ دیا ۔ پھر وہ زیور اٹھا ، راج کمار کو ساتھ لے ، جوگی کا بھیس بنا ، ایک مسان میں جا بیٹھ آپ تو گرو بنا ، اور اسے چیلا ٹھہرا کر اس سے کہا ، تو بازار میں جا کر اس گہنے کو بیچ ، اگر کوئی اس میں تجھے پکڑے تو اسے میرے پاس لے آنا ۔ اس کی بات سن ، راج پتر نے زیور کو لے شہر میں جا ، متصل راجا کی ڈیوڑھی کے ایک سنار کو دکھایا ۔ اس نے دیکھتے ہی پہچان کر کہا ، یہ راج کنیا کا گہنا ہے ، سچ کہہ تو نے کہاں پایا ؟

یہ اس سے کہہ رہا تھا ، کہ دس بیس آدمی اور بھی اکٹھے ہو گئے ۔ غرض کوتوال نے یہ خبر سن ، آدمی بھیج راج کمار کو مع زیور اور سنار پکڑوا منگایا ، اور اس زیور کو دیکھ ، اس سے پوچھا کہ سچ کہہ یہ تو نے کہاں سے پایا ؟ جب اس نے کہا کہ مجھے گرو نے بیچنے کو دیا ہے ، پر مجھے معلوم نہیں کہ وے کہاں سے لائے ، تب کوتوال نے اس کے گرو کو بھی پکڑوا منگایا ، اور دونوں کو زیور سمیت راجا کے حضور لا کر تمام احوال عرض کیا ۔

یہ ماجرا سن کے راجا جوگی سے پوچھنے لگا کہ ناتھ جی ! یہ گہنا تم نے کہاں سے پایا ؟ جوگی بولا مہاراج ! کالی چودس کی رات کو میں مرگھٹ میں 'ڈاکنی'[1] منتر سدھ کرنے کو گیا تھا ، جب وہ ڈاکنی آئی تو میں نے اس کا زیور اور کپڑا اتار لیا ، اور بائیں جانگھ میں اس کی ترسول کا

۱- چڑیل ۔

نشان کر دیا ، اس طرح سے یہ گہنا میرے ہاتھ آیا ہے ۔

یہ بات راجا جوگی سے سن ، محل میں گیا اور جوگی آسن پر ۔ راجا نے رانی سے کہا تو پدماوتی کی بائیں جانگھ میں دیکھ تو نشان ہے کہ نہیں ، اور کیسا ۔ رانی نے جا کر دیکھا تو ترسول کا داغ ہے ۔ راجا سے آ کر کہا مہاراج ! تین نشان برابر ہیں ، پر ایسے معلوم ہوتے ہیں ، گویا کسو نے ترسول مارا ہے ۔

یہ بات سن، باھر آ ، راجا نے کوتوال کو بلوا کر کہا ، جاؤ جوگی کو لے آؤ ۔ کوتوال حکم پاتے ہی جوگی کے لینے کو گیا ، اور راجا اپنے من میں چنتا کر کے کہنے لگا کہ احوال گھر کا اور دل کا ارادہ اور جو کچھ نقصان ہو، سو کسو کے آگے ظاھر کرنا مناسب نہیں ، کہ اتنے میں کوتوال نے جوگی کو لا حاضر کیا ۔ پھر جوگی کو راجا نے کنارے لے جا پوچھا گسائیں جی ! دھرم شاستر میں ستری کے واسطے کیا ڈنڈ لکھا ہے ؟ تب جوگی بولا ، مہاراج ! براھمن ، گئو ، ستری ، لڑکا اور جو کوئی اپنے آسرے میں ہو ، اگر ان میں جس کسو سے کچھ کھوٹا کام ہو تو ان کے واسطے یہ ڈنڈ[1] لکھا ہے کہ دیس نکالا دیجیے ۔

یہ سن کے راجا نے پدماوتی کو ڈولی میں سوار کروا، ایک جنگل میں چھڑوا دیا ۔ پھر اپنے مقام سے راج کنار اور دیوان کا بیٹا دونوں گھوڑوں پر سوار ہو، اس بن میں جا، رانی پدماوتی کو ساتھ لے اپنے شہر کو چلے، بعد چند روز کے اپنے باپ پاس جا پہنچے، سب چھوٹے بڑے کو نہایت

۱۔ سزا ۔

خوشی ہوئی، اور یہ باہم عیش کرنے لگے ۔

اتنی بات کہہ بیتال نے راجا بیر بکرماجیت سے پوچھا، ان چاروں میں پاپ کس کو ہوا، جو تم اس بات کا نیاؤ[1] نہ کروگے تو تم نرک[2] میں پڑوگے ۔ راجا بکرم بولا کہ اس راجا کو پاپ ہوا ۔ بیتال نے کہا راجا کو کس طرح پاپ ہوا ؟ بکرم نے یہ اس کو جواب دیا، کہ بیٹے نے تو اپنے خاوند کا کام کیا ۔ اور کوتوال نے راجا کا[3] حکم مانا اور راج کنیا نے اپنا مقصد حاصل کیا ۔ اس سے یہ پاپ راجا کو ہوا کہ بنا بچارے اسے دیس نکالا دیا ۔ اتنی بات راجا کے منہ سے سن، بیتال اسی درخت پر جا لٹکا ۔

۱- فیصلہ ۔

۲- جہنم ۔

۳- بارکر : راجا کے حکم ۔

دوسری کہانی

راجا دیکھے تو بیتال نہیں ہے پھر الٹا پھرا اور اس جگہ پہنچ ، درخت پر چڑھ ، اس مردے کو باندھ ، کاندھے پر رکھ کے لے چلا - تب بیتال بولا کہ راجا ! دوسری کتھا یوں ہے کہ جمنا[1] کے تیر دھرم‌ستھل نام ایک نگر ہے ، کہ جہاں کا گنا دھپ نام راجا ، اور وہاں کیشو نام براھمن ہے ، کہ وہ جمنا کے کنارے جپ تپ کیا کرتا ہے اور اس کی بیٹی کا نام مدھو مالتی ، وہ بڑی خوبصورت تھی ، جب بیاھنے جوگ ھوئی ، تب اس کے ماتا پتا بھائی تینوں اس کی شادی کی فکر میں تھے -

اتفاقاً ایک روز اس کا باپ کسی اپنے ججمان[2] کے ساتھ شادی میں کہیں گیا تھا ، اور بھائی اس کا ایک روز گاؤں میں گرو کے یہاں پڑھنے ، کہ پیچھے ان کے گھر میں ایک

۱- بارکر کے نسخے میں دوسری کہانی "راجا دیکھے" کی بجائے "جمنا" کے لفظ سے شروع ھوتی ہے اور اس پر ان الفاظ میں ایک عنوان بھی موجود ہے - "کیشو برھمن اور اس کی لڑکی کہانی ، جس کی شادی کا وعدہ تین مختلف اشخاص سے کیا گیا تھا، لیکن وہ سانپ کے ڈسنے سے مر گئی اور اپنے ایک خواھش مند کے ھاتھوں دوبارہ زندہ ھوئی اور باقی دو نے اسے حاصل کرنے کے لئے پہلے کے ساتھ جھگڑا کیا" -

اس کہانی پر J. A. B. Van, Buitenen نے The Faithful Suiters کا عنوان دیا ہے -

۲- آقا -

براھمن کا لڑکا آیا ، اس کی ماں نے اس لڑکے کا گن روپ دیکھ کر کہا ، میں اپنی لڑکی کی شادی تجھ سے کروں گی ۔ اور وھاں براھمن نے ایک ھمنیٹے کو بیٹی دینی قبول کی ، اور اس کے بیٹے نے جہاں پڑھنے گیا تھا ، وھاں ایک براھمن سے بچن ھارا کہ اپنی بہن تجھے دوں گا ۔ کتنے دنوں کے پیچھے دونوں ان دونوں لڑکوں کو ساتھ لے آئے اور وھاں تیسرا لڑکا آگے سے بیٹھا تھا ۔ ایک کا نام تربی کرم ، دوسرے کا نام بامن ، تیسرے کا نام مدھوسودن ، وے تینوں روپ ، گن ، بدیا[1] بیس میں برابر تھے ۔ انہوں کو دیکھ کر براھمن چنتا کرنے لگا کہ ایک کنیا اور تین بر ، کسے دوں کسے نہ دوں ، اور ھم تینوں نے ان تینوں سے بچن ھارا ھے ۔ عجب طرح کی بات پیش آئی ، کیا کیجیے ؟ اس فکر میں بیٹھا تھا کہ اتنے میں اس لڑکی کو سانپ نے ڈسا ، وہ مر گئی ۔ یہ خبر سن کے اس کا باپ ، بھائی ، وے تینوں لڑکے ، پانچوں مل کر بڑی دوڑ دھوپ کر گنی گاڈرو[2] جتنے منتر سے بش کے جھاڑنے والے تھے ، ان سب کو لائے ۔ ان سبھوں نے اس لڑکی کو دیکھ کر کہا ، یہ جینے کی نہیں ۔ پہلا یوں بولا کہ پنچمی[3] چھٹھ[4] شٹمی[5] نومی[6] چودس ان تھوں میں سانپ کا کاٹا آدمی جیتا نہیں ۔ دوسرا بولا سنیچر ،

۱- علم ۔
۲- تریاق ۔
۳- پانچواں ۔
۴- چھٹا ۔
۵- آٹھواں ۔
۶- نواں ۔

منگلوار ، کا ڈسا ھوا بھی جیتا نہیں ۔ تیسرا بولا روھنی مگھا اشلیشا وشا کھا مول کرتکا ان نکشتروں کا بش چڑھا ھوا اترتا نہیں ۔ چوتھا بولا اندری[1] ، ادھر[2] ، کپول[3] ، گلا ، کوکھ ، نابھی ، ان انگوں[4] کا کاٹا ھوا بچتا نہیں ۔ پانچواں بولا یہاں برھما بھی جلا نہیں سکتا ، ھم کس گنتی میں ھیں؟ اب آپ اس کی گتی[5] کیجیے ۔ ھم بدا[6] ھوتے ھیں ۔ یہ کہہ کر گنی تو چلے گئے اور براھمن اس مردے کو لے جا ، مسان میں پھونک ، آپ تو چلا گیا ، پھر اس کے پیچھے ان تینوں جوانوں نے یہ کیا کہ ایک نے تو ان میں سے اس کی جلی ھوئی ھڈیوں کو چن ، باندھ ، فقیر ھو ، بن بن کی سیر کو گیا ۔ دوسرے نے اس کی راکھ کی گٹھری باندھ ، وھیں رھنے لگا ۔ تیسرا جوگی ھو ، جھولی کنتھا[7] لے دیس بہ‌دیس پھرنے لگا ۔

ایک دن کسو دیس میں ایک براھمن کے گھر بھوجن کے لیے گیا ۔ وہ گرھستھی براھمن اسے دیکھ کے کہنے لگا ، اچھا آج یہاں بھوجن کیجیے ۔ یہ سن کے وھاں بیٹھ گیا ۔ جس وقت رسوئی تیار ھوئی ، اس کے ھاتھ پاؤں دھلا لے جا چوکے میں بٹھا ، آپ بھی اس کے پاس بیٹھ گیا اور اس کی

۱۔ اعضائے خواھش ۔
۲۔ نچلا ھونٹ ۔
۳۔ گال ۔
۴۔ اعضاء ۔
۵۔ بارکر : گت (تجہیز و تکفین) ۔
۶۔ رخصت ۔
۷۔ گدڑی ۔

برھمنی پروسنے[1] کو آئی - کچھ پروس گئی کچھ پروسنا باقی تھا، کہ اتنے میں اس کے چھوٹے لڑکے نے رو کر اپنی ماں کا آنچل پکڑا - وہ چھڑاتی تھی اور لڑکا نہ چھوڑتا تھا، اور جوں جوں یہ بھلاتی تھی، وہ لڑکا دونا دونا روتا اور ہٹ کرتا تھا - اس میں اس براھمنی نے خفا ہو، لڑکے کو جلتے چولھے میں اٹھا کر پھینک دیا، وہ لڑکا جل کر خاک ہو گیا -

یہ احوال جب اس براھمن نے دیکھا، تو بنا کھائے اٹھ کھڑا ھوا - تب وہ گھر والا بولا کہ تو کس واسطے بھوجن نہیں کرتا - وہ بولا کہ جس کے گھر میں ایسا راکشس[2] کام ھو، اس کے گھر میں کس طرح سے کوئی بھوجن کرے - یہ سن کر گرھستھ اٹھ کر ایک اور طرف اپنے گھر میں گیا، اور سنجیونی[3] بدیا کی پوتھی لا، اس میں سے ایک منتر نکال، جپ کر، لڑکے کو جلا دیا - تب وہ براھمن یہ عجائب دیکھ، اپنے جی میں چنتا کرنے لگا، جو یہ[4] پوتھی میرے ھاتھ لگے، تو میں بھی اپنی پیاری کو جلاؤں - یہ اپنے من میں ٹھان، رسوئی کھائی اور وھیں رھا -

غرض جب رات ھوئی تو کتنی ایک دیر کے پیچھے سب نے بیالو[5] کیا، اور اپنی اپنی جگہ جا لیٹے - ادھر ادھر کی آپس میں باتیں کرتے تھے - یہ براھمن بھی ایک طرف جا

۱- پیش کرنا -
۲- وحشیانہ -
۳- مردہ زندہ کرنے والی -
۴- بارکر : جو وہ پوتھی -
۵- شام کا کھانا -

کر پڑا رہا ، لیکن پڑا پڑا جاگتا تھا ۔ جب ان نے جانا کہ بڑی رات گئی اور سب سو گئے ، تب چپکا اٹھ آہستہ آہستہ اس کے گھر میں بیٹھ[1] وہ پوتھی لے چل دیا ، اور کتنے دنوں میں چلا لچا جس مسان میں کہ اس براھمن کی بیٹی کو جلایا تھا ، وھاں آن پہنچا ۔ ان دونوں براھمنوں کو بھی وھاں پایا کہ آپس میں بیٹھے ھوئے باتیں کرتے تھے ۔ ان دونوں نے بھی اسے پہچان ، اس کے پاس آ ، ملاقات کی اور پوچھا کہ بھائی تم دیس بدیس تو پھرے پر یہ کہو کہ کوئی بدیا بھی سیکھی ؟ وہ بولا میں نے مرتیو سنجیونی بدیا سیکھی ہے ۔ یہ سنتے ھی بولا[2] جو سیکھے ھو تو ھماری پیاری کو جلاؤ۔ اس نے کہا کہ راکھ ھاڈ کا ڈھیر کرو ، تو میں جلا دوں ۔ انہوں نے راکھ ھڈیاں اکٹھی کر دیں ، تب اس نے پوتھی میں سے ایک منتر نکال جپا ، وہ کنیا جی اٹھی ۔ پھر ان تینوں کو کام دیو[3] نے یہ اندھا کیا کہ آپس میں جھگڑنے لگے ۔

اتنی بات کہہ کر بیتال بولا ، اے راجا ! یہ بتا کہ وہ ستری کس کی ھوئی ؟ راجا بکرم بولا کہ جو منڈھی[4]

۱۔ داخل ھو ۔

۲۔ ھار کر : بولے ۔

۳۔ محبت کا دیوتا ۔ جبکہ ایشر نے پہلے چاھا کہ دنیا پیدا کروں ، اس وقت ایشر کے دل میں خود بخود پیدا ھو گیا ۔ کام دیو کا ذکر رگ وید اور اتھرو وید میں آتا ھے ۔ ایک روایت میں یہ برھما جی کے دل سے پیدا ھوا ۔ اس کی زوجہ کا نام رتی یا ربوا ھے ۔

۴۔ جھونپڑی ۔

باندھ کر رہا تھا وہ ناری اسی کی ہوئی ۔ بیتال بولا جو وہ هاڈ نہ رکھتا تو وہ کس طرح سے جیتی ؟ اور دوسرا بدیا نہ سیکھ آتا تو وہ کیوں کر اسے جلاتا ؟ راجا نے جواب دیا کہ جس نے اس کی ھڈیاں رکھی تھیں ، وہ تو اس کے بیٹے کی جگہ ھوا ، اور جس نے جیودان دیا وہ گویا اس کا باپ ھوا، اس سے وہ جورو اسی کی ھوئی کہ جو راکھ سمیت جھونپڑی باندھ ، وھاں رھا ۔ یہ جواب سن کے بیتال پھر اسی درخت میں جا لٹکا ۔ راجا بھی اس کے پیچھے پیچھے' جا پہنچا ، اور اسے باندھ ، کاندھے پر رکھ ، پھر لے چلا ۔

۱- ہار کر : اس کے پیچھے جا پہنچا ۔

تیسری کہانی

بیتال بولا اے راجا ! بردوان نام ایک نگر ہے ۔ اس میں روپ سین نام ایک راجا ۔ ایک روز کا اتفاق ہے کہ وہ راجا اپنی ڈیوڑھی کے متصل کسی مکان میں بیٹھا تھا کہ دروازے کے باھر سے کچھ اوپرے[1] لوگوں کی آواز آنے لگی ۔ راجا بولا کہ دروازے پر کون ہے اور کیا شور ہو رہا ہے ؟ اس میں دروان[2] نے جواب دیا ، مہاراج ! آپ نے یہ بھلی بات پوچھی ، دولتمند کی ڈیوڑھی جان دھن کے لیے بہتیرے آدمی آن بیٹھتے ھیں، اور بھانت بھانت کی باتیں کرتے ھیں ، انھی لوگوں کا یہ شور ہے ۔ یہ سن ، راجا چپ ھو رہا ۔

اتنے میں ایک مسافر دکشن دسا[3] سے بیربر نام راجپوت چاکری کرنے کی آس کیے راجا کی ڈیوڑھی پر آیا ۔ دروان نے اس کا احوال معلوم کر کے راجا سے کہا ، مہاراج ! ایک شخص ھتھیاروند چاکری کرنے کے آسرے پر آیا ہے ، سو دروازے پر کھڑا ہے ، مہاراج کی آگیا پائے تو وہ روبرو آئے ۔ یہ سن راجا نے فرمایا کہ لے آ ، یہ اسے جا کر لے آیا ۔ تب راجا نے پوچھا اے راجپوت ! تیرے تئیں روز خرچ کو کیا کردوں ۔ یہ سن کے بیربر بولا ، ھزار تو لے سونا مجھے روز دو تو میری گزران ھو ۔ راجا نے پوچھا

۱۔ اجنبی ، پنجابی زبان میں بھی مستعمل ہے ۔
۲۔ دربان ۔
۳۔ جنوب کی طرف ۔

تمھارے ساتھ لوگ کتنے ھیں ؟ اس نے کہا ، ایک ستری ، دوجا بیٹا ، تیجی بیٹی ، چوتھا میں ، پانچواں ہمارے ساتھ کوئی نہیں ۔ اس کی یہ بات سن ، راجا کی سبھا کے لوگ سب منہ پھیر پھیر[1] کے ھنسنے لگے ۔ پر راجا اپنے جی میں سوچ کرنے لگا کہ بہت دھن اس نے کس واسطے مانگا ؟ پھر آپ ھی اپنے من میں سمجھا کہ بہت دھن دیا ھوا کسی روز سپھل ھوئے گا ۔ یہ بچار کرکے راجا نے بھنڈاری کو بلا کر کہا ہمارے خزانے سے ھزار تولے سونا اس بیربر کے تئیں روز دیا کرو ۔ یہ پروانگی سن ، بیربر نے ھزار تولے سونا اس دن کا لے ، اپنی جگہ لا ، دو حصہ کر ، آدھا تو برھمنوں کو بانٹا ، اور آدھے کے پھر دو بانٹ کر ایک بخرہ اس میں سے اتیت بیراگی بیکھمو ، سنیاسیوں کو بانٹ دیا اور باقی جو ایک حصہ رھا اس کا کھانا پکوا غریبوں کو کھلا دیا ، باقی جو کچھ رھا وہ آپ کھایا ۔

اسی طرح سے ھمیشہ جورو لڑکوں سمیت اپنی گزران کرتا تھا ۔ لیکن شام کے وقت روز ڈھال تلوار لے راجا کے پلنگ کی چوکی میں جا حاضر رھتا اور راجا جب سوتے سے چونک کر پکارتا کہ کوئی حاضر ھے ، تو یہی جواب دیتا کہ بیربر حاضر ھے ، جو حکم ۔

اسی بھانتی[2] راجا جب پکارتا تو یہی جواب دیتا ، کہ پھر اس میں جو کام فرماتا سو یہی بجا لاتا ۔ اسی طرح دھن کے لالچ سے رات بھر سچیت رھتا ، بلکہ کھاتے پیتے سوتے بیٹھتے چلتے پھرتے آٹھ پہر اپنے خاوند کی یاد میں رھتا ۔ ریت

۱- بارکر : منہ پھیر کے پھیر ۔
۲- بارکر : بھانت بہ معنی طرح ۔

یہ ہے کہ کوئی کسو کو بیچتا ہے تو بکتا ہے ، پر چکریا چاکری کر کے اپنے تئیں آپ بیچتا ہے اور جب بکا[1] تو تابعدار ہوا ، جو پربس[2] ہوا تو اسے سکھ کہاں ؟ مشہور ہے ، کیسا ہی چتر عاقل پنڈت ہوئے ، لیکن جس وقت اپنے خاوند کے سامنے ہوتا ہے ، تو ڈر کے مارے گونگے[3] کے برابر چپ ہی رہتا ہے ۔ جب تلک تفاوت سے ہے ، چین سے ہے ۔ اسی واسطے پنڈت لوگ کہتے ہیں کہ سیوا دھرم کرنا جوگ دھرم سے بھی کٹھن ہے ۔

القصہ ایک روز کا ذکر ہے کہ اتفاقاً رات کے وقت مرگھٹ سے رنڈی کے رونے کی آواز آئی ۔ راجا سن کے پکارا ، کوئی حاضر ہے ؟ بیربر سنتے ہی بولا حاضر، جوحکم ۔ پھر راجا نے یوں حکم کیا ، جہاں سے عورت کے رونے کی آواز آتی ہے ، وہاں جاؤ اور اس سے رونے کا سبب پوچھ کر جلد آؤ ۔ راجا یہ اسے فرما ، دل میں کہنے لگا کہ جس کسی کو چاکر اپنا آزمانا ہو تو وقت بے وقت اسے کام کو کہیے ۔ اگر وہ حکم اس کا بجا لاوے تو جانیے کام کا ہے اور جو تکرار کرے تو جانیے ناکارہ ۔ اور اسی طرح سے بھائیوں کو دوستوں کو برے وقت میں پرکھیے ، اور ستری کو ناداری میں جانیے ۔

غرض یہ حکم پا کر اس کے رونے کی آواز کی دھن پر گیا ، اور راجہ بھی اس کا ساھس[4] دیکھنے کے لیے ، کالے

۱- بار کر : جب بکتا ہے ۔
۲- محتاج ۔
۳- بار کر : گونگ ۔
۴- جرأت

کپڑے پہن کر ، پیچھے پیچھے بے معلوم چلا ، کہ اس میں بیربر جا پہنچا اس مرگھٹ میں جہاں رنڈی روتی تھی ۔ دیکھتا کیا[1] ہے کہ ایک عورت خوبصورت سر سے پاؤں تلک گہنے سے لدی ہوئی ، ڈاڑھیں مار مار رو رہی ہے ۔ کبھی ناچتی ، کبھی کودتی ، کبھی دوڑتی ہے۔آنکھوں میں آنسو ایک نہیں ، لیکن سر پیٹ پیٹ ہائے ہائے کر ، زمین پر پٹکنیاں کھاتی ہے۔اس کا یہ احوال دیکھ بیربر نے پوچھا تو کیوں اس قدر زوتی پیٹتی ہے ؟ تو کون ہے اور تجھ پر کیا دکھ ہے ؟ تب وہ بولی کہ میں راج لکشمی ہوں ۔ بیربر نے کہا تو کس کارن روتی ہے ؟ پھر اس نے اپنی اوستھا بیربر سے کہنی شروع کی ، کہ راجہ کے گھر میں شودر کرم ہوتا ہے ، تس سے اس کے گھر میں الکشمی آوے گی اور میں اس کے گھر سے جاؤں گی ۔ بعد ایک مہینے کے راجہ نپٹ[2] دکھ پاکےمر جائے گا ۔ اس دکھ سے روتی ہوں ۔ اورمیں نےاس کے گھر میں بہت سکھ کیا ہے ، اس واسطے یہ پچھتایا ہے اور یہ بات کسی طرح سے جھوٹھ نہ ہو گی ۔ پھر بیربر نے پوچھا اس کا کچھ ایسا بھی علاج ہے کہ جس سے راجہ بچے اور سو برس جیے ۔ وہ بولی پورب اور[3] ایک جوجن پر دیوی کا مندر ہے ۔ جو تو اس دیوی کو اپنے بیٹے کا سر اپنے ہاتھ سے کاٹ کر دے تو راجا سو برس اسی طرح سے راج کرے ، اور کسی طرح کا خلل راجا کو نہ ہوئے۔

یہ بات سنتے ہی بیربر اپنے گھر کو چلا ، اور راجا بھی اس کے پیچھے ہولیا ۔ غرض جب وہ گھر میں آیا ، تو

۱- بارکر : "ہے" ندارد
۲- نہایت
۳- طرف

اپنی جورو کو جگا ، سب احوال شرح وار کہا - ان نے یہ احوال سن جگایا تو بیٹے کو ، پر بیٹی بھی جاگی ـ تب اس عورت نے لڑکے سے کہا کہ بیٹا تمھارے سر دینے سے راجا کا جی بچتا ھے ، اور راج بھی قائم رھتا ھے - یہ سن وہ والک[1] بولا ، ماتا! ایک تو آپ کی آگیا ، دوسرے سوامی کا کاج ، تیسرے یہ دیہ[2] دیوتا کے کام آوے تو اس سے اچھی کوئی بات دنیا میں نہیں ھے ـ میرے نزدیک اب اس کام میں دیر کرنی مناسب نہیں -

مثل ھے کہ پتر ھووے تو اپنے بس کا ، کایا نروگ[3] بدیا سے لابھ[4] ، متر[5] ، چتر[6] ، ناری حکم بردار - جو یہ پانچ باتیں آدمی کو میسر ھوں تو سکھ کی دینے والی ، اور دکھ کی دور کرنے والی ھیں - اگر چاکر بے مرضی ، اور راجا بخیل ، دوست کپٹی[7] ، اور جورو بے فرمان ھو ، تو یہ چار[8] باتیں آرام کی دور کرنے والی ، اور دکھ کی دینے والی ھیں - پھر بیربر اپنی ستری سے کہنے لگا ، جو تو خوشی سے اپنے لڑکے کو دے تو میں لے جا راجا کے لیے دیوی کے آگے بل دوں[9] -

---

۱- بار کر : بالک
۲- جسم
۳- تندرست
۴- فائدہ
۵- درست
۶- چالاک
۷- بےوفا
۸- بار کر : چارے
۹- قربان کردوں

وہ بولی کہ مجھے بیٹا ، بیٹی ، بھائی ، بندھو[1] ، ماں ، باپ ، کسو سے کچھ کام نہیں ، میری گتی[2] تمھیں سے ہے ، اور دھرم شاستر میں بھی یونہی لکھا ہے کہ ناری نہ دان سے سدھ ہوتی ہے نہ برت سے - لنگڑا ، لولا ، گونگا ، بھرا ، اندھا ، کانا ، کوڑی ، کبڑا ، کیسا ہی اس کا سوامی ہو ، اس کو اسی کی سیوا کرنے سے دھرم ہے - اگر کسی طرح کا دنیا میں دھرم کرم کرے اور خاوند کا حکم نہ مانے تو ، دوزخ میں پڑے - اس کا بیٹا بولا ، پتا ! جس آدمی سے خاوند کا کام ہووے ، جگ میں اسی کا جینا سپھل ہے اور اس میں دونوں جہاں میں بھلا ہے - پھر اس کی لڑکی بولی ، جو ماں دیوے بش لڑکی کو ، اور باپ بیچے پوت کو ، اور راجا لے سر بس چھنا ، تو پناہ کس کی لے - ایسا کچھ وے چاروں آپس میں بچار کرکے دیوی کے مندر کو گئے - راجا بھی چھپ کر ان کے پیچھے چلا -

جب بیربر وہاں پہنچا تو مندر میں جا ، دیوی کی پوجا کر ، ہاتھ جوڑ ، کہنے لگا ، ہے دیوی! میرے پتر کے بل دینے سے راجا کی سو برس کی عمر ہووے - اتنا کہہ ایک کھانڈا ایسا مارا کہ لڑکے کا سر زمین پر گر پڑا - بھائی کا مرنا دیکھ اس لڑکی نے اپنے گلے میں ایک کھڑگ مارا تو رنڈ منڈ جدا ہو کر گر پڑے - بیٹے بیٹی کو موا دیکھ بیربر کی ستری نے تلوار اپنی گردن پر ماری کہ دھڑ سے سر جدا ہو گیا - پھر ان تینوں کا مرنا دیکھ بیربر اپنے من میں چنتا

۱- بارکر : بندھ بہ منی عزیز

۲- بارکر : گت

کر کہنے لگا کہ جب لڑکے ہی مر گئے تو نوکری کس کے واسطے کروں گا اور سونا راجا سے لے کسے دوں گا ؟ یہ سوچ کر ایک شمشیر ایسی اپنی گردن پر ماری کہ تن سے سر جدا ہو گیا ۔

پھر ان چاروں کا مرنا دیکھ راجا نے اپنے دل میں کہا کہ میرے واسطے اس کے کٹمب[1] کی جان گئی ، اب ایسے راج کو لعنت ہے کہ جس راج کے لیے ایک کا سرب ناس[2] ہووے ، اور ایک راج کرے ، ایسا راج کرنا دھرم نہیں ہے۔ یہ بچار کر راجا نے چاہا کہ کھانڈا مار مروں۔ اتنے میں دیوی نے آن کے ہاتھ پکڑا اور کہا کے پتر! میں تیرے ساھس پر پرسن[3] ہوئی ، جو تو مجھ سے بر مانگے سو میں دوں ۔ راجا نے کہا ماتا! جو تو پرسن ہوئی ہے تو ان چاروں کو جلا دے ۔ دیوی نے کہا ۔ یہی ہووے گا ۔ اور یہ کہتے ہی بھوانی نے پاتال سے امرت لا ، چاروں کو جلا دیا ، بعد اس کے راجا نے آدھا راج اپنا بیربر کو بانٹ دیا ۔

اتنی بات کہہ بیتال بولا ، دھنّیہ[4] ہے اس سیوک[5] کو کہ جن نے سوامی[6] کے لیے اپنے جیو اور کٹم کا دریغ نہ کیا ۔ اور دھنّیہ[7] ہے اس راجا کو کہ جس نے راج اور اپنے جیو کا کچھ لالچ نہ کیا ۔ اے راجا! میں تم سے یہ پوچھتا

۱- کنبہ

۲- بالکل تباہی

۳- خوش -

۴- بارکر : دھنی -

۵- ملازم -

۶- مالک -

۷- آفرین -

هوں ، ان پانچوں میں کس کا ست[1] سرس ہوا ؟ تب راجا بکرماجیت بولا کہ راجا کا ست ادھک[2] ہوا ۔ بیتال بولا کس کارن؟ تب راجا نے جواب دیا کہ خاوند کے واسطے جی دینا چاکر کو اچت ہے ، کیونکہ اس کا یہی دھرم ہے ۔ لیکن راجا نے جو چاکر کے لیے راج پاٹ چھوڑ ، جان کو تنکے کے برابر نہ جانا ، اس باعث سے راجا کا ست سوائے[3] ہوا ۔ اتنی بات سن ، بیتال پھر اسی سمشان کے درخت میں جا لٹکا ۔

۱- بہترین نیکی ۔
۲- زیادہ مناسب ۔
۳- بڑا پنجابی میں "سوایا" مستعمل ہے ۔

چوتھی کہانی

راجا وہاں جا پھر بیتال کو باندھ کر لے چلا ، تب[1] بیتال بولا کہ اے راجا! بھوگوتی نام ایک نگری ہے ، وہاں کا راجا روپ‌سین ، اور چوڑامن نام ایک طوطا[2] اس کے پاس ہے - ایک دن اس طوطے سے راجا نے پوچھا تو کیا کیا جانتا ہے ؟ تب سگا[3] بولا کہ مہاراج! میں سب کچھ جانتا ہوں - راجا نے کہا جو تو جانتا ہے تو بتلا کہ میرے برابر سندر نائکا کہاں ہے؟ تب اس طوطے نے کہا مہاراج! مگدھ دیس میں مگدھیشور نام راجا ہے ، اور اس کی بیٹی کا نام چندراوتی ، تمھاری شادی اس کے ساتھ ہووے گی- وہ اتی سندر ہے اور بڑی پنڈت - راجا نے اس طوطے سے یہ بات سن ایک چندرکرانت نام جوتشی کو بلا کر پوچھا کہ ہمارا بیاہ کس کنیا سے ہووے گا ؟ اس نے بھی اپنے نجوم کے علم سے معلوم کر کے کہا ، چندراوتی نام ایک کنیا ہے ، اس کے ساتھ تمھاری شادی ہووے گی -

---

۱- بار کر کے نسخے میں چوتھی کہانی یہاں سے شروع ہوتی ہے اس سے پہلے کا جملہ تیسری کہانی کا جز ہے ، کہانی کا عنوان یہ ہے : "راجا روپ سین ، اس کے طوطے چوڑا من ، راجا مگدھیشور کی بیٹی چندراوتی اور اس کی مینا مدن منجری کی کہانی -"

۲- بار کر : توتا -

۳- بار کر : سوگا ، طوطا -

یہ بات راجا نے سن ، ایک برھمن کو بلوا ، سب کچھ سمجھا ، راجا مگدھیشور کے پاس بھیجنے کے وقت یہ کہا ، ,,اگر ھمارے بیاہ کی بات پکی کر آؤ گے تو ھم تمھیں خوش کریں گے ۔،، یہ بات سن برھمن رخصت ھوا اور وھاں مگدھیشور راجا کی بیٹی کے پاس ایک مینا تھی کہ اس کا نام مدن منجری تھا ۔ اسی طرح سے اس راج کنیا نے بھی ایک دن مدن منجری سے پوچھا کہ میرے لائق شوھر کہاں ھے؟ تب سارکا[1] بولی ، بھوگ وتی نگری کا راجا روپ سین ھے سو تیرا پتی ھوگا ۔ غرض ان دیکھے ایک ایک فریفتہ ھوا تھا کہ چند روز کے عرصے میں وہ برھمن بھی وھاں جا پہنچا اور اس راجا سے اپنے راجا کا سندیسا کہا ۔ اس نے بھی اس کی بات مانی ، اور اپنا ایک برھمن بلوا اسے ٹیکا اور سب رسوم کی چیزیں سونپ ، اسی برھمن کے ساتھ بھیجا ، اور یہ کہہ دیا کہ تم ھماری طرف سے جا کر بنتی[2] کر ، راجا کو تلک دے کے جلدی چلے آؤ ۔ جب تم آؤ گے ، تب ھم شادی کی تیاری کریں گے ۔

القصہ یہ دونوں برھمن وھاں سے چلے ۔ کتنے ایک دنوں میں راجا روپ سین کے پاس آن پہنچے ، اور سب احوال وھاں کا کہا ۔ یہ سن راجا خوش ھو ، سب تیاری کر ، بیاہ کرنے کو چلا ۔ بعد چند روز کے اس دیس میں پہنچ ، شادی کر ، دان دھیز لے ، راجا سے بدا ھو ، اپنے دیس کو چلا ۔ راج کنیا نے بھی چلتے وقت مدن منجری کا پنجرہ ساتھ لے لیا ۔ کتنے دنوں کے پیچھے اپنے دیس میں آن پہنچے ، اور

۱۔ مینا ۔
۲۔ عرض ۔

سکھ سے اپنے مندر میں رہنے لگی ۔ ایک دن کی بات ہے کہ دونوں پنجرے طوطے مینا کے گدی کے پاس دھرے ہوئے تھے کہ راجا رانی آپس میں کہنے لگے ، "اکیلے رہنے سے کسو کا دن نہیں کٹتا ، اس سے بہتر یہ ہے کہ طوطے مینا کی باہم شادی کر ، دونوں کو ایک پنجرے میں رکھیے تو یہ بھی سکھ سے رہیں ۔" آپس میں اس طور کی باتیں کر ، ایک بڑا سا پنجرہ منگوا ، دونوں کو اس میں رکھا ۔

چند روز کے بعد راجا رانی آپس میں بیٹھے کچھ باتیں کرتے تھے کہ طوطا مینا سے کہنے لگا کہ دنیا میں بھوگ[1] اصل ہے ، اور جن نے جگت میں پیدا ہو کے بھوگ نہیں کیا ، اس کا جنم ناحق گیا ، اس لیے تو مجھے بھوگ کرنے دے۔ یہ سن کے سارکا بولی ، مجھے پرش[2] کی اچھا[3] نہیں ۔ تب اس نے پوچھا کس لیے؟ مینا بولی کہ پرش پاپی ادھرمی[4] ،دغاباز ، ستری ہتیا کرنے والے ہوتے ہیں ۔ یہ سن کے طوطے نے کہا ، کہ ناری بھی دغاباز جھوٹی بےوقوف ، لالچی ، ہتیا ری[5] ہوتی ہے ۔

جب اس طرح سے دونوں جھگڑنے لگے ، تو راجا نے پوچھا ، تم کس واسطے آپس میں جھگڑتے ہو؟ مینا بولی مہاراج! پرش پاپی ستری گھاتک[6] ہوتے ہیں ، اس واسطے مجھے پرش

۱۔ وصل ۔
۲۔ نر ۔
۳۔ خواهش ۔
۴۔ بد اخلاق ۔
۵۔ غارت گر ۔
۶۔ قاتل ، خونی ۔

کی چاہ نہیں ۔ مہاراج ! میں ایک بات کہتی ہوں آپ سنیے ، کہ مرد ایسے ہوتے ہیں ۔ ایلا[1] پور نام ایک نگر اور وہاں مہادھن نام ایک سیٹھ تھا ، کہ اس کے اولاد نہ ہوتی تھی ۔ وہ اس واسطے ہمیشہ تیرتھ برت کرتا اور نت پران سنتا ، براھمنوں کو بہت سا دان[2] دیا کرتا ۔

غرض کتنی مدت میں بھگوان کی مرضی سے اس ساہ[3] کے ایک لڑکا پیدا ہوا ، ان نے بڑی دھوم سے اس کی شادی کی اور براھمنوں کو بھاٹوں کو بہت سا دان دیا اور بھوکے پیاسے کنگالوں کو بھی بہت کچھ دیا ۔ جب کہ وہ پانچ برس کا ھوا تو اسے پڑھنے کو بیٹھایا ۔ وہ یہاں سے تو پڑھنے کو جاتا اور وہاں جا کر لڑکوں میں جوا کھیلا کرتا ۔ بعد چند روز کے وہ ساہ مر گیا اور یہ مختار ہو دن کو تو جوا کھیلا کرتا اور رات کو رنڈی بازی ۔ اسی طرح سے کئی برس میں اپنا سارا دھن کھو ، لاچار ہو ، دیس سے نکل ، خراب ہوتا ہوا ، چندر پور نگر میں جا پہنچا ۔

وہاں ہیم گپت نام ایک ساھوکار تھا کہ اس کے بہت دولت تھی ، یہ اس کے پاس گیا اور اپنے باپ کا نام نشان بتایا ۔ وہ سنتے ہی خوش ہوا ، اس سے اٹھ کر ملا

۱۔ بارکر کے نسخے میں اس جگہ ایک الگ عنوان قائم کیا گیا ہے ، The Maina's Story اور اس عنوان کے نیچے مندرجہ ذیل عبارت ہے ! '' ایلاپرر شہر کے سوداگر مہادھن کی کہانی جس نے اپنی لڑکی کی شادی اس سوداگر زادے سے کی جو لڑکی کے ساتھ برا سلوک کرتا تھا اور بالآخر اس کا قاتل ہوا ۔''

۲۔ خیرات ۔

۳۔ سیٹھ ۔

اور پوچھا تمھارا آنا کیوں کر ہوا ؟ تب یہ بولا کہ میں جہاز لے ایک دیپ[1] میں سوداگری کو گیا تھا اور وہاں جا اس مال کو بیچ اور مال کی بھرتی کر ، جہاز لے ، اپنے دیس کو چلا۔ ناگہاں ایک ایسا طوفان آیا کہ جہاز تباہ ہوگیا اور میں ایک تختے پر بیٹھا رہ گیا۔ سو بہتا بہتا یہاں تلک آن پہنچا ہوں ، لیکن شرم آتی ہے کہ مال دولت تو سب جاتی رہی ، اب میں اس حالت سے اپنے شہر کے لوگوں کو کیا منہ جا کر دکھاؤں ۔ غرض جب اسی طرح کی باتیں اس نے اس کے آگے کہیں ، تب وہ بھی من میں بچارنے لگا کہ میرا فکر بھگوان نے گھر بیٹھے ہی مٹا دیا اور ایسا سنجوگ[2] بھگوان ہی کی کرپا[3] سے بن پڑتا ہے ، اب دیر کرنی مناسب نہیں ۔ سب سے بہتر یہ ہے کہ کنیا کے ہاتھ پیلے کر دیجیے ، جو کچھ اس وقت ہو سو بہتر ہے اور کل کی کسے خبر ہے ۔ ایسا کچھ اپنے جی میں منصوبہ باندھ ، سٹھانی پاس آ ، کہنے لگا کہ ایک سیٹھ کا لڑکا آیا ہے ، جو تم کہو تو رتناوتی کا بیاہ اس سے کر دیں ۔

وہ بھی سن ، خوش ہو ، بولی کہ ساہ جی! ایسا سنجوگ جب بھگوان بناتا ہے ، تب بنتا ہے ۔ کیونکہ گھر بیٹھے من کی کامنا[4] پوری ہوئی ، اس سے بہتر یہ ہے کہ دیر مت کرو اور جلد پروہت کو بلوا ، لگن سدھوائے شادی کر دو ۔ تب اس سیٹھ نے براھمن کو بلوا سبھ لگن مورت

۱- جزیرہ -
۲- ملاپ -
۳- مہربانی -
۴- خواہش -

ٹھہرائے کنیا ، دان کر ، بہت سا دھیز دیا ۔ غرض جب بیاہ ہو چکا تو وہیں باھم رہنے لگے ۔ پھر کتنے ایک دنوں کے پیچھے ساہ کی بیٹی سے ان نے کہا ، ھمیں تمھارے دیس میں آئے ہوئے بہت دن ہوئے، اور اپنے گھر بار کی کچھ خبر نہیں ، اس سے ھمارا چت بہت اداس رہتا ہے ، ہم نے سب احوال اپنا تم سے کہا ، اب تمھیں یہ چاھیے کہ اپنی ماں سے اس طرح سمجھا کر کہو کہ وے راضی ہو ھمیں بدا کریں تو ہم اپنے شہر کو واپس جاویں ، تمھاری اچھا ہو تو تم بھی چلو ۔

تب ان نے اپنی ماں سے کہا کہ بالم ھمارے اپنے دیس کو بدا ہوا چاھتے ھیں ، اب تم بھی وہ کرو کہ جس میں ان کے جی کو دکھ نہ ہووے ۔ سٹھانی نے اپنے سوامی کے پاس جا کر کہا ، تمھارا داماد ! اپنے گھر جانے کی بدا مانگے ہے[1] ۔ یہ سن کر ساہ بولا ، اچھا بدا کردیں گے ، کیونکہ برائے[2] پوت پر کچھ زور نہیں چلتا ، جس میں اس کی خوشی ہو گی وھی ہم کریں گے ۔

یہ کہہ اپنی بیٹی کو بلا کر پوچھا تم اپنی بات کہو ، سسرال جاؤ گی یا پھیر[3] میں رہو گی ؟ اس میں لڑکی نے شرما کے جواب نہ دیا ، الٹی پھر آئی اور اپنے خاوند سے آن کے کہا ، ھمارے ماتا پتا کہہ چکے ھیں کہ جس میں ان کی خوشی ہو گی وہ ہم کریں گے ، تم ھمیں مت چھوڑ جائیو ۔

۱۔ بار کر : مانگے ھیں ۔
۲۔ پرائے ۔
۳۔ میکا ۔

غرض اس سیٹھ نے اپنے داماد کو بلا بہت سی دولت دے بدا کیا اور لڑکی کا بھی ڈولا ایک داسی سمیت ساتھ کر دیا تب یہ وہاں سے چلا ۔ جب ایک جنگل میں پہنچا ، ان نے ساہ کی بیٹی سے کہا ، یہاں بہت ڈر ہے جو تم اپنا سب گہنا ہمیں اتار دو تو ہم اپنی کمر میں باندھ لیں ۔ پھر آگے جب شہر آوے گا تو تم پہن لینا ۔ ان نے سنتے ہی سب زیور اتار دیا اور اس نے زیور لے ، کہاروں کو بدا کر ، داسی کو مار کنویں میں ڈال دیا اور اس کو بھی زور سے کنویں میں دھکیل ، سب گہنا لے ، اپنے دیس کو چلا گیا ۔

اتنے میں ایک مسافر اس راہ میں آیا اور رونے کی آواز سن کر کھڑا ہوا اپنے جی میں کہنے لگا کہ اس جنگل میں آدمی کے رونے کی آواز کہاں سے آئی ؟ یہ بچار کر اس رونے کی آواز کی اور کو چلا کہ ایک کنواں نظر آیا ۔ اس میں جھانکا[1] تو دیکھتا کیا ہے کہ ایک ستری روتی ہے ۔ تب اس عورت کو نکال ، احوال پوچھنے لگا کہ تو کون ہے اور کس طرح سے اس میں گری ؟ یہ سن کے اس نے کہا میں ہیم گپت سیٹھ کی بیٹی ہوں ، اور اپنے بالم کے ساتھ اس کے دیس کو جاتی تھی کہ اس میں چوروں نے آ گھیرا اور میری داسی کو مار ، مجھے کنویں میں ڈال دیا اور گہنے سمیت میرے شوہر کو باندھ کر لے گئے ، نہ ان کی مجھے خبر ہے نہ میری انہیں ۔

یہ سن وہ بٹوھی[2] اسے ساتھ لے آیا اور اس سیٹھ کے

۱- بار کر : جھانکر ۔
۲- راہ گیر ۔

دوارے پر پہنچا گیا ۔ یہ اپنے ماں باپ کے پاس گئی ، وے
اسے دیکھ کر پوچھنے لگے کہ تیری کیا گتی ہوئی ؟ اس
نے کہا ہمیں راہ میں آن کے چوروں نے لوٹا اور داسی کو
مار ، کنویں میں ڈال ، مجھے ایک اندھے کنویں میں
دھکیل دیا اور میرے شوہر کو گہنے سمیت باندھ کے
لے چلے ۔ جب اور دھن مانگنے لگے ، تب اس نے کہا جو
کچھ تھا سو تم نے لیا ، اب میرے پاس کیا ہے ؟ آگے یہ
مجھے خبر نہیں کہ اسے مارا یا چھوڑا ۔ تب اس کا باپ بولا
دھیا ! تو فکر مت کر تیرا سوامی جیتا ہے ، بھگوان چاہے
تو تھوڑے دنوں میں آن ملے ، کیونکہ چور دھن کے گاھک
ہوتے ہیں ، جیو کے گاھک نہیں ۔
غرض اس ساہ نے جو جو گہنا اس کا گیا تھا اس کے بدلے
اور آبھوشن[۱] دے کر بہت سا دلاسا دلبری کی ، اور وہ ساہ
کا لڑکا بھی اپنے گھر پہنچ سب زیور کو بیچ دن رات رنڈی
بازی کرنے لگا اور جوا کھیلنے لگا ۔ یہاں تلک کہ سب
روپے تمام ہوئے ، تب روٹی کو محتاج ہوا ۔ آخر جب نہایت
دکھ پانے لگا ، تو اپنے میں ایک دن بچار کہ سسرال جا کے
یہ بہانہ کیجیے ، کہ تمھارے نواسہ پیدا ہوا ہے ، اس کی
بدھائی دینے آیا ہوں ۔ یہ بات اپنے جی میں ٹھان کر چلا ،
کئی دن میں وہاں جا پہنچا ۔ جب اس نے چاہا کہ گھر میں
پیٹھے ، سامنے سے اس کی ستری نے دیکھا کہ میرا شوہر آتا
ہے ، ایسا نہ ہو کہ اپنے جی میں ڈر کر پھر جاوے ۔ اس
میں ان نے نزدیک آ کر کہا سوامی ! تم اپنے جی میں کسی

۱۔ زیور ۔

بات کی پروا مت کرو ، میں نے اپنے باپ سے کہا ہے کہ چوروں نے آن داسی کو مارا اور میرا زیور اتروا ، مجھے کنوئیں میں ڈال ، میرے خاوند کو باندھ لے گئے ، یہی بات تم بھی کہیو ، کچھ چنتا نہ کرو - گھر تمہارا ہے اور میں داسی ہوں - یہ کہہ کر وہ گھر میں چلی گئی ، یہ اس سیٹھ کے پاس گیا - اس نے اٹھ کر گلے لگا ، سب احوال پوچھا ، جس طرح اس کی جورو سمجھا گئی تھی ، اس نے اسی طرح سے کہا - سارے گھر میں خوشی ہوئی - پھر سیٹھ نے اسے اشنان کروا رسوئی جمائے بہت سا نہورا کر کے کہا کہ یہ گھر تمہارا ہے آنند سے رہو ، یہ وہاں رہنے لگا -

غرض کتنے ایک دنوں کے بعد رات کے وقت وہ ساہ کی بیٹی گہنا پہنے ہوئے اس کے پاس سونے کو آئی اور سو گئی- جب دو پہر رات ہوئی ، ان نے دیکھا کہ یہ غافل سو گئی ہے ، تب ایک چھری ایسی اس کے گلے میں ماری کہ وہ مر گئی ، اور سارا گہنا اس کا اتار اپنے دیس کی راہ لی -

اتنی بات کہہ مینا بولی مہاراج ! یہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ، اس واسطے مجھے مرد سے کچھ کام نہیں - مہاراج دیکھو تو پرش کی ذات' ایسی ہٹ پار ہوتی ہے ، کون ایسے سے دوستی کر ، اپنے گھر میں سانپ پالے - مہاراج ! آپ اسے بچاریئے کہ رنڈی نے کیا گناہ کیا تھا - یہ سن کے راجا نے کہا اے طوطے ! رنڈی میں عیب کیا ہے تو مجھ سے کہہ - تب وہ کیر بولا مہاراج ! سنیے -

---

۱- ہار کر : جات -

کنچن[1] پور ایک نگر ہے ، وہاں ساگر دت نام ایک سیٹھ ، اس کے بیٹے کا نام شیری دت ، اور ایک نگر کا نام جے شری پور - وہاں کا سوم دت نام ایک سیٹھ تھا اور اس کی بیٹی کا نام جے شری - وہ اس سیٹھ کے بیٹے سے بیاہی تھی ، اور لڑکا کسی ملک میں سوداگری کے واسطے گیا تھا ، وہ اپنے ماں باپ کے یہاں رہتی تھی -

غرض جب اسے سوداگری میں بارہ برس گزر گئے ، اور وہ یہاں جوان ہوئی تو ایک روز سکھی سے کہنے لگی ، اے بہن ! میرا جوبن یونہی جاتا ہے ، سنسار کا سکھ میں نے اب تلک کچھ نہیں دیکھا - یہ بات سن کے سکھی نے اس سے کہا ، تو اپنے جی میں دھیرج[2] دھر ، بھگوان چاہے تو تیرا شوہر جلد آ ملتا ہے - اس بات کو سن کر ، غصے ہو ، اٹاری[3] پر چڑھ ، جھروکے سے جھانکی تو دیکھتی کیا ہے ، کہ ایک جوان چلا آتا ہے ، جب نزدیک آیا تو اس کی اور اس کی ایکا ایک چار نظریں ہوئیں ، دونوں کا دل مل گیا ، تب ان نے اپنی سکھی سے کہا کہ اس شخص کو میرے پاس لے آ - یہ سن سکھی نے اسے جا کر کہا کہ سوم دت

۱- اس جگہ بارکر کے نسخے میں عنوان ہے "The Parrot's Story" اور اس کے نیچے عبارت ہے ؛ (کنچن پور کے سوداگر ساگردت کے بیٹے) شری دت کی کہانی جس کی شادی جے شری پور کے سوداگر سوم دت کی بیٹی جے شری سے ہوئی جس نے اس سے بیوفائی کی -

۲- صبر -

۳- بالکونی -

کی کنیا نے تمھیں ایکانت[1] میں بلایا ہے ، پر تم میرے گھر آئیو - پھر اپنے گھر کا پتہ اس کو بتا دیا - ان نے کہا کہ رات میں آؤں گا - سکھی نے یہ سیٹھ کی لڑکی سے آ کر کہا کہ ان نے رات کو آنے کا کہا ہے - یہ سن کے جے شری نے سکھی سے کہا کہ تو اپنے گھر میں جا ، جب وہ آوے مجھے خبر کرنا ، تو میں بھی گھر سے سچت[2] ہو کے چلوں گی - سکھی اس کی بات سن کے اپنے گھر گئی ، دوارے پر بیٹھ کے اس کی راہ تاکنے لگی ، اتنے میں وہ آیا ، ان نے اسے اپنی ڈیوڑھی میں بیٹھا کر کہا ، تم یہاں بیٹھو میں جا کر تمھاری خبر کرتی ہوں ، اور آ کر جےشری سے کہا ، تمھارا پریتم آن پہنچا ہے -

یہ سن کے ان نے کہا ذرا ٹھہر جا ، گھر کے لوگ سو جاویں تو میں چلوں - پھر کتنی ایک دیر بعد جب آدھی رات کا عمل ہوا ، اور سب سو گئے ، تب یہ چپکے سے اٹھ کر اس کے ساتھ چلی ، اور ایک چھن میں وہاں آن پہنچی اور بے اختیار دونوں نے اس کے گھر میں ملاقات کی - جب چار گھڑی رات باقی رہی ، یہ اٹھ کر اپنے گھر میں آن کے چپ چپاتی سو رہی اور وہ بھی بھور[3] کے وقت اپنے گھر گیا -

اسی طرح سے کتنے ایک دن بیت گئے ، ندان اس کا خاوند بھی بدیس سے اپنی سسرال میں آیا جب ان نے اپنے شوہر کو دیکھا ، جی میں چنتا کر کے سکھی سے کہا ،

۱- تنہائی -
۲- بے فکر -
۳- صبح -

اس سوچ میں میرا جی ہے کیا[1] کروں ؟ کدھر جاؤں ؟ میری نیند ، بھوک ، پیاس ، سب بسر گئی ، نہ ٹھنڈا رچے ہے نہ گرم ، اور جو کچھ احوال اپنے چت کا تھا سو سب کہا ۔

غرض جوں توں کر کے دن تو[2] کاٹا پر شام کے وقت جب اس کا شوہر بیالو[3] کر چکا ، تب اس کی ساس نے ایک جدا چوبارے میں سیج بچھوا کر کہلا بھیجا کہ تم وہاں جا کر آرام کرو ، اور اپنی بیٹی سے کہا کہ تو جا کر اپنے شوہر کی سیوا کر ۔ وہ بات کو سن ناک بھوں چڑھا چپکی ہو رہی ، پھر اس کی ماں نے ڈانٹ کے اس کے پاس بھیجا ، بے بس ہو کے وہاں گئی اور منہ پھیر پلنگ پر لیٹ رہی ۔ وہ جوں جوں اس سے نیہ کی باتیں کہتا تھا ، توں توں اسے زیادہ دکھ ہوتا تھا ، پھر طرح بطرح کے بستر[4] آبھوشن[5] جو جو ہر ایک مکان سے اس کے واسطے وہ لایا تھا ، سو سب دیے ، اور کہا کہ اسے پہن ، تب تو ان نے اور خفا ہو بھویں تان منہ پھیر لیا ، اور یہ بھی ناچار ہو سو رہا ، کیونکہ ہارا ماندہ راہ کا تھا ۔ پر اسے اپنے یار کی یاد میں نیند نہ آئی ۔

جب وہ سمجھی کہ یہ نیند سے اچیت[6] ہوا ، تب وہ ہولے ہولے اٹھ ، اسے سوتا چھوڑ ، اندھیری رات میں نڈر

۱- بارکر : کیا کہوں ۔
۲- بارکر : دن کو کاٹا ۔
۳- کھانا ۔
۴- کپڑے ۔
۵- زیور ۔
۶- بے سدھ ۔

اپنے دوست کے مکان کو چلی کہ راہ میں ایک چور نے اسے دیکھ کر اپنے من میں چنتا کی کہ یہ عورت گہنا پہنے ہوئے آدھی رات کے وقت اکیلی کہاں جاتی ہے ۔ یہ بات اپنے جی میں کہہ اس کے پیچھے ہو لیا ۔ غرض جوں توں وہ اپنے یار کے مکان میں پہنچی اور وہاں اسے سانپ کاٹ گیا تھا ، وہ موا پڑا تھا ۔ ان نے جانا کہ سوتا ہے ، اس کے برہ کی آگ کی جلی ہوئی جو تھی بے اختیار اسے لپٹ گئی ، اور چور دور سے تماشا دیکھنے لگا ۔

وہاں ایک پیپل کے درخت پر ایک پشاچ[1] بھی بیٹھا یہ تماشا دیکھتا تھا ۔ اچانک اس کے من میں آیا کہ اس کے بدن میں بیٹھ ، اس سے بھوگ کیجیے ۔ یہ بچار کر اس کے قالب میں آ ، بھوگ کر ،آخر دانتوں سے اس کی ناک کاٹ ،اسی درخت پر جا بیٹھا ۔ چور نے یہ سب احوال دیکھا ، اور وہ لاچار اسی رنگ لہو سے چہچہاتی ہوئی سکھی کے پاس گئی اور سب ماجرا کہا ۔ تب سکھی بولی ، کہ تو اپنے شوہر پاس جلد جا کہ آفتاب طلوع نہ ہونے پاوے اور وہاں جا کر ڈاڑھ مار کر روئیو ، جو کوئی تجھے پوچھے تو کہنا کہ ان نے میری ناک کاٹ لی ہے ۔

یہ سکھی کی بات سنتے ہی ترنت جا ڈاڑھیں مار مار رونے لگی ۔ اس کے رونے کی آواز سن ، سارے کٹمب کے لوگ آئے ۔ دیکھتے کیا ہیں کہ اس کی ناک نہیں ، نکٹی بیٹھی ہے ۔ تب وے بولے کہ اے نلجے پاپی نردئی کوڑھ ماتی ! بنا اپرادھ[2] کیے اس کی ناک کیوں کاٹی ؟ وہ بھی یہ سوانگ

۱- بھوت ۔
۲- قصور ۔

دیکھ ،چنتا کر ، اپنے جی میں کہنے لگا کہ چنچل چت کا ، کالے سانپ کا ، شستر دھاری کا ، دشمن کا ، وسواس نہ کیجیے ۔ اور تریاچرتر سے ڈریئے ۔ کویشور کیا برنن نہیں کرسکتا ؟ اور جوگی کیا کچھ نہیں جانتا ؟ متوالا کیا کچھ نہیں بکتا ؟ رنڈی کیا کچھ نہیں کر سکتی ؟ سچ ہے ، گھوڑے[1] کا عیب ، بادل کا گرجنا ، تریا کا چرتر اور پرش کا بھاگ ، یہ دیوتا بھی نہیں جانتے ، آدمی کا تو کیا مقدور ہے ۔

اتنے میں اس کے باپ نے کوتوال کو یہ خبر دی ، وہاں سے پیادے چبوترے کے آئے ، اور اسے باندھ ، کوتوال کے پاس لائے۔ کوتوال نے راجا کو خبر کی ۔ راجا نے اس سے یہ احوال بلوا کے پوچھا تو ان نے کہا میں کچھ نہیں جانتا ، اور سیٹھ کی لڑکی سے بلوا کر جو پوچھا تو ان نے کہا مہاراج ! عیاں دیکھ کے مجھ سے کیا پوچھتے ہو ؟ پھر راجا نے اس سے کہا ، تجھے کیا سزا دیں ؟ یہ سن کے بولا ، آپ کے نیاؤ میں جو ٹھہرے سو کیجیے ۔

راجا نے کہا ، اسے لے جا کے سولی دو ۔ لوگ راجا کی آگیا پا کے اسے سولی دینے لے چلے ۔ یہ سنجوگ دیکھو ، وہ چور بھی وہاں کھڑا تماشا دیکھتا تھا ، جب اسے یقین ہوا کہ یہ ناحق مارا جاتا ہے ، تب ان نے دھائی دی ۔ راجا نے اسے بلوا کر پوچھا تو کون ہے ؟ بولا کہ مہاراج ! میں چور ہوں اور یہ بے گناہ ہے ، ناحق اس کا خون ہوتا ہے ، آپ نے کچھ نیاؤ نہ کیا ۔ تب راجا نے اسے بھی بلوایا

۱۔ بارکر : گھوڑوں ۔

اور چور سے پوچھا تو اپنے دھرم سے سچ کہہ کہ یہ مقدمہ کس طرح سے ہے - تب چور نے بیورے وار احوال کہا ، اور راجا بھی اچھی طرح سے سمجھا - ندان ہرکارے ، بھیج اس رنڈی کا بار جو موا ہوا پڑا تھا ، اس کے منہ میں سے ناک منگوا کے دیکھی - تب جانا کہ یہ بے تقصیر ہے اور چور سچھا ہے - پھر چور بولا کہ مہاراج ! نیکوں کا پالنا اور بدوں کا سزا دینا راجوں کا برابر دھرم چلا آتا ہے -

اتنی بات کہہ کر چوڑا من طوطا بولا مہاراج ! ایسے گنوں کی پوری ناریاں ہوتی ہیں - راجا نے اس رنڈی کا منہ کالا کروا ، سر منڈوا ، گدھے پر چڑھوا ، نگری کے پھیرے دیوا ، چھڑوا دیا - اس چور کو اور ساھوکار بچے کو بیڑے دے رخصت کیا - اتنی کتھا کہہ بیتال بولا اے راجا ! ان دونوں میں سے کسے زیادہ پاپ ہوا ؟ تب راجا بیربکرماجیت بولا ، کہ ستری کو - پھر بیتال بولا کہ کس طرح سے ؟ یہ سن کے راجا نے کہا ، مرد کیسا ہی دشٹ کیوں نہ ہو پر اسے دھرم کا بچار رھتا ہے اور ستری کو دھرم ادھرم کا کچھ دھیان نہیں رہتا ، اس سے ناری کو بہت پاپ ہوا - یہ بات سن ، بیتال پھر چلا گیا ، اور اسی درخت پر جا لٹکا - پھر راجا جا ، اس کو پیڑ سے اتار ، گٹھڑی باندھ ، کاندھے پر رکھ ، لے چلا[۱] -

---

۱- بارکر : لے چلے -

پانچویں کہانی

بیتال بولا اے راجا! اجین نام ایک نگر ہے، اور وہاں کا راجا مہابل، اور اس کا ہری داس نام ایک دوت[1] تھا۔ اس دوت کی بیٹی کا نام مہادیوی، وہ اتی سندر تھی۔ جب وہ برجوگ ہوئی، تو اس کے پتا کو چنتا ہوئی کہ اس کا برڈھونڈ بواہ[2] کر دیا چاہیے۔

غرض ایک دن اس لڑکی نے اپنے باپ سے کہا کہ پتا! جو سب گن جانتا ہو مجھے اسے دیجو۔ تب اس نے کہا کہ جو سب علم سے واقف ہو گا، تیری شادی میں اس کے ساتھ کر دوں گا۔ پھر ایک دن اس راجا نے ہری داس[3] کو بلا کر کہا، کہ دکشن دسا[4] میں ہری چند[5] نام راجا ہے، اس کے پاس تم جا کر میری طرف سے کشیم کشل[6] پوچھو، اور ان کی کشیم کشل کے سماچار لے آؤ۔ یہ راجا کی آگیا پائے، بدا ہو، اس راجا کے پاس کتنے ایک دنوں میں جا پہنچا، اور اس سے اپنے راجا کا سب سندیسا کہا، اور ہمیشہ اس راجا کے نکٹ[7] رہنے لگا۔

۱- سفیر۔
۲- بارکر: بیاہ، بیاہ۔
۳- بارکر: ہرداس۔
۴- جنوب کی سمت۔
۵- ہرچند۔
۶- خیر و عافیت۔
۷- قریب۔

غرض ایک دن کی بات ہے کہ اس راجا نے اس سے پوچھا اے ہری داس ! ابھی کل جگ کا آرنبھ[1] ہوا کہ نہیں ؟ تب ان نے ہاتھ جوڑ کر کہا مہاراج ! کلی کال[2] برتمان[3] ہے ، کیونکہ سنسار میں جھوٹھ بڑھا ہے ، اور ست[4] گھٹ گیا ہے ۔ لوگ منہ پر بات میٹھی کہتے ہیں ، اور پیٹ میں کپٹ رکھتے ہیں ۔ دھرم جاتا رہا ، پاپ بڑھا ، پرتھوی[5] پھل کم دینے لگی ۔ راجا ڈانڈ لینے لگے ۔ براہمن لالچی ہوئے ۔ستریوں نے لاج چھوڑ دی ۔ بیٹا باپ کی آگیا نہیں مانتا ۔ بھائی بھائی کا اعتبار نہیں کرتا ۔ متروں سے مترائی جاتی رہی ۔ خاوندوں سے وفا اٹھ گئی ۔سیوکوں[6] نے سیوا چھوڑ دی ۔ اور جتنی نالائق باتیں تھیں وے سب نظر آتی ہیں ۔

جب راجا سے یہ سب کہہ چکا ، تب راجا اٹھ کر محل میں گیا ، اور یہ اپنے ستھان پر آن کے بیٹھا ، کہ اتنے میں ایک باھمنیٹ[7] اس کے پاس آ کہنے لگا ، کہ میں تجھ سے کچھ مانگنے آیا ہوں ۔ یہ سن کے ان نے کہا ، مانگ کیا مانگتا ہے ۔ ان نے کہا کہ اپنی بیٹی مجھ کو دے ۔ ہری داس بولا کہ جس میں سب گن ہوں گے ، میں اس کو دوں گا ۔ یہ سن کے وہ بولا ، کہ میں سب ہدیا جانتا ہوں ۔ پھر

۱- آغاز ۔
۲- دور سیاہ ۔ (Black age.)
۳- جاری ۔
۴- سچ ۔
۵- زمین ۔
۶- خادم
۷- برھمن زادہ ۔

اس نے کہا ، کچھ اپنی بدیا مجھے دکھلا تو میں جانوں کہ تجھے بدیا آتی ھے - تب اس باھمنیٹے نے کہا ، میں نے ایک رتھ بنایا ھے ، اس میں یہ سامرتھ[1] ھے کہ جہاں جانے کا ارادہ کرو ، تہاں وہ ایک چھن[2] میں لے پہنچاوے - تب ھری داس نے کہا اس رتھ کو فجر کے وقت میرے پاس لے آئیو -

غرض وہ بھور کو رتھ لے ، ھری داس پاس آیا - پھر یہ دونوں رتھ پر سوار ھو ، اجین نگر میں آن پہنچے - پر یہاں اتفاقاً اس کے آنے سے پہلے کسی اور براھمن کے لڑکے نے اس کے بڑے بیٹے سے آکر[3] کہا تھا کہ تو اپنی بہن مجھے دے ، اور اس نے بھی یہی کہا تھا کہ جو سب بدیا جانتا ہوگا اس کو دوں گا - اور اس باھمن کے پتر نے بھی کہا تھا کہ میں سب گیان بدیا جانتا ھوں ، یہ سن کے اس نے کہا تھا کہ تجھے ھی دیں گے - ایک اور براھمن کے پتر نے اس لڑکی کی ماں سے کہا تھا کہ تو اپنی بیٹی ھمیں دے ، اس نے بھی اسے یہی جواب دیا تھا کہ جو سب بدیا جانتا ہوگا اسی کو اپنی لڑکی دوں گی - اس براھمن کے لڑکے نے بھی کہا تھا کہ میں سمپورن[4] شاستر بدیا جانتا ھوں ، اور شبدویدھی تیر مارتا ھوں - یہ سن کے ان نے بھی کہا تھا کہ میں نے قبول کیا تجھے ھی دوں گی -

اسی طرح سے تینوں بر آن کے اکھٹے ھوئے - ھری

۱- طاقت -

۲- ہارکر : کشن -

۳- ہارکر : جا کر -

۴- تمام -

داس اپنے من میں چنتا کرنے لگا کہ ایک کنیا اور تین بر ، کسے دوں کسے نہ دوں ۔ اسی فکر میں تھا کہ رات کو ایک راکشس آن کے اس کنیا کو اٹھا کے بندھیا چل پربت کے اوپر لے گیا ۔ کہا ھے کہ بہتات کسی چیز کی اچھی نہیں ، اتی روپ وتی ستیا تھی راون نے ھری ۔ راجا بل نے اتی دان کیا[1] ، سو دلدری ھوا ۔ راون نے اتی گرب[2] کر کے اپنے کل کی کشنے[3] کی ۔

غرض جب بھور ھوئی اور سب گھر کے لوگوں نے کنیا کو نہ دیکھا ، تب انیک[4] پرکار کی چنتا کرنے لگے ، اور یہ بات وے تینوں بر بھی سن کے وھاں آئے ۔ ان میں ایک گیانی تھا ۔ اس سے ھری داس نے پوچھا اے گیانی! تو بتا کہ وہ کنیا کہاں گئی ؟ ان نے گھڑی ایک میں بچار کر کے کہا ، تمھاری لڑکی کو راکشس نے پربت میں لے جا کے رکھا ھے ۔ اس میں دوسرا بولا کہ راکشس کو مار کے میں اسے لے آؤں گا ۔ پھر تیسرا بولا ، ھمارے رتھ پر سوار ھو جاؤ اور اسے لے آؤ ۔ یہ سنتے ھی وہ جھٹ سے اس کے رتھ پر سوار ھو ، وھاں پہنچ ، اس دیو کو مار ، ترنت اسے لے آیا اور تینوں آپس میں جھگڑنے لگے ۔ تب اس کے باپ نے من میں چنتا کر کے کہا ، کہ سبوں نے احسان کیا ھے ، کسے دوں کسے نہ دوں ۔ اتنی کتھا کہہ بیتال بولا اے راجا بکرم ! ان تینوں میں سے وہ کنیا کس

۱۔ ہار کر : دیا ۔
۲۔ غرور ۔
۳۔ تباھی ۔
۴۔ ھر طرح ۔

کی ستری ہوئی ؟ راجا بولا ، وہ جورو اس کی ہوئی جو راکشس کو مار کر لایا ۔ بیتال نے کہا سب کا گن برابر ہے ، کس طرح سے وہ اس کی جورو ہوئی ؟ راجا نے کہا ، ان دونوں نے احسان کیا ، اس سے ان کو ثواب ہوا ۔ اور یہ لڑ کر اسے مار کے لایا ہے ، اس واسطے وہ اس کی جورو ہوئی ۔ یہ بات سن بیتال[1] پھر چلا گیا اور اسی درخت پر جا لٹکا ، اور راجا بھی وہیں جا ، بیتال کو باندھ کاندھے پر رکھ اسی طرح لے چلا ۔

۱۔ نسخہ فورٹ ولیم : بیتال پھر اسی درخت میں جا لٹکا پھر راجا جا ، اس کو پیڑ سے اتار، گٹھڑی باندھ ، کاندھے پر رکھ، لے چلے ۔

چھٹی کہانی[1]

پھر بیتال بولا اے راجا ! دھرم پور نام ایک نگر ہے، وھاں کا راجا دھرم شیل ، اور اس کے منتری کا نام اندھک۔ اس نے ایک دن راجا سے کہا مہاراج ! ایک مندر بنا ، اس میں دیوی کو بٹھا ، نت پوجا کیجیے ،کہ اس کا شاستر میں بڑا پنیہ[2] لکھتا ہے ۔ تب راجا ایک مندر بنوا ، دیوی

۱۔ کہانی پر بارکر نے یہ عنوان دیا ہے ,, دھرم پور کے راجا دھرم شیل کی کہانی اور اس کے وزیر کی ۔ دھوبی کے لڑکے کی داستان جس نے اپنے دوست کے ساتھ دیوی پر سر کو قربان کیا اور جس کی بیوی قریب‌المرگ تھی جبکہ دیوی نے اسے منع کیا اور اس کے خاوند اور خاوند کے دوست کو زندہ کر دیا“۔

اس کہانی کا عنوان J. A. B. Van, Buitenen کے ھاں "THE TRANSPOSED HEAD" ہے ۔ اس نے اپنی کتاب Tales of Ancient India میں اس کہانی پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ "اس کہانی نے Thomas Mann کو اس قدر متاثر کیا کہ اس نے ایک نہایت دلچسپ ناولٹ "Die Vertausechten Kopfe" لکھا“ ۔ اس ناولٹ کا انگریزی میں "The Transposed Head" کے نام سے ترجمہ ہو چکا ہے“ ۔

۲۔ ثواب ۔

پدھرائے شاستر کی بدھی سے پوجا کرنے لگا ، اور بن پوجا کیے جل بھی نہ پیتا تھا - اس طرح سے جب کتنی ایک مدت گزری ، تو ایک روز دیوان نے کہا مہاراج ! مثل مشہور ہے کہ ، نپوتے کا گھر سونا ، مورکھ کا ھردیے سونا ، اور دلدری کا سب کچھ سونا ہے -

یہ بات سن ، راجا دیوی کے مندر میں جا ، ھاتھ جوڑ، ستتی کرنے لگا ، کہ ہے دیوی ! تجھے برھما بھگنو[1] ردر[2] ، اندر ، آٹھ پہر سیوتے ھیں ، اور تو نے سبھی شاسر چنڈ منڈ رکت بیج لے دیتیوں[3] کو مار پرتھوی کا بھار آتار ، اور جہاں جہاں تیرے بھگت کو بپت پڑی ، تہاں تہاں جا تو سہائے[4] ھوئی ، اور یہی آس تک ، میں تیرے دوارے پر آیا ھوں ، اب میرے بھی من کی اچھا[5] پوری کر - اتنی ستتی جب راجا کر چکا ، تب دیوی کے مندر سے آواز آئی ، کہ راجا ! میں تجھ سے خوش ھوئی ، برمانگ ، جو تیرے من میں ہے - راجا بولا ، ہے ماتا ! جو تو مجھ سے خوش ھوئی تو مجھ کو پتر دے - دیوی نے کہا راجا ! تیرے پتر ھوگا مہابلی اور بڑا پرتاپی - تب تو راجا نے چندن ، اکشت،

۱- بشن -

۲- ردر : انسانوں اور حیوان کو اذیت پہنچانے والوں کا دشمن اور طوفانوں ، ھواؤں کا حکمران دیوتا ہے - شو جی سے ھی نکلتا ہے اور آخر شو جی میں ھی محو ھو جاتا ہے - ردر نے برھما جی سے اپنا نام اور کام پوچھا تو گیارہ نام اور خلقت کی پیدائش کام ملا - ردر کی صورت نصف مذکر اور نصف مؤنث کی ہے -

۳- بھوتوں -

۴- مدد گار -

۵- خواھش -

پھول، دھوپ دیپ نیویدیا دے کر پوجا کی ، اور اسی طرح سے ہر روز پوجا کرتا تھا ۔

غرض کتنے دنوں کے پیچھے راجا کے ایک لڑکا پیدا ہوا ۔ راجا نے باجے گاجے سے کٹمب سمیت جا کر دیوی کی پوجا کی ۔ اس عرصے میں ایک دن کا اتفاق ہے کہ کسی نگر سے ایک دھوبی[1] اپنے دوست کو ساتھ لیے اس شہر کی طرف آتا تھا ، کہ دیوی کا مندر اسے نظر آیا ۔ اس نے ڈنڈوت[2] کرنے کا ارادہ کیا ، اس میں ایک دھوبی کی لڑکی اتی سندری سامنے سے آئی اس نے دیکھی ۔ اسے دیکھ موہت[3] ہوا ، اور دیوی کے درشن کو گیا ۔ ڈنڈوت کر ، ہاتھ جوڑ ، اس نے اپنے من میں کہا ، ہے دیوی ! جو اس سندری سے میرا بواہ تیری کرپا سے ہو تو میں اپنا سر تجھے چڑھاؤں۔ یہ منت مان ، ڈنڈوت کر ، دوست کو ساتھ لے ، اپنے نگر کو گیا ۔ جب وہاں پہنچا ، تو اس کے برہ نے یہ ستایا کہ نیند بھوک پیاس سب بسر گئی ۔ آٹھ پہر اسی کے دھیان میں رہنے لگا ۔ یہ بری حالت اس کے دوست نے دیکھ اس کے باپ سے جا سب بیورے وار کہا ۔ اس کا پتا بھی یہ سن بھونچکا ہو رہا ، اور اپنے جی میں چنتا کر کہنے لگا ، کہ اس کی دشا دیکھ ایسا معلوم ہوتا ہے جو اس کنیا سے اس کی سگائی نہ ہوگی تو یہ اپنا پران تیاگ کرے گا ۔ اس سے

۱۔ Buitenen نے دھوبی کا نام دھاول ، اس کے باپ کا نام وسل ، دھوبی کی لڑکی کا نام مدن سندری ، اس کے باپ کا نام سدھاپٹ اور دھوبی کے گاؤں کا نام برھم ستھل لکھا ہے ۔

۲۔ آداب ۔

۳۔ فریفتہ ۔

بہتر یہ ہے کہ اس لڑکی سے اس کا بیاہ کر دیجئے کہ جس سے یہ بچے -

اتنا بچار کر پتر کے متر کو ساتھ لے ، اس گاؤں میں پہنچ ، اس لڑکی کے پتا سے جا کر کہا ، میں تیرے پاس کچھ جاچنے[1] آیا ہوں ، جو تو دیوے تو میں کہوں - ان نے کہا میرے پاس وہ پدارتھ[2] ہوگا تو میں دوں گا ، تو کہہ - اس طرح سے بچن بندھ سہرا کہا ، تو اپنی لڑکی میرے پتر کو دے - یہ سن کے ان نے بھی اس کی بات پرمان[3] کر براھمن کو بلوا ، دن لگن مہورت ٹھہرا کر کہا ، تم لڑکے کو لے آؤ ، میں بھی اپنی لڑکی کے ھاتھ پیلے کردوں گا -

یہ سن وہ وھاں سے اٹھ ، اپنے گھر آ ، سب سامان شادی کا تیار کر ، بیاھنے کو گیا - اور وھاں جا ، بواہ کر ، بیٹے بہو کو لے ، پھر اپنے گھر آیا ، اور دولھا دلہن آپس میں آنند سے رھنے لگے - پھر کتنے دنوں کے بعد اس لڑکی کے پتا کے یہاں کچھ شبھ[4] کرم تھا ، سو وھاں سے نوتا[5]

۱- سوال کرنے -

۲- چیز -

۳- منظور -

۴- تقریب -

۵- مظہر علی ولا نے نوتا لکھ کر کہانی کا سارا پلاٹ الجھا دیا ہے - حالانکہ Buitenen نے واضح طور پر لکھا ہے کہ یہ سندبسا دھوبی کے لڑکے کی بیوی مدن سندری کا بھائی لے کر آتا ہے - ولا نے سروں کی تبدیلی کے موقعے پر بھی دھوبی کے لڑکے اور اس کے دوست کا ذکر کیا ہے لیکن .Buitenen کے ھاں یہ تبدیلی دھوبی کے لڑکے اور مدن سندری کے بھائی کے درمیان واقع ہوتی ہے - کہانی کے آخر میں میرا نوٹ اسی نقطے کی وضاحت کرتا ہے - (گ - ن)

ان کو بھی آیا ، یہ ستری پرش تیار ہو ، اپنے متر کو ساتھ لے اس نگر کو چلے ۔ جب نگر کے نکٹ[1] پہنچے تو دیوی کا مندر نظر آیا ، تو اسے وہ بات یاد آئی ۔ تب ان نے اپنے جی میں بچار کر کہا میں بڑا استیہ[2] بادی ادھرمی ہوں کہ دیوی سے بھی جھوٹ بولا ۔

اتنی بات اپنے من میں کہہ اس دوست سے کہا ، تم یہاں کھڑے رہو ، میں دیوی کا درشن کر آؤں ۔ اور ستری کو کہا تو بھی یہاں ٹھہر ۔ یہ کہہ ، مندر کے پاس پہنچ، کنڈ[3] میں سنان کر ، دیوی کے سنمکھ جا ، کر[4] جوڑ ، نمسکار کر ، کھڑگ اٹھا[5] ، گردن پر مارا کہ سر تن سے جدا ہو ، بھوئیں میں گرا ۔ غرض کتنی دیر پیچھے اس کے متر نے بچارا کہ اسے گئے بڑی دیر ہوئی ہے ، اب تک پھرا نہیں چل کر دیکھا چاہیے ۔ اور اس کی ستری کو کہا ، تو یہاں کھڑی رہ ، میں اسے شتابی سے ڈھونڈھ کے لے آتا ہوں ۔ یہ کہہ کر دیوی کے مندر میں گیا ، دیکھتا کیا ہے کہ دھڑ سے اس کا سر جدا پڑا ہے ۔ یہ حالت وہاں کی دیکھ، اپنے من میں کہنے لگا ، کہ سنسار بہت کٹھن جگہ ہے ، کوئی یہ نہ سمجھے گا کہ ان نے اپنے ہاتھ سے سیس[6] دیوی کو چڑھایا ہے ، بلکہ یہ کہیں گے کہ اس کی ناری جو اتی

۱- نزدیک ۔
۲- جھوٹا ۔
۳- تالاب ۔
۴- ہاتھ ۔
۵- تلوار ۔
۶- سر ۔

سندری تھی اس کے لینے کے لیے مار کر یہ مکر کرتا ھے ، اس سے یہاں مرنا اچت ھے ، پر سنسار میں بدنامی لینی خوب نہیں -

یہ کہہ تالاب میں نہا ، دیوی کے سامنے آ ، ھاتھ جوڑ، پرنام کر ، کھانڈا اٹھا ، گلے میں مارا کہ رنڈ[1] سے منڈ[2] جدا ہوگیا - اور یہ یہاں اکیلی کھڑی کھڑی اکتا کر راہ دیکھ دیکھ نراس[3] ہو ، ڈھونڈھتی ہوئی دیوی کے مندر میں گئی - وھاں جا کے دیکھتی کیا ھے کہ دونوں موئے پڑے ھیں - پھر ان دونوں کو موا دیکھ ان نے اپنے جی میں بچارا ، لوگ تو یہ نہ جانیں گے کہ آپ سے دیوی کو یہ بل چڑھے ھیں ، سب کہیں گے کہ رانڈ فاجرہ تھی ، بدکاری کرنے کے لیے دونوں کو مار آئی ھے ، اس بدنامی سے مرنا اچت ھے -

یہ سوچ کر سرور[4] میں غوطہ مار ، دیوی کے سنمکھ آ ، سر نوا ، ڈنڈوت کر ، تلوار اٹھا ، چاھے گردن میں مارے کہ دیوی نے سنگھا سن سے اتر اس کا ھاتھ آن کے پکڑا اور کہا پتری ! پرمانگ ، میں تجھ سے پرسن[5] ہوئی - تب ان نے کہا ماتا ! جو تو مجھ سے خوش ہوئی ھے تو ان دونوں کو جی دان دے - پھر دیوی نے کہا ، ان کے دھڑوں سے سر لگا دے - ان نے مارے خوشی کے

۱- گردن -

۲- سر -

۳- ناامید -

۴- تالاب -

۵- خوش -

گھبراہٹ' سے سر بدل کے لگا دیے، اور دیوی نے امرت لا چھڑک دیا - یہ دونوں جی کر اٹھ کھڑے ہوئے، اور آپس میں جھگڑنے لگے، یہ کہے ستری میری، اور وہ کہے ستری میری -

---

۱- بیتال نے لڑکی کے اس فعل کا سبب گھبراہٹ بیان کیا ہے - جو کافی حد تک مبہم ہے - میرے خیال میں اس واقعے کے پس منظر میں دو مختلف جبلتیں کام کر رہی ہیں جن میں سے کسی ایک کا شدید عمل بھی اس قسم کی صورت حال پیدا کر سکتا ہے - یہ دونوں جبلتیں لڑکی کے لاشعور میں موجود ہیں - ان میں سے پہلی جبلت وہ ہے جس کے تحت انسان میں Incest یا تزویج محرمات کا جذبہ جنم لیتا ہے - (واضح رہے کہ Buitenen کے ہاں دھوبی کے لڑکے کے ساتھ دوسرا آدمی اس کی بیوی کا بھائی ہے - جس سے اس کا سر تبدیل ہوتا ہے) اس جذبے کے تحت مخالف جنس کے دو افراد آپس میں ایسے جنسی تعلقات استوار کرتے ہیں جن کی انہیں معاشرے کی طرف سے اجازت نہیں ہوتی - اور چونکہ معاشرے کا خوف انہیں ان خواہشات کی تکمیل کے مواقع فراہم نہیں کرتا - اس لیے یہ خواہشات ان کے لاشور کا حصہ بن کر شدید ترین جذبوں میں بدل جاتی ہیں - زیر نظر کہانی میں لڑکی کا یہی Incest کا جذبہ سروں کی تبدیلی کا باعث بنتا ہے - اور وہ بھائی کا سر خاوند کے جسم پر اور خاوند کا سر بھائی کے جسم پر لگا دیتی ہے - شاید وہ لاشعوری طور پر اس عمل سے بھائی کے جسم سے لذت لمس حاصل کرنا چاہتی ہے -

ہمارے داستانی ادب میں تزویج محرمات کی ایک واضح شکل الف لیلیٰ کی ابتدائی داستانوں میں ملتی ہے - ایک داستان میں جہاں کانا درویش اپنی سرگزشت بیان کرتا ہے - تزویج محرمات کا مسئلہ بہت واضح ہے - کانے درویش کے چچا زاد بہن بھائی ایک دوسرے سے جنسی تعلقات رکھتے ہیں - اور گھر سے بھاگ کر

اتنی کتھا کہہ بیتال بولا کہ اے راجا بیر بکر ماجیت ! ان دونوں میں وہ ستری کس کی ہوئی ؟ راجا نے کہا سن ، شاستر میں اس کا پرمان لکھتا ہے ، کہ ندیوں میں گنگا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۱

ایک تہہ خانے میں پناہ گزین ہو جاتے ہیں - کانے درویش کو اس تہہ خانے کا نشان معلوم ہے چنانچہ وہ اپنے چچا کو وہاں لے جاتا ہے - تہہ خانے میں پہنچ کر دیکھتے ہیں کہ لڑکا لڑکی دونوں ایک بستر پر مردہ پڑے ہوئے ہیں - اور ان کے جسم سیاہ ہوچکے ہیں - درویش کا چچا پہلے ان دونوں کے منہ پر تھوکتا ہے ، پھر چند آنسو بہاتا ہے اور درویش سے مخاطب ہو کر کہتا ہے :-

''یہ کم بخت اس سے بھی زیادہ حقارت کا مستحق ہے - یہ بچپن میں اپنی ہمشیرہ سے پیار کرتا تھا - مگر میں نے پہلے تو کچھ خیال نہ کیا ، جب دونوں بڑھے تو محبت بھی بڑھی تو میں نے تاکید کی کہ کوئی ایک دوسرے کے سامنے نہ آئے - مگر کم بخت لڑکی بھی بھائی سے ناجائز لگاؤ رکھتی تھی - اس لیے میرے احکام کا کچھ اثر نہ ہوا - حتیٰ کہ رو سیاہ نے مقبرہ بنوانے کے بہانے یہاں تہہ خانہ بنا لیا اور جب میں شکار کو گیا ، تو وقت فرصت کو غنیمت جان کر اسے لے کر یہاں آ رہا - '' (الف لیلیٰ — جلد اول)

دوسری جبلت جس کا میں نے اوپر تذکرہ کیا ، اس کا پیدا کیا ہوا جذبہ Father Seeking کا ہے - جس کی رو سے کہانی میں لڑکی کا عشق اپنے خاوند سے اس قدر ارفع (Sublime) ہو جاتا ہے کہ وہ اسے باپ یا بھائی کی صورت میں دیکھنا چاہتی ہے اور اس سے جنسی تعلقات رکھنے کی بجائے اس کی پوجا کرنا چاہتی ہے اور یہی جذبہ سروں کو تبدیل کر دیتا ہے - (باقی دارد)

اہم ہے ، اور پربتوں میں سمیرو پربت شریشٹ[1] ہے ، اور برکشوں[2] میں کلپ برکش ، انگوں میں مستک[3] اہم ہے ۔ اس نیاؤ سے جس کا اہم انگ ہے اسی کی ستری ہوئی ۔ اتنی[4] بات سن ، بیتال پھر چلا گیا اور اسی درخت پر جا لٹکا ، پھر راجا بھی جا اس کو پیڑ سے اتار ، گٹھڑی باندھ ، کاندھے پر رکھ کر لے چلا ۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۲

ہندو معاشرت اور بالخصوص ہندو دھرم کی رو سے نتیجے کی موخرالذکر تاویل خاص توجہ کی مستحق ہے ۔ ہندو دھرم میں پتی پوجا کا تصور رام کے لیے سیتا کی قربانیوں سے لے کر بھگت کبیر کے گرہستھ آشرم تک موجود ہے ۔ بیتال پچیسی کا ایک جملہ دیکھیے :۔

” کوئل کا سر ہی روپ ہے اور ناری کا روپ پتی برت “۔

اگر مذہب کے حوالے ہی سے بات جاری ہے تو یوں سمجھ لیجیے کہ Incest یا تزویج محرمات انسان کے وحشی جذبوں کا اظہار ہے اور Father Seeking اس کی پاکیزہ خواہشات کی تکمیل ہے ۔

(گوہر نوشاہی)

۱۔ عظیم الشان ۔

۲۔ درخت ۔

۳۔ سر ۔

۴۔ بار کر : یہ بات ۔

ساتویں کہانی[1]

پھر بیتال بولا کہ اے راجا ! چمپا پور نام ایک نگر ہے ، وھاں کا راجا چمپکیشور ، اور ناری[2] کا نام سلوچنا ، اور بیٹی کا نام تربھون سندری ، سو اتی سندری ہے ، جس کا مکھ چندرماں سا ، بال گھٹا سے ، آنکھیں مرگ کی سی ، بھویں دھنک سی ، ناک کیر کی سی ، گلا کپوت کا سا ، دانت انار کے سے دانے ، ھونٹوں کی لالی کنٹوری[3] کی سی ، کمر چیتے کی سی ، ھاتھ پاؤں کومل کنول سے ، رنگ چمپے کا سا ۔ غرض اس کے جوبن کی جوت دن بدن بڑھتی تھی ۔

جب وہ بالغہ ھوئی تو راجا رانی اپنے چت میں چنتا کرنے لگے ۔ اور دیس دیس کے راجوں کو یہ خبر گئی کہ راجا چمپکیشور کے گھر میں ایسی کنیا پیدا ھوئی ہے کہ جس کے روپ کو دیکھتے ھی سر،نر ،منی، موھت ھو رھتے ھیں ۔ پھر ملک ملک کے راجوں نے اپنی اپنی مورتیں[4] لکھوا لکھوا براھمنوں کے ھاتھ راجا چمپکیشور کے یہاں بھیجیں ۔

۱۔ بارکر : ''کہانی چمپا پور کے راجا چمپ کشور اور اس کی بیٹی تربھون سندری ، کی جس کی شادی چار طاقت‌ور بادشاھوں سے ھونے والی تھی،، ۔

۲- بارکر : رانی ۔

۳- بارکر : کندوری ۔

۴- بارکر : صورتیں ۔

راجا نے لے ، اپنی بیٹی کو سب راجوں کی تصویریں دکھائیں ، پر اس کے من میں کوئی نہ سہائی ۔ تب تو راجا نے کہا تو سوئمبر کر ۔ وہ بات بھی ان نے نہ مانی ، اور اپنے باپ سے کہا ، روپ ، بل ، گیان[1] جس میں یہ تینوں گن ہونگے پتا اسے مجھے دینا ۔

غرض جب کتنے دن بیتے تو چاروں دیس سے چار بر آئے ۔ پھر ان سے راجا نے کہا ، اپنا اپنا گن بدیا میرے آگے ظاہر کر کہو ۔ ان میں سے ایک بولا ، مجھ میں یہ بدیا ہے کہ ایک کپڑا میں بنا کر بیچتا ہوں ، جب اس کا مول میرے ہاتھ آتا ہے ، تب اس میں سے ایک لعل براھمن کو دیتا ہوں ، دوسرا دیوتا کو چڑھاتا ہوں ، تیسرا اپنے انگ لگاتا ہوں ، چوتھا ستری کے واسطے رکھتا ہوں ، پانچویں کو بیچکر روپے لے ، نت بھوجن کرتا ہوں ۔ یہ بدیا دوسرا کوئی نہیں جانتا اور میرا جو روپ ہے سو ظاہر ہے ۔

دوسرا بولا ، میں جل[2] تھل کے پشو[3] پنچھی کی بھاشا[4] جانتا ہوں ، میرے بل کا دوسرا نہیں ، اور سندر تائی میری آپ کے آگے ہے ۔ تیسرے نے کہا ، میں ایسا شاستر سمجھتا ہوں کہ میرے سمان[5] دوسرا نہیں ، اور خوبصورتی میری تمھارے روبرو ہے ۔ چوتھے نے کہا میں شستر بدیا میں

۱۔ حسن ، طاقت ، علم ۔

۲۔ تری و خشکی ۔

۳۔ جانور ۔

۴۔ بولی ۔

۵۔ مانند ۔

ایک ھی ھوں ، دوسرا مجھ سا نہیں ، شبدبیدھے[1] تیر مارتا ھوں ، اور میرا حسن جگ میں روشن ھے ، آپ بھی دیکھتے ھی ھیں ۔

یہ چاروں کی بات سن راجا اپنے جی میں چنتا کرنے لگا ، کہ چاروں گن میں برابر ھیں ، کسے کنیا دوں ۔ یہ سوچ کر اس نے بیٹی کے پاس جا چاروں کا گن بیان کیا ، اور کہا میں تجھے کسے دوں ۔ یہ سن کے وہ لاج کی ماری نیچی گردن کر چپ ھو رھی ، اور کچھ جواب نہ دیا ۔

اتنی بات کہہ ، بیتال بولا اے راجا بکرم ! یہ ستری کس کے جوگ ھے ؟ راجا نے کہا جو کپڑا بنا کر بیچتا ھے سو ذات کا شودر ھے ۔ اور جو بھاشا جانتا ھے وہ ذات کا بیس[2] ھے ۔ جو شاستری پڑھا ھے سو براھمن ھے ۔ اور شبد بیدھی اس کا سجاتی[3] ھے ، یہ ستری اس کے لائق ھے ۔ اتنی[4] بات سن بیتال[5] پھر اسی پیڑ پر جا لٹکا ، اور[6] راجا بھی وھاں جا ، اسے باندھ ، کاندھے پر رکھ ، لے چلا ۔

۱- آواز کی سیدھ میں ۔
۲- ویش ۔
۳- ھم ذات ۔
۴- بارکر : یہ بات سن ۔
۵- بارکر پھر چلا گیا اور اسی درخت پر ۔
۶- بارکر پھر راجا جا ، اس کو پیڑ سے اتارے کٹھڑی باندھ ، کاندھے پر رکھ ، لے چلے ۔

آٹھویں کہانی

تب بیتال بولا اے راجا ! متھلاوتی نام ایک نگر ہے ، وہاں کا راجا گنا دھپ ، اس کی سیوا کرنے کو دور دیس سے ایک چرم دیو نام راج پتر آیا ۔ روز اس راجا کے درشن کو جایا کرتا ، لیکن ملاقات نہ ہوتی تھی ، اور جتنا دھن وہ لایا تھا سو برس روز کے عرصے میں سب بیٹھ کر یہاں کھایا ، اور وہاں گھر اس کا ویران ہو گیا ۔ ایک دن کی بات ہے کہ راجا شکار کو سوار ہوا ، اور چرم دیو بھی اس کی سواری کے ساتھ ہولیا ۔ اتفاقاً راجا ایک بن میں جا کر فوج سے جدا ہو گیا ، اور لوگ سواری کے ایک اور جنگل میں بھٹک گئے ، لیکن ایک چرم دیو ہی راجا کے پیچھے تھا ۔ ندان اس نے ہی پکار کر کہا مہاراج ! لوگ سواری کے پیچھے رہ گئے ہیں ، اور میں آپ کے گھوڑے کے ساتھ گھوڑا مارے چلا آتا ہوں ۔ راجا نے یہ سن کے گھوڑے کو روکا کہ اس میں یہ برابر آیا ۔ راجا نے اسے دیکھ کے پوچھا تو کس واسطے اتنا دربل[1] ہو رہا ہے ؟ تب یہ بولا جس سوامی کے پاس رہیے اور وہ ایسا ہو کہ ہزاروں کو پالتا ہو اور اپنی خبر نہ لے ، تو اس میں اس کو کچھ دوش نہیں ، مگر اپنے کرم کا دوش ہے ۔ جیسے دن کو سارا جہان دیکھتا ہے ، مگر الو کو نظر نہیں آتا ، اس میں

۱۔ کمزور ، لاغر ۔

گناہ سورج کا کیا ہے ؟ حیرت ہے مجھ کو کہ جن نے ماں کے پیٹ میں روزی پہچائی تھی ، جب کہ ہم پیدا ہوئے اور دنیا کی غذاؤں کے لائق ، اب وہ خبر نہیں لیتا ، نہیں معلوم کہ سوتا ہے یا مر گیا ، اور اپنے نزدیک مال و دولت چاہنی کسی بڑے آدمی سے کہ دیتے وقت وہ منہ بناوے اور ناک بھوں چڑھاوے ، اس سے زہر ہلاہل کھا کر مر جانا بہتر ہے ۔

اور یہ چھ باتیں آدمی کو ہلکا کرتی ہیں ۔ ایک تو کھوٹے نر کی پریتی ، دوسرے بنا کارن کی ہنسی ، تیسرے ستری سے بیاہ کرنا ، چوتھے اسجن[1] سوامی کی سیوا ، پانچویں گدھے کی سواری ، چھٹے بنا سنسکرت کی بھاشا ۔ اور یہ پانچ چیزیں بدھاتا منش کے کرم میں پیدا ہوتے ہی لکھ دیتا ہے ، ایک تو آربل[2] ، دوسرے کرم[3] ، تیسرے دھن[4] ، چوتھے بدیا[5] ، پانچویں جس[6] ۔ مہاراج ! جب تک آدمی کا پنیہ ادے[7] ہوتا ہے ، سب اس کے داس بنے رہتے ہیں ، اور جب پنیہ گھٹ جاتا ہے تو بندھو[8] بیری ہو جاتے ہیں ۔ پر یہ ایک بات مقرر ہے ، سوامی[9] کی سیوا

۱- بد اندیش آقا ۔
۲- عمر ۔
۳- عمل ۔
۴- دولت ۔
۵- علم ۔
۶- عزت ۔
۷- نصیبہ بلند ہوتا ہے ۔
۸- دوست ۔
۹- اچھا آقا ۔

کرنے سے کبھی نہ کبھی پھل مل رہتا ہے ، نرپھل[1] نہیں رہتا ۔ یہ سن راجا نے ان سب باتوں کو غور کر اس وقت کچھ جواب نہ دیا ، پر اس سے یہ کہا کہ مجھے بھوک لگی ہے ، کہیں سے کچھ کھانے کو لا ۔

چرم دیو نے کہا مہاراج ! یہاں ان بھوجن نہ ملے گا ، یہ کہہ ، جنگل میں جا ، ایک ہرن مار ، کھیسے سے چکمک نکال ، آگ سلگا ، گوشت کے بھستکے بھون ، راجا کو خوب سے کھلا ، آپ بھی کھائے ۔ غرض جب راجا کا پیٹ بھر چکا تو اس نے کہا ، اے راج پتر ! اب ہمیں نگر لے چلو کہ راہ مجھے معلوم نہیں ۔ اس نے راجا کو نگر میں لا ، اس کے مندر میں پہنچا دیا ۔ تب راجا نے اس کی چاکری مقرر کر دی ، اور بہت سے اسے بستر آبھوشن[2] دے ، پھر وہ راجا کی سیوا میں حاضر رہنے لگا ۔

غرض ایک دن راجا نے کسی کام کے لیے سمندر کے کنارے اس راج پتر کو بھیجا ۔ وہ جب کنارے پہنچا تو اس نے ایک دیوی کا مندر دیکھا ۔ اس میں جا ، دیوی کی پوجا کی ۔ لیکن جب یہ وہاں سے باہر نکلا ، تو وہیں اس کے پیچھے سے ایک سندر ناڈکا آ ، اس سے پوچھنے لگی ، اے پرش ! تو کس لیے یہاں آیا ہے ؟ وہ بولا عیش کے لیے آیا ہوں ، اور تیرے روپ کو دیکھ میں مفتون ہوا ہوں ۔

اس نے کہا جو مجھ سے کچھ ارادہ رکھتا ہے تو

۱- ناکام ۔

۲- لباس و زیورات ۔

پہلے کنڈ[1] میں جا کر اشنان کر ، پھر اس کے پیچھے جو تو کہے گا سو میں سنوں گی ۔ یہ سنتے ہی وہ کپڑے اتار ، تالاب میں پیٹھ ، غوطہ مار ، نکل کر دیکھے تو اپنے نگر میں کھڑا ہے ۔ اس اچنبھے کو دیکھ ترنت ترسناک ہو لاچار اپنے گھر جا ، اور کپڑے پہن ، راجا کے پاس آ سب برتانت[2] کہا ۔ راجا نے سنتے ہی کہا ، مجھے بھی یہ اچنبھا دکھا ۔ یہ کہتے ہی سواری منگا ، دونوں سوار ہو کر چلے ۔ کتنے دنوں کے عرصے میں ساگر کے کنارے آئے ۔ اسی دیوی کے مندر میں جا کر پوجا کی ۔ پھر راجا جب باہر نکلا تو وہی ناری ایک سکھی ساتھ لیے راجا کے پاس آن کھڑی ہوئی ، اور راجا کا روپ دیکھ ، موہت ہو ، بولی اے راجا ! جو مجھے آگیا دے سو میں کروں ۔ راجا نے اسے اتر[3] دیا ، جو میرا کہا کرے ، تو میرے سیوک[4] کی ستری ہو ۔ وہ بولی ، میں تیرے روپ کی آدھین[5] ہوئی ہوں ، اس کی جورو کس طرح سے ہوؤں ۔ راجا نے کہا ابھی تو تونے مجھ سے کہا ، جو تو حکم کرے گا سو میں کروں گی ، اور سجن جس بات کو کہتے ہیں ، اس کا نباہ کرتے ہیں ۔ اپنے بچن کو پال ، میرے سیوک کی جورو ہو ۔ یہ سن کے وہ بولی ، جو آپ نے کہا سو مجھے پرمان[6]

۱۔ تالاب ۔
۲۔ ماجرا ۔
۳۔ جواب ۔
۴۔ خادم ۔
۵۔ فریفتہ ۔
۶۔ منظور ۔

ہے ، تب راجا سیوک کا گندھرب بیاہ کر ، دونوں کو ساتھ لے ، اپنے راج دھام میں آیا ۔ اتنی بات کہہ بیتال بولا راجا[1] ! بتاؤ سوامی اور سیوک میں کس کا ست[2] ادھک[3] ھوا ۔

راجا بولا ، سیوک کا ۔ پھر بیتال بولا کہ جس راجا نے ایسی سندری ستری پا ، سیوک کو دی ، تس راجا کا ست ادھک نہ ھوا ؟ تب راجا بیربکرماجیت نے کہا ، جن کا دھرم اپکار[4] کرنا ہے ، تن کے اپکار کرنے میں ادھک کیا ہے ؟ اور جو آپ کا جی ھو ہر کاج کرے سوھی ادھک ہے ، اس کارن سیوک کا ست ادھک ھوا ۔ یہ بات سن ، بیتال اسی ترور[5] پر جا لٹکا ، اور راجا جا ، پھر اسے وھاں سے اتار ، کاندھے پر رکھ ، لے چلا ۔

۱۔ بارکر : اے راجا ۔
۲۔ نیکی ۔
۳۔ زیادہ ۔
۴۔ بخشش ۔
۵۔ درخت ۔

نویں کہانی[1]

بیتال بولا اے راجا! مدن پور نام ایک نگر ہے، وہاں بیربر نام راجا تھا، اور اسی دیس میں پرنیہ دت نام ایک بنیا، کہ اس کی بیٹی کا نام مدن سینا تھا۔ وہ ایک روز بسنت رتو[2] میں سکھیوں کو ساتھ لیے اپنے باغ میں واسطے سیر و تماشے کے گئی۔ اتفاقاً اس کے آنے سے پیشتر دھرم دت سیٹھ کا بیٹا سوم دت نام اپنے متر کو ساتھ لیے بن بہار کو آیا تھا۔ وہاں سے پھرتا ہوا اس باڑی[3] میں آن پہنچا، اسے دیکھ موہت ہو گیا، اور اپنے دوست سے کہنے لگا، بھائی! وہ کداچت[4] مجھ سے ملے تو میرا جیون سپھل ہو، اور جو نہ ملے تو اس دنیا میں جینا عبث ہے۔ یہ اپنے دوست سے باتیں کر، برہ میں بیاکل[5] ہو، بے اختیار اس کے پاس جا، اس کا ہاتھ پکڑ کے کہنے لگا، جو تو مجھ سے پریت نہ کرے گی تو میں تیرے اوپر اپنا پران[6] دوں گا۔ وہ بولی، ایسا مت کیجو، اس میں پاپ ہو گا۔ تب ان نے کہا تیرے کرشمے نے میرے دل کو چھیدا ہے، اور تیری برہ کی

۱- بار کر: اس عنوان کی جگہ صفحہ کٹا ہوا ہے۔
۲- رت، موسم۔
۳- باغ۔
۴- اگر۔
۵- بیکل۔
۶- جان۔

آگ نے میرے شریر کو جلا دیا ، اس پیڑ[1] سے میری سدھ بدھ سب جاتی رہی ہے ، اور مجھے اس سمے عشق کے غلبے سے دھرم ادھرم کا لحاظ نہیں ہے - پر جو تو مجھے بچن دے تو میرے جی میں جی آوے - وہ بولی آج کے پانچویں دن میری شادی ہوگی تو پہلے میں تجھ سے مل جاؤں گی ، پیچھے اپنے شوہر کے یہاں رہوں گی - یہ بچن دے سوگند کھا ، وہ اپنے گھر کو گئی ، اور یہ اپنے گھر کو آیا -

غرض پانچویں دن اس کی شادی ہوئی ، خاوند اس کا بیاہ کر ، اسے اپنے گھر لے آیا - کتنے ایک دنوں کے پیچھے رات کے وقت اس کی دورانی جٹھانی نے زبردستی اسے اس کے پتی کے پاس بھیجا - وہ رنگ محل میں چپ چاپ ایک کونے میں بیٹھ رہی - اس عرصے میں اس کے خصم نے جو دیکھا تو اس کا ہاتھ پکڑ سیج پر بٹھا لیا -

غرض ان نے جب چاہا کہ گلے لگاؤں تو اس نے ہاتھ سے جھڑک دیا ، اور جو جو اس ساھوکار بچے سے قول قرار ھوا تھا ، سو سب بیان کیا - یہ سن کے اس کے خاوند نے کہا ، جو سچ اس کے پاس جایا چاہتی ہے تو جا - وہ اپنے سوامی کی آگیا پا ، اس سیٹھ کے ستھان کو چلی - راہ میں چور نے اسے دیکھ ، خوشی ہو ، اس کے پاس آ کر کہا کہ تو دو پہر رات کے سمے اس اندھیرے میں اپنے بستر آبھوشن پہن کے اکیلی کہاں جاتی ہے ؟ وہ بولی ، جس جگہ میرا پریتم پیارا بستا ہے - یہ سن چور نے کہا یہاں تیرا سہایک[2] کون ہے ؟ وہ کہنے لگی دھنش بان لیے مدن میرا سہائے کرنے والا

۱- پیڑ ، درد -
۲- مدد گار -

ساتھ ھے -

یہ کہہ پھر چور کے آگے ساری اپنی اول و آخر کی کتھا بیان کر کے کہا ، کہ میرا سنگار بھنگ[1] مت کر ، میں تجھے بچن دیے جاتی ھوں ، وھاں سے جب پھروں گی تب گھنا تیرے حوالے کروں گی - یہ سن کے چور نے اپنے دل میں کہا ، گھنا دینے کا تو مجھے بچن دیے جاتی ھے ، پھر کیوں اس کا سنگار بھنگ کروں - یہ سمجھ کر اسے چھوڑ دیا ، آپ وھاں بیٹھا رھا ، اور یہ وھاں گئی کہ جہاں سوم دت پڑا سوتا تھا - جاتے ھی جو اس نے اسے اچانک جگایا تو وہ گھبرا کر اٹھا ، اور کہنے لگا ، تو دیو کنیا ھے ، کہ رشی کنیا ، یا ناگ کنیا ھے ، سچ کہہ تو کون ھے ؟ اور میرے پاس کہاں سے آئی ھے ؟ وہ بولی ، کہ میں نر کنیا ھوں ، اور ھرنیہ دت سیٹھ کی بیٹی ، مدن سینا میرا نام ھے ، اور تجھے یاد نہیں ، جو اس اپ بن[2] میں تو زبردستی میرا ھاتھ پکڑ کے قسم کو بضد ھوا تھا ، اور میں نے بموجب تیرے کہنے کے یہ سوگند کی تھی ، کہ بواھتا پرش[3] کو تیاگ کر کے تیرے پاس آؤں گی - سو میں آئی ھوں ، جو تیری اچھا میں آوے سو کر - پھر ان نے پوچھا ، کہ یہ تو نے برتانت[4] اپنے پتی کے آگے کہا یا نہیں ؟ ان نے اتر دیا ، کہ میں نے تمام احوال کہا ، اور ان نے سب دریافت کر کے مجھے تیرے پاس بدا کیا - سوم دت بولا ، یہ بات ایسے ھے

۱- خراب

۲- باغ -

۳- خاوند -

۴- تفصیل -

جیسے بنا بستر کا گہنا ، یا بنا گھی کے بھوجن ، یا بغیر سر کے گانا ، یہ سب ایک ساں ہیں -

اسی طرح میلے بسن ، تیج کو ھریں[۱] ، کھبوجن بل[۲] کو ، کھبار با پران[۳] کو ، کپت کل کو ھرے[۴] ، اور اور کشس خفا ھوتا ہے تو پران کو لیتا ہے ، پر ستری ھت[۵] اور اھت[۶] میں دونوں طرح سے دکھ دینے والی ہے - ستری جو نہ کرے سو تھوڑا ، کیونکہ جو بات اس کے من میں رھتی ہے ، سو زبان پر نہیں لاتی ، اور جو زبان میں ہے اسے ظاھر نہیں کرتی ، اور جو کرتی ہے سو کہتی نہیں - ستری کو سنسار میں بھگوان نے عجب کوئی پیدا کیا ہے -

اتنی بات کہہ اس سیٹھ کے بیٹے نے اسے جواب دیا ، کہ میں پرائی عورت سے علاقہ نہیں رکھتا - یہ سن کے پھر الٹی اپنے گھر کو چلی - راہ میں اس چور سے بھنٹ[۷] ھوئی ، اس کے آگے سب برتانت کہا ، چور نے سن کے شاباشی دے چھوڑ دیا - یہ اپنے پتی نکٹ[۸] آئی ، اور اس سے تمام احوال بیان کیا ، پر اس کے خاوند نے اسے پیار نہ کیا ، اور کہا

۱- گندہ لباس حسن کو خراب کرتا ہے -

۲- بری غذا طاقت کو -

۳- بدکار عورت زندگی کو -

۴- نالائق بیٹا خاندان کو تباہ کرتا ہے -

۵- محبت -

۶- نفرت -

۷- ملاقات -

۸- قریب

کوئل کا سر ہی روپ ہے ، اور ناری کا روپ پتی برت[1] ، اور کروپ[2] منش کا روپ بدیا ، تپسی[3] کا روپ کشما[4] ۔

اتی کتھا کہہ بیتال بولا کہ اے راجا ! ان تینوں میں سے کس کا ست ادھک[5] ہے ؟ راجا بکر ماجیت نے کہا ، چور کا ست ادھک ہے ۔ بیتال نے کہا کس طرح ؟ راجا نے کہا ، پرش پر اس کی اچھا دیکھ سوامی نے چھوڑا ۔ راجا کا ڈر مان سوم دت نے چھوڑا ۔ اور چور کو چھوڑنے کا کچھ کارن نہ تھا ، اس سے چور ہی پردھان ہے ۔ یہ سن بیتال پھر رکھ میں جا لٹکا ، اور راجا بھی وہاں جا اسے درخت سے اتار ، باندھ ، کاندھے پر رکھ پھر لے چلا ۔

۱۔ عصمت ۔
۲۔ بدصورت ۔
۳۔ درویش ۔
۴۔ معاف کرنا ۔
۵۔ زیادہ ۔

دسویں کہانی[1]

بیتال بولا اے راجا ! گوڑ دیس میں بردھان ایک نگر ہے ، اور گن شیکھر نام وھاں کا راجا تھا ۔ اس کا منتری ایک سراوگی ابھے چند نام تھا ، اسی کے سمجھانے سے راجا بھی شراوک دھرم میں آیا ، شو[2] کی پوجا ، بشو[3] کی پوجا ، اور گیو دان ، بھومی دان ، پنڈ دان ، جوا اور مدار[4] ، ان سب کو منع کیا ، نگر میں کوئی کرنے نہ پاوے ، اور ھاڑ گنگا میں کوئی نہ لے جاوے ۔ اور ان باتوں کی دیوان نے بھی راجا سے آگیا لے ڈونڈی نگر میں پھروادی ، کہ جو

۱۔ بارکر : " بردھان کے راجا گن شیکھر اور اس کے وزیر ابھے چند کی کہانی جس نے اس کو جین دھرم کا پیرو بنا دیا ۔"

۲۔ شو : تمام یگیوں ، راگوں کے مالک ھیں انسانوں اور حیوانوں کو اقبال مندی اور تندرستی بخشتے ھیں ۔ مریضوں کو شفا اور گنہگاروں کو معافی دیتے ھیں ۔ رامائن میں شو کو بڑا دیوتا لکھا ھے ۔ برھماجی اور وشنوجی نے ان کی پرستش کی ۔ شوجی کے پانچ منہ ھیں اور نہایت خوبصورت شکل ھے ۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے ھندو کلاسیکل ڈکشنری)

۳۔ وشنو : تمام روشنی کا ظہور یا معدن وشنوجی ھیں ۔ وشنوجی انسانی شکل میں شیش ناگ کے بستر پر لیٹے ھوئے پانی پر ادھر ادھر تیرتے رھتے ھیں ۔ ایسی حالت میں ان کا نام " نارائن " ھے ۔ وشنوجی نیلگوں فام خوبصورت جوان ھیں اور ان کے چار بازو ھیں ۔ ان کی بیوی کا نام شری یا لکشمی ھے ۔ سواری کا جانور گرڑ ھے ۔

۴۔ شراب ۔

کوئی یہ کرم کرے گا اس کا سربس[1] راجا چھین لے، سزا دے، شہر سے نکال دے گا۔

پھر ایک دن دیوان راجا سے کہنے لگا کہ مہاراج! دھرم کا بچار سنیے، جو کوئی کسو کا جی لیتا ہے وہ اور جنم میں اس کا بھی جی لیتا ہے، اسی پاپ سے سنسار میں آن کے منش کا جیون مرن نہیں چھٹتا، پھر پھر جنم لیتا ہے اور مرتا ہے، اس سے جگت میں جنم پا کے دھرم بٹورنا منش کو اچت ہے۔ دیکھیے، کام، کرودھ[2]، لوبھ، موہ بس ہو برہما وشنو مہادیو[3] کسی نہ کسی طور سے سنسار میں اوتار لے لے آتے ہیں۔ بلکہ ان سے گائے اچھی ہے، جو راگ دویش مد کرودھ لوبھ موہ سے رہت ہے، اور پرجا کی رکشا کرے ہے، اور اس کے جو پتر ہوتے ہیں، وے بھی جگت کے جیووں کو بہت طرح سے سکھ دے پالتے ہیں، اس سے دیوتا اور منی سب گئو کو مانتے ہیں، اس لیے دیوتاؤں کو ماننا اچھا نہیں۔ اس جگ میں گائے کو مانیے، اور ہاتھی سے لگا چونٹی اور پشو پنچھی نر تک ہر ایک جی کی رکشا کرنا دھرم ہے، جہاں میں اس کے سمان کوئی دھرم نہیں۔ جو نر پرائے مانس کو کھا اپنا مانس بڑھاتے ہیں، سو انت کال میں نرک بھوگ کرتے ہیں اس سے منش کو اچت یہ ہے، کہ جی کی رکشا کرے۔ جو لوگ کہ پرانا دکھ نہیں سمجھتے اور غیروں کے جی مار

۱- سب کچھ۔

۲- غصہ۔

۳- مہادیو: شوجی کا نام۔

مار کھاتے ہیں ، ان کی اس پر تھوی[1] میں عمر کم ہوتی ہے ۔ اور لولے لنگڑے ، کانے ، اندھے ، بونے ، کبڑے ایسے انگ ہین[2] ہو ہو جنم لیتے ہیں ۔ جیسے پشو و پنچھی کے انگ کھاتے ہیں ، ویسے ہی انت اپنے انگ گنواتے ہیں ۔ اور مدپان کرنے سے مہاپاپ ہوتا ہے ، اس سے مدماس کا کھانا اچت نہیں ۔

اس طرح سے دیوان راجا کو اپنے مت کا گیان سمجھا ایسا جین دھرم میں لایا کہ جو یہ کہتا تھا ، وہی راجا کرتا تھا ۔ اور براھمن جوگی جنگم سیبڑا[3] سنیاسی درویش کسی کو نہ مانتا تھا ، اور اسی دھرم سے راج کرتا تھا ۔ ایک دن کال کے بس ہو مر گیا ۔ پھر اس کا بیٹا دھرم دھوج نام گدی پر بیٹھا ، اور راج کرنے لگا ۔ ایک دن اس نے ابھے چند دیوان کو پکڑوا ، سر پر سات چوٹیاں رکھوا ، منہ کالا کروا ، گدھے پر چڑھا ، ڈونڈی بجوا ، نگر کے پھیرے دلوا ، دیس نکالا دیا ، اور اپنا راج نہ کنٹک کیا ۔

ایک دن راجا بسنت رتو میں رانیوں کو ساتھ لے ایک باغ کی سیر کو گیا ۔ اس باغ میں ایک بڑا تالاب تھا ، اور اس میں کنول پھول رہے تھے ۔ راجا اس سروور[4] کی سوبھا دیکھ ، کپڑے اتار ، سنان کرنے کو اترا ۔ ایک پھول توڑ تیر[5] پر آ رانی کے ہاتھ میں دینے لگا ، کہ اس میں ہاتھ

۱- زمین ۔
۲- معذور ۔
۳- بارکر : سیوڑا ۔
۴- تالاب ۔
۵- کنارے ۔

سے وہ چھٹ کر رانی کے پاؤں پر گرا ، اور اس کی چوٹ سے رانی کا پاؤں ٹوٹ گیا ۔ تب راجا گھبرا کر ایک بارگی باہر نکل اُس کی اوشدھ[1] کرنے لگا ، کہ اس میں رات ہوئی ، اور چندرماں نے پرکاش[2] کیا ۔ چاند کی جوت کے پڑتے ہی دوسری رانی کے شریر میں پھپھولے پڑ گئے ، کہ اچانک دور سے کسی گرہستی کے گھر سے موسل کی آواز آئی ، وونہیں تیسری رانی کے سر میں ایسا درد ہوا کہ غش آ گیا ۔

اتنی بات کہہ بیتال بولا اے راجا ! ان تینوں میں اتی سکمار[3] کون ہے ؟ راجا نے کہا ، جس کے منڈ[4] میں پیر ہو مورچھا[5] آئی ، سوئی بہت نازک ہے ۔ یہ بات سن بیتال پھر اسی برکش میں جا لٹکا ، اور راجا وہاں جا ، اسے اتار، گٹھری باندھ ، کاندھے پر رکھ ، لے چلا ۔

۱- دوا ۔
۲- طلوع ۔
۳- نازک ۔
۴- سر ۔
۵- بے ہوش ہوئی ۔

گیارھویں کہانی[1]

بیتال بولا کہ اے راجا ! پنیہ پور نام ایک نگر ہے ، تہاں کا بلبھ نام راجا تھا ، اور اس کے منتری کا نام ستیہ پرکاش - اس منتری کی ستری کا نام لکشمی - اس راجا نے ایک روز اپنے دیوان سے کہا ، جو راجا ہو کر سندر ستری سے عیش نہ کرے تو راج کرنا اس کا نرپھل[2] ہے - یہ بات کہہ دیوان کو راج کا بھار دے آپ سکھ سے عیش کرنے لگا - راج کی چنتا سب چھوڑ دی اور دن رات آنند میں رہنے لگا -

اتفاقاً ایک روز وہ منتری اپنے گھر میں اداس بیٹھا تھا ، کہ اس میں اس کی بھاریا[3] نے پوچھا ، سوامی ! ان دنوں آپ کو بہت دربل دیکھتی ہوں - وہ بولا ، نس دن مجھے راج کی چنتا رہتی ہے ، اس سے شریر دربل ہوا ہے ، اور راجا آٹھ پہر اپنے عیش آرام میں رہتا ہے - وہ منتری کی جورو بولی کہ ہے پتی ! بہت دن تم نے راج کاج کیا ، اب تھوڑے دنوں کے لیے راجا سے بدا ہو تیرتھ یاترا کرو -

یہ بات اس کی سن چپکا ہو رہا ، پھر جب وہاں سے اٹھا تو وقت دربار کے راجا کے پاس جا ، رخصت لے ، تیرتھ یاترا کرنے نکلا - جاتے جاتے سمدرتیر[4] سیت وندھ رامیشور

۱- بارکر: پنیہ پور کے راجا بلبھ اور اس کے منتری ستیہ پرکاش کی کہانی -

۲- فضول -

۳- بیوی -

۴- ساحل بحر -

جا پہنچا ۔ وهاں جاتے هی مہا دیو کا درشن کر، باهر نکلا، تھا، کہ اتفاقاً نظر اس کی سمدر کی طرف جا پڑی، تو کیا دیکھتا هے کہ ایک ایسا کنچن[1] کا پیڑ اس میں سے نکلا، کہ جس کے زمرد کے پتے، پکھراج کے پھول، مونگے کے پھل، نہایت خوش نما نظر آیا، اور اس درخت پر اتی سندر ناٹکا بین هاتھ میں لیے مدھر مدھر کومل کومل سروں سے بیٹھی گاتی هے ۔ بعد ایک گھڑی کے وہ ترور سمدر میں لوپ[2] هو گیا ۔

یہ تماشا منتری وهاں دیکھ، الٹا پھر، اپنے نگر میں آیا اور راجا کے پاس جا، دنڈوت[3] کر، هاتھ جوڑ، بولا، مہاراج! میں ایک اچرج دیکھ آیا هوں ۔ راجا نے کہا بیان کر ۔ دیوان نے کہا مہاراج! اگلے منش کہہ گئے هیں، جو بات کسو کی عقل میں نہ آوے، اور کوئی یاد نہ کرے ویسی بات نہ کہیئے ۔ پر یہ میں نے آنکھوں سے پرتیکش[4] دیکھا، اس سے میں کہتا هوں، مہاراج! جہاں رگھو ناتھ جی نے سمدر پر پل باندھا هے، اس جا دیکھتا کیا هوں کہ ساگر میں سے ایک سونے کا ترور نکلا، کہ زمرد کے پات، پکھراج کے پھول، مونگے کے پھلوں سے ایسا خوب لدا هوا تھا کہ جس کا بیان نہیں هو سکتا ۔ اور اس پر مہاسندری ستری بین هاتھ میں لیے میٹھے میٹھے سروں سے گاتی تھی، پر

۱- سونا ۔

۲- غائب ۔

۳- آداب ۔

۴- بالکل صاف ۔

ایک گھڑی کے بعد وہ پیڑ سدھو[1] میں چھپ گیا ۔

یہ بات راجا سن دیوان کو راج سونپ اکیلا سمدر کے کنارے کو چلا ۔ کتنے ایک دنوں میں وہاں جا پہنچا اور مہا دیو کے درشن کو مندر میں گیا ۔ جوں پوجا کر باہر آیا ، کہ سمدر سے وہی درخت ناٹکا سمیت نکلا ۔ راجا اس کو دیکھتے ہی ساگر میں کود اسی ترو پر جا بیٹھا ، وہ راجا سمیت پاتال کو چلا گیا ۔ وہ اس کو دیکھ کے بولی کہ اے بیر پرش ! کس واسطے تو یہاں آیا ہے ؟ راجا نے کہا ، میں تیرے روپ کے لالچ سے آیا ہوں ۔

اس نے کہا جو تو کالی چودس کے دن مجھ سے نہ ملے تو[2] میں تیرے ساتھ بواہ کروں ۔ راجا نے یہ بات مانی ، تس پر بھی ان نے بچن لے کر راجا کے ساتھ بیاہ کیا ۔ غرض جب اندھیری چتر دشی[3] آئی ، تو ان نے کہا اے راجا ! آج تو میرے نکٹ مت رہ ۔ یہ سن کے راجا کھڑگ ہاتھ میں لے وہاں سے اٹھا ، اور ایک کنارے جا چھپ کر دیکھتا رہا ۔ جب آدھی رات ہوئی ، اس وقت ایک دیو آیا ، اور اس نے آتے ہی اسے گلے سے لگایا ۔ یہ دیکھتے ہی راجا کھانڈا لے کے دھایا ، اور کہا ارے راکشس پاپی ! میرے سامنے تو ستری کو ہاتھ نہ لگا ، پہلے مجھ سے سنگرام کر ، اور مجھے تبھی تک بھئے تھا کہ جب تک تجھے نہ دیکھا تھا ، اب میں نڈر ہوں ۔

اتنی بات کہہ کھانڈا نکال ایک ایسا ہاتھ مارا کہ

۱- سمندر ۔

۲- بارکر : "تو" ندارد ۔

۳- چودھویں ۔

رنڈ سے منڈ جدا ہو زمین پر تڑپنے لگا ۔ یہ دیکھ وہ بولی ، کہ اے بیر پرش ! تو نے بڑا اپکار[1] کیا ۔ یہ کہہ کر پھر کہا کہ نہ تمام پہاڑوں میں لعل ہوتے ہیں ، نہ سب شہروں میں ستونتے آدمی ، نہ ہر ایک بن میں چندن اپجتا ہے ، نہ ہر ایک ہاتھی کے مستک میں موتی ہوتا ہے ۔ پھر راجا نے پوچھا یہ راکشس کس واسطے کرشن[2] چتردشی کو تیرے پاس آیا تھا ؟ وہ بولی ، میرے پتا کا نام بدیا دھر ہے ، تس کی میں پتری ہوں ، سندری میرا نام ، اور یہ مقرر تھا کہ مجھ بن میرا باپ بھوجن نہ کرتا ۔ ایک دن بھوجن کے بریاں[3] میں گھر میں نہ تھی ، تب پتا نے کرودھ کر مجھے سراپ دیا ، کہ تجھے کالی چودس کے دن راکشس آن کے گلے سے لگایا کرے ۔ یہ سن کے میں بولی پتا ! سراپ[4] تو تم نے دیا ، پر اب میرے اوپر کرپا کیجئے ۔ اس نے کہا ایک مہابیر پرش آن کر جب اس راکشس کو مارے گا ، تب تو اس سراپ سے چھوٹے گی ۔ سو میں اس سراپ سے چھوٹی ، اور اب میں اپنے پتا کو نمسکار کرنے جاؤں گی ۔

راجا بولا جو تو میرے اپکار کو مانے تو ایک باری میرے راج کو چل کے دیکھ ، پیچھے اپنے پتا کے درشن کو جائیو ۔ وہ بولی کہ اچھا جو آپ نے کہا سو مجھے قبول ۔ پھر راجا اسے ساتھ لے اپنی راج دھانی میں آیا ، شادیانے بجنے لگے ، ساری نگری میں خبر ہوئی کہ راجا آیا ۔ تب

۱- احسان ۔

۲- چودھویں رات کا سیاہ نصف ۔

۳- وقت ۔

۴- بدعا ۔

گھر گھر بدھائی منگلا چار ہونے لگے - پھر تو تمام نگر کے منگلا مکھی آن کے دربار میں مبارکبادی دینے لگے ، راجا نے بہت سا دان پنیہ کیا - پھر کئی ایک دن پیچھے وہ سندری بولی ، مہاراج ! اب میں اپنے باپ کے یہاں جاؤں گی - راجا نے اداس ہو کر کہا کہ اچھا سدھارو - جب اس نے راجا کو اداس دیکھا تو کہا ، مہارج ! میں نہ جاؤں گی - راجا نے کہا کس واسطے تو نے اپنے باپ کے یہاں کا جانا موقوف کیا ؟ وہ بولی اب میں منش کی ہو چکی ، اور پتا میرا گندھرب ہے ، اب میں جاؤں تو میرا آدر[1] نہ کرے گا ، اس لیے میں نہیں جاتی -

یہ سن راجا خوش ہوا ، اور لاکھوں روپے کا دان پنیہ کیا - راجا کے اس احوال کے سننے سے دیوان کی چھاتی پھٹی اور مر گیا - اتنی بات کہہ بیتال بولا اے راجا ! کس لیے وہ منتری مر گیا ؟ تب راجا بیربکر ماجیت نے کہا ، منتری نے دیکھا کہ راجا تو عیش کرنے لگا ، اور راج کاج کی چنتا سب بھلا دی ، پرجا[2] اناتھ[3] ہوئی ، اب میرا کہا کوئی نہ مانے لگا ، اسی چنتا سے وہ مر گیا - یہ سن بیتال پھر اسی برکش پر جا لٹکا - راجا پھر اسی طرح سے کاندھے پر رکھ کر اس کو روانہ ہوا -

---

۱- تواضع -
۲- رعایا -
۳- لاوارث -

بارھویں کہانی

بیتال بولا اے راجا بیربکرماجیت ! چوڑا پور نام ایک نگر ہے ، وھاں کا چوڑا من نام راجا تھا ، جس کے گرو کا نام دیو سوامی ، اور اس کے بیٹے کا نام ھری سوامی ، وہ کامدیو کے سمان سندر ، اور شاستر میں برھسپتی[1] کے برابر ، اور دھن اس کے کبیر[2] کا سا ۔ وہ ایک براھمن کی بیٹی کہ نام اس کا لابنیہ وتی تھا ، بیاہ لایا ، ان دونوں میں بہت سی پریتی ہوئی ۔

غرض ایک دن گرمی کے موسم میں رات کے وقت چوبارے کی چھت پر دونوں غافل پڑے سوتے تھے ۔ اتفاقاً ستری کے منہ پر سے اوڑھنی سرک گئی ، اور گندھرب ومان[3] پر بیٹھا ، ھوا میں اڑا ھوا کہیں جاتا تھا ، اچانک اس کی نظر اس پر پڑی ، کہ وہ ومان کو نیچے لایا ، اور اس سوتی کو ومان پر رکھ کر لے اڑا ۔ کتنی دیر کے پیچھے

۱۔ برھسپتی یا برھسپت : دیوتوں کا پروھت رشی جو دیوتوں کا اتالیق تھا ۔ اس کی زوجہ کا نام تارا تھا جسے سوم یا چاند اٹھا کر لے گیا تھا ۔

۲۔ کبیر یا کوبر : خزانوں کا راجہ یکشوں گہیگوں کا سردار ۔ دشرو کا بیٹا ۔ کوبر برھماجی کی خوشامد کیا کرتا تھا ۔ کوبر کا شہر الکا کوہ ھمالیہ پر واقع ہے ۔ راون کا چھوٹا بھائی اور اس سے پہلے لنکا کا راجا تھا ۔ راون نے اسے نکال کر لنکا پر قبضہ کر لیا تھا ۔

۳۔ رتھ ۔

براھمن بھی سوتے سے اٹھا تو دیکھتا کیا ھے کہ ستری نہیں ، تب گھبرایا اور وھاں سے اتر کر تمام گھر کو ڈھونڈھا ، جب اسے وھاں بھی نہ ملی ، تو ساری نگری کی گلی گلی کوچے کوچے ڈھونڈتا پھرا ، لیکن کہیں اسے نہ پایا - پھر اپنے جی میں کہنے لگا ، کون اسے لے گیا اور کہاں گئی -

جب[1] کچھ بس نہ چل سکا ، تو آخر لاچار ھو افسوس کرتا ھوا گھر کو آیا ، اور وھاں اسے پھر دوبارہ بھی ڈھونڈا اور نہ پایا - جب اس بن گھر سونا نظر آیا ، تب نہایت بے چینی اور بے کلی سے بے اختیار ھو ، ھائے پران پیاری ، ھائے پران پیاری ، کر کے پکارنے لگا - پھر اس کے ویوگ[2] سے اتی بیاکل ھو ، گرھستھی چھوڑ ، بیراگ لے ، لنگوٹا باندھ ، بھبھوت مل ، مالا پہن ، نگر تج ، تیرتھ یاترا کو نکلا - نگر نگر گاؤں گاؤں تیرتھ کرتا ھوا ایک نگر میں دوپہر کے سمے جا پہنچا - جب بھوک سے نپٹ لاچار ھوا ، تو ڈھاک کے پتوں کا دونا بنا ھاتھ میں لے ایک براھمن کے گھر جا ، اس سے کہا کہ مجھے بھوجن بھکشا دو -

غرض جب پرتی کے بس آدمی ھوتا ھے ، تب اسے دھرم ، جات اور کھانے پینے کا کچھ بچار نہیں رھتا ، اور نرادر ھو جہاں پاتا ھے تہاں کھاتا ھے - جب اس براھمن سے ان نے بھیک مانگی ، تب اس نے اس سے دونا لے ، گھر میں جا ، کھیر سے بھر ، لا دیا - یہ اس دونے کو لیے تالاب

۱- ہار کر : غرض جب -
۲- جدائی -

کنارے آیا ، وہاں ایک بڑ کا درخت تھا ، اس کی جڑ پر دونا رکھ ، سرور میں منہ ھاتھ دھونے گیا ۔ اس بر کش کی جڑ سے ایک کالا ناگ نکل اس دونے میں منہ ڈال چلا گیا ، اور وہ دونا تمام زھر سے بھر گیا ، کہ اس میں یہ بھی ھاتھ منہ دھو کر آیا ، پر اسے یہ احوال معلوم نہ تھا ، اور بھوک بھی نہایت لگی تھی ، آتے ھی کھیر کھائی اور وھیں سے بش چڑھا ۔

پھر ان نے اس براھمن سے جا کر کہا کہ تیں نے میرے تئیں بش دیا ، اور میں اب اس سے مروں گا ۔ اتنا کہہ گھوم کر گرا اور مر گیا ۔ پھر اس براھمن نے اسے موا دیکھ اپنی سو کنیا ستری کو گھر سے نکال دیا ، اور کہا برھم ھتیاری تو یہاں سے جا ۔

اتنی بات سنا بیتال بولا کہ اے راجا ! ان میں سے برھم ھتیا کا پاپ کسے ھوا ؟ راجا نے کہا ، سانپ کے منہ میں تو بش ھوتا ھے ، اس سے اسے پاپ نہیں ۔ اور براھمن نے بھوکا جان کے بھکشا دی تھی ، اسے بھی پاپ نہیں ۔ اور اس براھمنی نے سوامی کی آگیا سے بھیک دی تھی ، اسے بھی پاپ نہیں ۔ اور اس نے بھی ان جانے کھیر کھائی ، تس سے اسے بھی پاپ نہیں ۔ غرض ان میں سے جس کو کوئی پاپ لگاوے وھی پاپی ھے ۔ یہ سن بیتال پھر اسی ترور پر جا لٹکا ، اور راجا بھی جا اسے اتار ، باندھ ، کاندھے پر رکھ ، وھاں سے چلا ۔

تیرھویں کہانی

بیتال بولا اے راجا ! چندر پردے نام ایک نگری ہے،[1] اور اس جگہ کا رندھیر نام راجا تھا ، اس کی نگری دھم دھوج نام ایک سیٹھ تھا ، اور اس کی بیٹی کا نام شوبھنی ۔ پر اتی سندری ، جوانی اس کی دن بدن بڑھتی تھی ، اور روپ اس کا پل پل ادھک ہوتا تھا ۔ اتفاقاً اس نگری میں راتوں کو چوری ہونے لگی ۔ جب چوروں کے ھاتھ سے مہاجنوں نے بہت دکھ پایا ، تب اکٹھے ہو راجا کے نکٹ[1] جا کر سب نے کہا مہاراج ! چوروں نے نگر میں بہت ظلم کیا ہے ، ہم اس شہر میں اب رہ نہیں سکتے ۔ راجا نے کہا ، خیر جو ہوا سو ہوا ، لیکن اب آگے دکھ نہ پاؤ گے ، میں ان کا جتن کرتا ہوں ۔ یہ کہہ راجا نے بہت سے لوگ بلوا ، چوکی کو بھیج دیے ، اور چوکی پہرے کا ڈھب ان کو بتا دیا اور حکم کیا کہ جہاں چوروں کو پاؤ ، بنا پوچھے مار ڈالو ۔ لوگ رات کو نگر کی رکھوالی کرنے لگے ، اس پر بھی چوری ہوتی تھی ، سارے ساہوکار اکٹھے ہو کر راجا کے پاس آئے ، اور عرض کی ، مہاراج آپ نے پہروے بھیجے ، تو بھی چور نہ کم ہوئے ، اور روز چوری ہوتی ہے ۔ راجا نے کہا اس وقت تم رخصت ہو ، آج کی رات سے نگر کی چوکی دینے میں نکلوں گا ۔ یہ سن کے راجا سے بدا ہو ، وے

۱۔ نزدیک ۔

اپنے اپنے گھر گئے ، اور جس وقت کہ رات ہوئی ، راجا اکیلا ڈھال تلوار لے پیادہ نگری کی رکشا[1] کرنے لگا ۔ اس میں آگے جا کے دیکھے تو ایک چور سامنے سے چلا آتا ہے ۔ راجا اسے دیکھ کر پکارا تو کون ہے ! وہ بولا کہ میں چور ہوں ، تو کون ہے ! راجا نے کہا میں بھی چور ہوں ۔

یہ سن وہ خوش ہو کے بولا ، آؤ مل کر چوری کرنے چلیں ۔ یہ بات آپس میں ٹھہرا راجا اور چور باتیں کرتے ہوئے ایک محلے میں پیٹھ ، اور کتنے ایک گھروں میں چوری کر ، مال متاع لے ، نگر کے باہر نکل ، ایک کنویں پر آئے ، اور اس میں اتر پاتال پری میں جا پہنچے ، وہ چور راجا کو دروازے پر کھڑا کر دھن دولت اپنے مندر میں لے گیا ۔ اتنے میں اس کے گھر میں سے ایک داسی نکلی ، وہ راجا کو دیکھ کے کہنے لگی ، مہاراج ! تم کہاں اس دشٹ[2] کے ساتھ یہاں آئے ، خیر اس میں ہے کہ وہ آنے نہ پاوے ، اور تم سے جہاں تلک بھاگا جائے بھاگو ، نہیں تو وہ آتے ہی تمھیں مار ڈالے گا ۔ راجا نے کہا میں تو راہ نہیں جانتا کدھر کو جاؤں ۔ پھر اس چیری نے باٹ دکھا دی ، اور راجا اپنے مندر کو آیا ۔

غرض دوسرے دن راجا نے سب اپنی سینا[3] ساتھ لے اس کنویں کی راہ پاتال پری میں جا کر چور کا تمام گھر بار گھیر لیا ، اور وہ کسی اور راہ سے نکل اس نگری کا مالک

۱- حفاظت ۔
۲- خبیث ۔
۳- فوج ۔

جو دیو تھا ، اس کے پاس گیا ۔ عرض[1] کی کہ ایک راجا میرے مارنے کو گھر پر چڑھ آیا ہے ، یا تم میری اس سمے سہائے[2] کرو ، نہیں تمھاری پری[3] کا باس چھوڑ اور نگر میں جا بستا ہوں ۔ یہ سن راکشس نے خوش ہو کر کہا ، تو میرے لیے کھانے کو لایا ہے ، میں تجھ سے بہت خوش ہوا ۔ یہ کہہ کر جہاں راجا کٹک لیے حویلی گھیرے ہوئے تھا وہاں وہ دیو آ ، آدمیوں کو اور گھوڑوں کو کھانے لگا ، اور راجا اس دیو کی صورت دیکھ کر بھاگا ، اور جن لوگوں سے بھاگا گیا وے تو بچے ، اور باقیوں کو دیو نے کھایا ۔

غرض راجا اکیلا بھاگا جاتا تھا ، کہ چور نے آ کر للکارا ، تو رجپوت ہو کر لڑائی سے بھاگتا ہے ۔ یہ سنتے ہی راجا پھر کھڑا ہوا ، اور دونوں سن مکھ ہو یدھ کرنے لگے ۔ ندان راجا اسے بس کر مشکیں باندھ نگر میں لے آیا ۔ پھر اس کو نہلوا دھلوا اچھے اچھے بستر[4] دھرا ، ایک اونٹ پر بٹھلا ، ڈھنڈوریا ساتھ کر ساری نگری کے پھیرنے کو بھیجا ، اور سولی اس کے واسطے کھڑی کرنے کا حکم کیا ۔ اس میں شہر کے لوگوں میں سے جو اسے دیکھتا تھا سو کہتا تھا ، کہ اسی چور نے تمام نگر لوٹا ہے ، اور اب اسے راجا سولی دے گا ۔

جب کہ اس دھرم دھوج سیٹھ کی حویلی کے نیچے وہ چور گیا ، تو اس سیٹھ کی بیٹی نے ڈھنڈورے کی آواز سن

۱۔ ہار کر : اور عرض کی ۔
۲۔ امداد ۔
۳۔ بستی ۔
۴۔ کپڑے پہنا ۔

اپنی داسی سے پوچھا ، یہ کاھے کی ڈونڈی باجتی ھے ؟ وہ بولی جو چور اس نگر میں چوری کرتا تھا ، اسے راجا پکڑ لایا ھے ، اب سولی دے گا ۔ یہ سن کے دیکھنے کو وہ بھی دوڑی آئی ۔ چور کا روپ جوبن دیکھتے ھی موھت ھو گئی ، اور اپنے باپ سے آ کر کہا ، تم اس سمے راجا کے پاس جاؤ اور اس چور کو چھڑا لاؤ ۔

سیٹھ بولا ، کہ جس چور نے راجا کا تمام نگر موسا[1] ھے ، اور جس کے لیے سارا کٹک[2] کٹا ، اسے میرے کہے سے کیوں کر چھوڑے گا ؟ پھر اس نے کہا ، جو تمھارے سربس[3] دے سے بھی راجا اسے چھوڑے تو ترنت تم اسے چھڑا لاؤ ، جو وہ نہ آوے گا ، تو میں بھی اپنی جان دوں گی ۔ یہ سن سیٹھ نے راجا سے جا کر کہا ، مہاراج ! پانچ لاکھ روپے مجھ سے لیجیے ، اور اس چور کو چھوڑ دیجیے ۔ راجا بولا ، اس چور نے سارا نگر موسا ، اور تمام لشکر اس کے سبب سے غارت ھوا ، اسے میں کسی طرح سے نہ چھوڑوں گا ۔ جب راجا نے اس کی بات نہ مانی ، لاچار پھر یہ اپنے گھر کو آیا ، اور اپنی بیٹی سے کہا ، جتنا کہنے کا دھرم تھا اتنا میں نے کہا ، لیکن راجا نے نہ مانا ۔ اتنے عرصے میں چور کو نگری کے پھیرے دلوا کر سولی پاس لا کھڑا کیا ۔ اور چور نے اس بنیے کی بیٹی کا احوال جو سنا ، پہلے کھکھلا کر ھنسا ، پھر ڈکرا ڈکرا رونے لگا ، اتنے میں لوگوں نے اسے سولی پر کھینچ لیا ۔ اور بنیے کی بیٹی اس کے

۱۔ لوٹا ۔

۲۔ فوج ماری گئی ۔

۳۔ تمام جائداد ۔

مرنے کی خبر پا کر ستی ہونے کے لیے اسی جگہ پر آئی ، چتا بنوا اس میں بیٹھ ، اس چور کو سولی سے اتار ، اس کا سر گود میں رکھ جلنے کو بیٹھی ، چاہے کہ اس میں آگ دلوائے ، اتفاقاً وہاں ایک دیوی کا مندر تھا ، اس میں سے ترنت دیوی نکل کر بولی ، اے پتری ! میں تشٹ ہوئی تیرے ساھس پر ، تو بر مانگ ۔ وہ بولی ، ماتا ! جو تو مجھ سے تشٹ ہوئی ہے تو اس چور کو جی دان دے ۔ پھر دیوی بولی ، اسی طرح سے ہووے گا ۔ یہ کہہ پاتال سے امرت لا چور کو جلا دیا ۔

اتنی کتھا کہہ بیتال نے پوچھا اے راجا ! بتاؤ کہ چور پہلے کس کارن ہنسا اور پیچھے کس لیے رویا ؟ راجا نے کہا ، جس واسطے ہنسا وہ باعث میں جانتا ہوں ، اور جس لیے رویا وہ بھی مجھے معلوم ہے ۔ سن بیتال ! چور نے جی میں بچارا ، یہ جو میرے واسطے سربس راجا کو دیتی ہے ، اب اس کا میں کیا اپکار[۱] کروں گا ، یہ سمجھ کر وہ رویا ۔ پھر اپنے من میں بچارا کہ مرنے کے سمے اس نے مجھ سے پریتی کی ، بھگوان کی گتی کچھ جانی نہیں جاتی ۔ کلکشن کو دے لکشمی ، کل ہین کو دیوے بدیا ۔ مورکھ کو دے سندر ستری ، پہاڑ پر برساوے برشا ۔ ایسی باتیں سوچ کر ہنسا ۔ یہ سن بیتال پھر اسی پیڑ پر جا لٹکا ، راجا پھر وہاں گیا ، اور اسے کھول ، گٹھڑی باندھ ، کاندھے پر رکھ ، لے چلا ۔

۱۔ صلہ ۔

چودھویں کہانی[1]

بیتال بولا ، اے راجا بکرم ! کسما بتی نام ایک نگری ہے ، وھاں کا سبچار نام راجا ، جس کی بیٹی کا نام چندر پربھا ۔ جب وہ برجوگ ھوئی ، تب ایک دن بسنت رتو میں سکھیوں کو ساتھ لے باغ کی سیر کو چلی ۔ وھاں زنانے کے بندوبست سے پہلے ایک برھمن کا لڑکا برس بیس ایک کا اتی سندر منسوی نام کہیں سے پھرتا ھوا اس باغ میں آ ، ایک برکش کے نیچے ٹھنڈی چھاؤں پا کر سو رھا تھا ۔ راجا کے لوگوں نے آ ، اس باڑی میں زنانے کا بندوبست کیا ، پر اتفاقاً اس برھمنیٹے کو کسی نے نہ دیکھا ، اور وہ اس درخت کے نیچے سوتا رھا ، اور راج کنیا اپنے لوگوں سمیت باغ میں داخل ھوئی ۔

سہیلیوں کے ساتھ سیر و تماشا دیکھتی ھوئی کہاں آتی ہے ، کہ جہاں وہ برھمنیٹا سوتا تھا ۔ اس کا وھاں پہنچنا کہ وہ بھی لوگوں کے پاؤں کی آھٹ سے اٹھ بیٹھا ، دونوں کی چار نظریں ھوئیں ، اور کام دیو کے ایسے بس ھوئے کہ ادھر براھمن کا لڑکا مورچھا[2] کھا بھومی پر گرا ، اور ادھر بےسدھ ھو راج کنیا کے پاؤں کانپنے لگے ۔ پر وھیں اسے

۱- بارکر : کسماپتی کے راجا سبچار ، اس کی بیٹی چندر پربھا اور نوجوان برھمنیٹے منسوی کی کہانی جو گٹکے کی مدد سے عورت بن جاتا تھا ۔

Buitenen : The man who changed sexes.

۲- غش ۔

سکھیوں نے ہاتھوں ہاتھ تھام لیا ۔ ندان چنڈول میں لٹا گھر کو آئیں ۔ اور یہاں براھمن کا لڑکا ایسا بے سدھ پڑا تھا ، کہ اپنے تن من کی کچھ خبر نہ رکھتا تھا ۔ اس عرصے میں دو براھمن ششی اور مول دیو نام کانورو دیس سے بدیا پڑھے ہوئے وہاں آ نکلے ۔ مول دیو نے اس براھن کے لڑکے کو پڑا دیکھ کر کہا اے ششی ! ایسا بے سدھ یہ کیوں پڑا ھے ؟ وہ بولا ، ناتکا نے بھوں کی کمان سے نین کے تیر مارے ھیں ۔ اس سے یہ بے سدھ پڑا ھے ۔ مول دیو نے کہا اسے اٹھانا چاھیے ۔ اس نے کہا تمھیں اٹھانے سے کیا درکار ھے ؟ اس نے ششی کا کہنا نہ مانا ، اور اسے پانی چھڑک کر اٹھایا ، اور پوچھا کہ تیری کیا دسا[1] ہوئی ھے ؟

وہ براھمن بولا ، دکھ اس سے کہیے جو دکھ کو دور کرے اور جو سن کے دور نہ کر سکے اس سے کہنا کیا حاصل ؟ وہ بولا اچھا تو اپنی پیر ھمارے آگے کہہ ، ہم دور کریں گے ۔ یہ سن کے وہ بولا کہ ابھی راج کنیا سکھیوں کو ساتھ لیے آئی تھی ، سو اس کے دیکھنے سے میری یہ گتی ہوئی ھے ، جو وہ ملے گی تو میں اپنا جیو رکھوں گا ، نہیں تو پران تجوں گا ۔ تب وہ بولا ، ھمارے ستھان پر چل ، اس کے ملنے کا ہم جتن کردیں گے ، اور نہیں تو تجھے بہت سا دھن دیں گے ۔

تب منسوی بولا کہ سنسار میں بھگوان نے بہت رتن پیدا کیے ھیں ، پر ستری رتن سب سے اتم ھے ۔ اور اسی کے لیے منش دھن کی اچھا کرتے ھیں ، جب ناری کو تیاگا تو دھن لے کے کیا کریں گے ۔ جن کو حسین عورت میسر نہ

۱۔ حالت ۔

ہو ، ان سے سنسار میں پشو بھلے ہیں ۔ دھرم کا پھل ہے دھن ، اور دھن کا پھل ہے سکھ اور سکھ کا پھل ہے ناری ۔ اور جہاں ناری نہیں ، تہاں سکھ کہاں ؟ یہ سن کے مول دیو بولا جو تو مانگے گا سو دوں گا ۔ تب اس نے کہا اے براھمن مجھے وہی کنیا دلا دے ۔ پھر مول دیو نے کہا اچھا تو ہمارے ساتھ چل تجھے وہی کنیا دلا دیں گے ۔

غرض بہت سی تسلی کر اسے اپنے گھر لے گیا ، اور وہاں جا کر دو گٹکے بنائے ، ایک گٹکا اس براھمن کو دے کر کہا ، جب اسے منہ میں رکھے گا تب تو بارہ برس کی کنیا ہو جائے گا ۔ اور جس وقت تو اسے منہ سے نکال لے گا ، تو پرش جیوں کا تیوں ہو جائے گا ۔ اور کہا ، تو اسے اپنے منہ میں رکھ ۔ اس نے جو اپنے منہ میں رکھا ، تو وہ بارہ برس کی کنیا ہو گیا ۔ اور دوسرے گٹکے کو جو اس نے منہ میں رکھا ، تو آپ اسّی برس کا ڈوکرا بن گیا ، اور اس کنیا کو لیے ہوئے راجا کے یہاں گیا ۔

راجا نے براھمن کو دیکھ دنڈوت کر آسن بیٹھنے کو دیا ، اور ایک آسن اس لڑکی کو بھی ۔ تب براھمن نے ایک شلوک پڑھ اسیس دی ، کہ جس کی سوبھا ترلوکی میں پھیل رہی ہے ، اور جن نے بونا ہو بلی کو چھلا ، اور جن نے بندر ساتھ لے سمدر کا پل باندھا ، اور جن نے پربت ہاتھ پر رکھ اندر سے برج کے گوالبال بچائے ، سوئی واسودیو[۱] تمھاری رکشا کرے ۔

یہ سن کر راجا نے پوچھا مہاراج ! آپ کہاں سے

۱- سری کرشن جی کا نام ۔

پدھارے ؟ مول دیو براھمن بولا ، کہ گنگا پار سے میں آیا ھوں ، اور وھیں میرا گھر ھے ، اور میں اپنے بیٹے کی بہو کو لینے گیا تھا ، پیچھے میرے گاؤں میں بھاگڑ پڑی ، سو میں نہیں جانتا کہ براھمنی اور میرا پتر بھاگ کہاں گئے ، اور اب میں اس کو ساتھ لیے ھوئے انہیں کس طرح ڈھونڈھوں گا ، اس سے بہتر یہ ھے کہ آپ کے پاس اسے چھوڑ جاتا ھوں ، جب تک میں نہ آؤں تب تک یتن[1] سے رکھنا ۔

یہ بات براھمن کی سن راجا اپنے چت میں چنتا کرنے لگا ، کہ اتی سندر ترن[2] ستری کو میں کس طرح رکھوں ، اور جو نہیں رکھتا تو یہ براھمن سراپ[3] دے گا ، میرا راج بھنگ ھو جائے گا ۔ یہ اپنے جی میں راجا بچار کر بولا مہاراج ! جو آپ نے آ گیا کی ، قبول ھے ۔ پھر راجا نے اپنی پتری کو بلا کر کہا ، بیٹی ! اس براھمن کی بہو کو اپنے پاس لے جا کے بہت یتن سے رکھو ، اور سوتے جاگتے کھاتے پیتے پھرتے چھن[4] بھر اسے اپنے پاس سے جدا مت کیجو ۔

یہ سن راج کنیا اس براھمن کی بہو کا کر دھر اپنے مندر میں لے گئی ۔ رات کے سمے دونوں ایک سیج پر سوئیں ، اور آپس میں باتیں کرنے لگیں ۔ باتیں کرتے کرتے براھمن کی بہو بولی ، کہ اے راج کنیا تو کس دکھ کے مارے اتی دربل ھو رھی ھے ، سو مجھ سے کہہ ؟ راج پتری بولی ، ایک دن بسنت رتو میں سکھیوں کو ساتھ لے میں باغ کی

۱۔ جتن ، تمام مسودے میں اس کی کتابت اسی طرح ھے ۔
۲۔ جوان ۔
۳۔ بددعا ۔
۴۔ لمحہ ۔

سیر کو گئی تھی ، اور وہاں ایک براھمن اتی سندر کام دیو کے سمان میں نے دیکھا ، اور اس کی میری چار نظریں ہوئیں ، ادھر وہ بے ہوش ہوا ، اور ادھر میں بے سدھ ہوئی ۔ تب سکھیاں میری اوستھا دیکھ گھر کو لے آئیں ، اور اس کا ناؤں ٹھاؤں میں کچھ نہیں جانتی ، میری آنکھوں میں اس کی صورت سما رہی ہے ، اور مجھے کھانے پینے کی بھی کچھ رچ نہیں ، اسی پہر سے میرے شریر کی یہ دسا ہوئی ہے ۔

یہ سن کے وہ براھمن کی بہو بولی ، جو میں تیرے پریتم کو تجھ سے ملا دوں تو تو مجھے کیا دے ؟ راج کنیا بولی ، کہ سدا تیری داسی ہو رہوں گی ۔ یہ سن کے وہ گٹکا اپنے منہ سے نکال پھر پرش ہو گیا ، اور یہ اسے دیکھ کے شرمائی ۔ پھر اس براھمن کے لڑکے نے گندھرب بواہ کی ریت سے اس کے ساتھ اپنا بیاہ کیا ، اور ہمیشہ اسی طرح رات کو مرد ہوتا ، اور دن کو رنڈی بنا رہتا ۔ ندان چھ مہینے پیچھے راج کنیا کو گربھ[1] رہا ۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ راجا سارے کٹمب کو ساتھ لے کر دیوان کے گھر شادی میں گیا ، وہاں منتری کے بیٹے نے اس ستری بھیش دھاری[2] براھمن کے لڑکے کو دیکھا ۔ دیکھتے ہی عاشق ہو گیا اور اپنے ایک متر کے آگے کہنے لگا ، جو یہ ناری مجھے نہ ملے گی تو میں اپنا پران تجوں گا ۔

اس عرصے میں راجا نیوتا[3] کھا کنبے سمیت اپنے مندر

۱۔ حمل ۔
۲۔ عورت کا بھیس بدلے ہوئے ۔
۳۔ دعوت ۔

کو آیا - پر منتری کے پوت کی اس کے برہ کی ڈاہ سے نپٹ کٹھن اوستھا ہوئی ، اور ان پانی چھوڑ دیا - یہ گتی دیکھ اس کے متر نے جا منتری سے کہا ، مہاراج ! اس براھمن کی بہو کی پربتی میں میرے بیٹے کی بری حالت ہے ، کھانا پینا چھوڑ دیا ہے - جو آپ کرپا کر کے براھمن کی بہو کو مجھے دیویں تو اس کی جان بچے - یہ سن راجا کرودھ کر بولا ، ارے مورکھ ! ایسی انیتی کرنا راجاؤں کا دھرم نہیں ہے - سن تو ایک منش کی تھاتھی[1] ہو ، اور بنا آگیا اس کی دوسرے کو دینا اچت ہے ، جو تو مجھ سے یہ بات کہتا ہے ؟ یہ سن کے پردھان ہراس ہو اپنے گھر کو آیا - پر اس لڑکے کا دکھ دیکھ کر ان نے بھی ان جل چھوڑ دیا - جب کہ تین دن دیوان کو بن دانے پانی کے گزرے ، تب تو سب کارباریوں نے اکٹھے ہو کر راجا سے آ عرض کی ، مہاراج ! منتری کا پتر اب تب ہو رہا ہے ، اور اس کے مرنے سے دیوان بھی نہ بچے گا ، اور دیوان کے مرنے سے راج کاج نہ چلے گا ، بہتر یہ ہے کہ جو ہم عرض کریں سو قبول ہو -

یہ سن راجا نے آگیا دی ، کہ کہو - تب ان میں سے ایک شخص بولا ، مہاراج ! اس بوڑھے براھمن کو گئے ہوئے بہت دن ہوئے کہ پھرا نہیں ، بھگوان جانے مر گیا یا جیتا ہے ، اس سے اچت[2] یہ ہے کہ اس براھمن کی بہو کو منتری کے بیٹے کو دے اپنا راج قائم رکھیے - اور کداچت[3] وہ آیا ، تو گاؤں دھن دیجیے گا - اگر اس پر راضی نہ ہو گا تو

۱- امانت -

۲- مناسب -

۳- اگر -

اس کے لڑکے کا بیاہ کر بدا کیجے گا ۔ یہ بات سن راجا نے اس براھمن کی بہو کو بلا کر کہا ، تو میرے منتری کے پتر کے گھر جا ۔ وہ بولی کہ ستری کا دھرم نشٹ ھوتا ھے اتی روپ پا کے براھمن کا دھرم جاتا ھے ، راجا کی سیوا کرنے سے ۔ اور گائے خراب ھوتی ھے دور کی چرائی سے ۔ اور دھن جاتا ھے دھرم بنے سے ۔ اتنا کہہ پھر بولی ، جو مہاراج تم مجھے منتری کے بیٹے کو دیتے ھو ، تو اس سے یہ بات ٹھہرا دیجے کہ جو کچھ اس سے میں کہوں ، سو وہ کرے ، تب میں اس کے گھر جاؤں گی ۔ راجا بولا کہہ کہ وہ کیا کرے ۔ ان نے کہا مہاراج ! میں براھمنی ، اور وہ کشتری ، اس سے بہتر یہ ھے کہ وہ پہلے سب تیرتھ یاترا کر آوے ، تب میں اس کے ساتھ گھر کروں ۔

یہ بات سن کے راجا نے منتری کے بیٹے کو بلا کر کہا، پہلے تو تیرتھ یاترا کر آ ، تب اس براھمنی کو تجھے دیویں گے ۔ راجا کی بات سن دیوان کے بیٹے نے کہا ، مہاراج ! وہ میرے گھر جا بیٹھے ، تو میں تیرتھ کو جاؤں ۔ یہ بات سن راجا نے اس براھمنی کو کہا ، جو تم پہلے اس کے گھر میں رھو ، تو وہ تیرتھ یاترا کو جائے۔ لاچار ھو راجا کے کہنے سے براھمنی اس کے گھر میں جا رھی ، تب پردھان کے پتر نے اپنی ناری سے کہا ، تم دونوں نہایت پیار اخلاص سے باھم ایک جا رھنا ، اور آپس میں کسی طرح کا جھگڑا لڑائی نہ کرنا ، اور برانے گھر کبھی نہ جانا ۔ اتنی سیکھ[۱] دے وہ تیرتھ یاترا کو گیا ، اور ادھر اس کی بہو سوبھاگیہ سندری

۱۔ نصیحت ۔

نام براہمن کی بہو کو ساتھ لے ایک بچھونے پر رات کو لیٹی ہوئی باتیں ادھر ادھر کی کرنے لگی ۔ کتنی ایک دیر کے بعد اس دیوان کے پتر کی بہو نے یہ بات کہی ، اے سکھی! اس وقت تو میں عشق سے جلی جاتی ہوں ، پر مطلب میرا کس طور سے حاصل ہو ۔ دوسری بولی کہ اگر تیرے مطاب کو میں بر لاؤں تو تو مجھے کیا دے ۔ ان نے کہا ، سدا تیرے آگے ہاتھ جوڑے آگیا کاری رہوں ۔ تب ان نے اپنے منہ سے گٹکے کو نکال پرش بن گیا ، ہمیشہ اس طرح رات کو مرد بنتا اور دن کو رنڈی ، پھر تو ان دونوں میں بڑی پریتی ہوئی ۔

غرض اسی طرح سے چھ مہینے بیتے ، اور منتری کا پتر آ پہنچا ۔ ادھر لوگ اس کے آنے کی خبر سن منگلا چار کرنے لگے ۔ اور ادھر براہمن کی بہو نے گٹکا منہ سے نکال مرد بن کھڑکی کی راہ محل سے نکل اپنی راہ لی ۔ پھر کتنی ایک دیر میں اس مول دیو براہمن کے پاس پہنچا ، کہ جس نے اسے گٹکا دیا تھا ، اور اس سے سب اپنی آدی انت کی اوستھا کہی ۔ تب مول دیو نے تمام احوال سن کر ، گٹکا اس سے لے اپنے ساتھی ششی نام براہمن کو دیا ، اور دونوں نے گٹکے اپنے اپنے منہ میں رکھ لیے ، ایک بوڑھا بن گیا ، اور دوسرا بیس برس کا ، پھر یہ دونوں راجا کے یہاں گئے ۔ راجا نے دیکھتے ہی ڈنڈوت کر ان کے بیٹھنے کو آسن دیے ، اور انہوں نے بھی اسیس دیں ، راجا نے ان کی کشل کشیم[۱] پوچھ مول دیو سے کہا ، کہ اتنے دن تمھیں کہاں لگے ؟ براہمن بولا مہاراج

۱- خیروعافیت ۔

اسی پتر کے ڈھونڈھنے کو گیا تھا ، سو اسے کھوج کر آپ کے پاس لے آیا هوں ، اب اس کی بہو کو دو ، تو میں بہو بیٹے کو اپنے گھر لے جاؤں -

تب راجا نے براھمن کے آگے وہ سب برتانت[1] کہہ سنایا - براھمن نے سنتے ھی اتی کوپ[2] کر راجا سے کہا ، یہ کون سا بیوھار ھے ، جو تم نے میرے بیٹے کی بہو اور کو دی - اچھا جو تم نے چاھا سو کیا ، پر اب میرا سراپ لو - تب راجا بولا کہ ھے دیوتا ! تم کرودھ مت کرو ، جو تم کہو سو میں کروں - براھمن بولا اچھا جو تو میرے سراپ سے ڈر کر میرا کہا کرتا ھے تو تو اپنی پتری میرے لڑکے کو بیاہ دے - یہ سن راجا نے ایک جوتشی کو بلا شبھ لگن مہورت ٹھہرائے ، اپنی پتری اس براھمن کے لڑکے سے بیاہ دی - پھر یہ وھاں سے راج کنیا کو دان دھیز سمیت لے ، راجا سے بدا ھوا ، اپنے گؤں میں آیا -

یہ خبر سن وہ منسوی براھمن بھی وھاں آ اس سے جھگڑنے لگا ، کہ میری ستری مجھے دے - ششی نام براھمن بولا کہ میں دس پنچوں میں بیاہ کر لایا ھوں ، یہ ستری میری ھے - اس نے کہا کہ اسے تو میرا گربھ رھا ، تیری کس طرح سے یہ ناری ھوگی ؟ اور آپس میں بباد[3] کرنے لگے - مول دیو نے ان دونوں کو بہت سمجھایا لیکن کسو نے اس کا کہنا نہ مانا - اتنی کتھا کہہ بیتال بولا ، اے راجا بیربکر ماجیت ! کہو وہ بھاریا کس کی ھوئی ؟ راجا

۱- تفصیل -

۲- نہایت خفا ھو کر -

۳- جھگڑا -

نے کہا وہ ستری ششی براھمن کی ھوئی ۔ تب بیتال بولا
گربھ اس براھمن کا ، جورو اس کی کس طرح سے ھوئی ؟
راجا نے کہا اس براھمن کا پیٹ رکھویا ھوا تو کسو نے
معلوم نہ کیا ، اور ان نے دس پنچوں میں بیٹھ کے شادی
کی ، اس لیے اسی کی جورو ٹھہری ، اور وہ لڑکا بھی اسی
کی کرپا کرم کا ادھیکاری ھوگا ۔ یہ بات سن بیتال اسی
رکھ میں جا لٹکا ، پھر راجا گیا اور بیتال کو باندھ ، کاندھے
پر رکھ ، لے چلا ۔

پندرھویں کہانی

بیتال بولا اے راجا ! ھماچل نام ایک پربت ھے ، تہاں گندھربوں کا نگر ھے ، اور وھاں کا راج راجا جیمو تکیتو کرتا تھا ۔ ایک سمے اس نے پتر کے ارتھ کلپ برکش کی بہت سی پوجا کی ۔ تب کلپ برکش خوش ھو ، بولا اے راجا ! تیری سیوا دیکھ میں سنتشٹ ھوا ، جو تو چاھے سو برمانگ ۔ راجا نے کہا کہ ایک پتر مجھے دو ، جو میرا راج اور نام رھے ۔ ان نے کہا ایسا ھی ھوگا ۔

کتنے دنوں کے بعد راجا کے بیٹا ھوا ، اسے نہایت خوشی ھوئی ، اور بڑی دھوم سے شادی کی ۔ بہت سا دان پنیہ کر ، براھمن کو بلا ، اس کا نام کرن کیا ۔ براھمنوں نے اس کا نام جیمو تباھن دھرا ۔ جب کہ وہ بارہ برس کا ھوا ، تب شو کی پوجا کرنے لگا ، اور سب شاستر پڑھ کے بڑا ھی گیانی دھیانی ، ساھسی ، سور ، بیر ، دھر ، مہاتما ، پنڈت ھوا ۔ اس سمے اس کے برابر کوئی نہ تھا ، اور جتنے اس کے راج میں لوگ تھے وے سب اپنے اپنے دھرم میں ساودھان تھے ۔ جب وہ جوان ھوا ، تو ان نے بھی کلپ برکش کی بہت سیوا کی ، تب کلپ برکش نے پرسن ھو اس سے کہا ، جس بات کی تجھے اچھا ھو سو مانگ میں تجھے دوں گا ۔

پھر جیمو تباھن بولا ، جو تم مجھ سے پرسن ھوئے ھو تو میری سب رعیت کا دردر دور کرو ، اور جتنے

لوگ میرے راج میں ھیں سب مال و دولت سے برابر ھو جاویں - تب کلپ برکش نے بردیا ، سب لوگ دھن سے ایسے آسودہ ھوئے کہ کوئی کسی کا حکم نہ مانتا تھا اور کوئی کسی کا کام نہ کرتا - جب اس راج کے لوگ ایسے ھو گئے تب جو بھائی بندھو اس راجا کے تھے وے آپس میں بچار کرنے لگے کہ باپ بیٹے تو دونوں دھرم کے بس ھوئے ، اور لوگ ان کا حکم نہیں مانتے ، اس سے اتم یہ ھے کہ ان دونوں کو پکڑ کے قید کیجیے ، اور راج ان کا چھین لیجیے -

غرض راجا تو انھوں کی طرف سے غافل رھا ، اور انھوں نے آپس میں منصوبہ باندھ فوج لے راجا کا مندر جا گھیرا - جب یہ خبر راجا کو پہنچی ، تب راجا نے اپنے بیٹے سے کہا ، اب کیا کریں ؟ راج کمار بولا ، مہاراج ! آپ یہاں براجیے ، آپ کے دھرم سے ابھی جا کے انھیں مار لیتا ھوں - راجا نے کہا اے پتر ! یہ شریر انتیہ[۱] ھے ، اور دھن بھی استھر[۲] ھے - جب آدمی جنما[۳] تو مرتیو[۴] بھی اس کے ساتھ ھے - اس سے اب راج چھوڑ دھرم کاج کیا چاھیے - ایسے شریر کے کارن ، اور اس راج کے واسطے مہا پاپ کرنا

۱- فانی -

۲- ناپائیدار -

۳- پیدا ھوا -

۴- موت -

اچت نہیں ، کیونکہ راجا یدھشٹر[1] بھی مہا بھارت کر کے پیچھے پچھتائے تھے ۔

یہ سن اس کے بیٹے نے کہا ، اچھا ، راج اپنا گوتیوں کو دیجیے ، اور آپ چل کے تپسیا کیجیے ۔ یہ بات ٹھہرا بھائی بھتیجوں کو بلوا راج دے ، دونوں باپ بیٹے ملیاچل پروت[2] کے اوپر گئے اور وہاں جا ، کٹی بنا ، رہنے لگے ۔ جیمو تباھن اور ایک رشی کے بیٹے کی دوستی ہوئی ۔ ایک دن اس پربت کے اوپر راجا کا بیٹا اور رشی کا بیٹا سیر کے واسطے گئے ، وہاں ایک بھوانی کا مندر نظر آیا ۔ اس مندر میں ایک راج کنیا بین لیے ہوئے دیوی کے آگے گا رہی تھی ۔ اس کنیا کی اور جیمو تباھن کی چار نظریں ہوئیں ، اور دونوں کی لگن لگ گئی ۔ پر راج کنیا من مار لاج کی ماری اپنے گھر کو پدھاری اور ادھر یہ بھی اس رشی کے بیٹے کی شرم کے مارے اپنے ستھان پر آیا ۔ وہ رات ان دونوں گل عزاروں کو نہایت بے کلی سے کٹی ۔ صبح کے ہوتے ہی ادھر سے راج کنیا دیوی کے مندر کو گئی ، اور ادھر سے راج کمار نے بھی جاتے ہی دیکھا کہ راج کنیا بھی ہے ، تب اس نے اس کی سکھی سے پوچھا یہ کس کی کنیا ہے ؟ سکھی نے کہا ، یہ ملیا کیتو راجا کی پتری ہے ، ملیا وتی اس کا نام ، اور ابھی کماری ہے ۔ یہ کہہ پھر

۱- یدھشٹر : پانڈووں کا سب سے بڑا بھائی ۔ ماں کا نام کنتی اور باپ کا نام دھرم تھا جو انصاف کے دیوتا کے لقب سے مشہور ہے ۔ یدھشٹر اپنے تمام بھائیوں میں سے سب سے زیادہ رحم دل ، فیاض اور خوش خلق تھا ۔

۲- بارکر : پربت ، پہاڑ ۔

سکھی نے اس راج پتر سے پوچھا ، کہو سندر پرش ! تم کہاں سے آئے ہو ، اور تمھارا کیا نام ہے ؟

یہ بولا ، بدیا دھروں کا راجا جیمو تکیتو نام ، تس کا میں ست[1] ہوں ، اور جیمو تباھن میرا نام - راج کے بھنگ ہونے سے پتا پتر ہم یہاں آن کے رہے ہیں - پھر سکھی نے یہ باتیں سن کر ساری راج کنیا سے کہیں - یہ سن اپنے جی میں بہت دکھ پائے گھر کو آئی ، اور رات کو چنتا کر کے سو رھی - پر یہ دسا اس کی دیکھ سکھی نے وہ برتانت اس کی ماں کے آگے ظاہر کیا - رانی نے سن کر راجا کے آگے بیان کیا ، اور کہا ، مہاراج ! پتری آپ کی برجوگ[2] ہوئی ہے ، اس کا بر کیوں نہیں ڈھونڈھتے -

یہ سن راجا نے اپنے جی میں چنتا کر اسی سمے متروا سو نام اپنے پتر کو بلا کر کہا ، بیٹا ! اپنی بہن کا بر ڈھونڈھ لاؤ - تب وہ بولا ، کہ مہاراج ! گندھربوں کا راجا جیموتکیتو نام ، جس کا پتر جیموتباھن نام ، راج چھوڑ پتا پتر دونوں سنا ہے کہ یہاں آئے ہیں - یہ سن ملیا کیتو راجا نے کہا ، یہ پتری جیموتباھن کو دوں گا - اتنا کہہ بیٹے کو آگیا دی کہ ، پتر ! جیموتباھن راجکمار کو راجا کے پاس سے جا کر بلا لاؤ - یہ راجا کا حکم پا کر اسی مکان پر گیا ، اور وہاں جا کر اس کے پتا سے کہا ، اپنے پتر کو ہمارے ساتھ کر دو ، کہ ہمارے پتا نے کنیادان دینے کو بلایا ہے - یہ سن کر راجا جیموتکیتو نے اپنے

۱- بیٹا -

۲- بالغ -

بیٹے کو ساتھ کر دیا ، اور وہ یہاں آیا ، پھر ملیا کیتو راجا نے اُس کا گندھرب بیواہ کر دیا ۔

جب کہ اس کی شادی ہو چکی ، تب دلھن کو اور متراوسو کو اپنے ستھان پر لے کر آیا ، پھر ان تینوں نے راجا کو دنڈوت کی ، اور راجا نے بھی اسیس دی ۔ وہ دن تو یونہیں گزرا لیکن دوسرے دن صبح کو اٹھتے ہی دونوں راجکمار اُس ملیاگر پربت پر پھرنے کو گئے ۔ وھاں جا کر جیموں تباھن کیا دیکھتا ھے کہ ایک سفید ڈھیر اُنچا سا ھے ۔ تب اس نے اپنے سالے سے پوچھا ، بھائی ! یہ دھولا دھولا ڈھیر کیسا نظر آتا ھے ؟ وہ بولا ، پاتال لوک سے کروڑوں ناگ کمار یہاں آتے ھیں ، تنھیں گرڑ[1] آن کے کھاتا ھے ، یہ اُنھوں کے ھاڑوں کا ڈھیر ھے ۔

یہ سن کے جیموتباھن نے سالے سے کہا ، متر ! تم گھر جا کے بھوجھن کرو ، کیونکہ میں اس سمے نتیہ[2] پوجا کرتا ھوں ، کہ میرے پوجا کرنے کا اب وقت ھؤا ھے ۔ یہ سن کے وہ تو گیا اور جیموں‌تباھن آگے کو جو بڑھا ، تو رونے کی آواز آنے لگی ۔ اُسی آواز کی دھن پر چلا چلا وھاں پہنچا تو کیا دیکھتا ھے کہ ایک بڑھیا دکھ سے بیاکل ھو روتی ھے ۔ اُس کے پاس جا کے پوچھا ، اے ماتا ! تو کس کارن روتی ھے ؟ تب وہ بولی ، کہ سنکھ چوڑ نام ناگ جو میرا بیٹا ھے ، تس کی آج باری ھے ، اُسے گرڑ آ کے کھا جائے گا ، اس دکھ سے میں روتی ھوں ۔ اس نے کہا ماتا ! مت رو تیرے

---

۱ - وشنو کا پیغامبر پرندہ ، غالباً اس کی شکل سارس سے ملتی ھے ۔

۲ - نت' ھمیشہ ۔

پتر کے بدلے میں اپنا پران دوں گا۔ بڑھیا بولی، بیٹا! ایسا مت کیجیو، تو ہی میرا سنکھچوڑ ہے۔

یہ کہتی تھی کہ اتنے میں سنکھ چوڑ بھی آن پہنچا، اور اُس نے سن کے کہا، اے مہاراج! مجھ سے دردری بہت سے پیدا ہوتے ہیں اور مرتے ہیں، پرآپ سے دھرماتما دیاونت¹ سنسار میں گھڑی گھڑی پیدا نہیں ہوتے۔ اس سے آپ میرے پلٹے² اپنا جی نہ دیجئے، کیونکہ آپ کے جیتے رہنے سے لاکھوں آدمیوں کا اُپکار³ ہوگا اور جینا مرنا دونوں برابر ہیں۔ تب جیموتباھن بولا، کہ یہ ست پرشوں کا دھرم نہیں ہے، جو منہ سے کہہ کر نہ کریں۔ تو جہاں سے آیا ہے وہیں کو جا۔

یہ سن کے سنکھ چوڑ تو دیوی کے درشن کو گیا، اور اکاش سے گرڑ اُترا۔ اتنے میں راجکمار دیکھتا کیا ہے، کہ پاؤں تو اُس کے چار چار بانس برابر ہیں، اور تاڑ سی لمبی چونچ، پہاڑ کے سمان پیٹ، پھاٹک کی مانند آنکھیں، اور گھٹا سے پر۔ ایکا ایکی چونچ پسار راج پتر پر دوڑا۔ پہلے تو راج پتر نے اپنے تئیں بچایا، پر دوسری بیر وہ چونچ میں رکھ اس کو لے اُڑا، اور چکر مارنے لگا۔ اتنے میں ایک بازو بند کہ اُس کے نگ پر راجا کا نام کھدا ہوا تھا وہ کھل کر لوہو بھرا راج کنیا کے سن مکھ گرا، وہ اس کو دیکھ کر مورچھا کھا کر پڑی۔

جب ایک گھڑی کے بعد چیتی، تو اُس نے سب برتنت

---

۱ - مہربان۔
۲ - عوض۔
۳ - بھلا۔

اپنے ماتا پتا سے کہلا بھیجا ۔ وے یہ بپتا سن کر آئے ، گھنا ردھر[1] بھرا دیکھ روئے ، اور تینوں آدمی ڈھونڈھنے کو نکلے کہ رستے میں انہیں سنکھ چوڑ بھی ملا ، اور ان سے بڑھ کر اکیلا وہاں گیا ، جہاں راجکمار کو دیکھا تھا ، اور پکار پکار کہنے لگا ، اے گرڑ ! چھوڑ دے ، چھوڑ دے ، یہ تیرا بھکش نہیں ہے ، سنکھ چوڑ میرا نام ہے ، میں تیرا بھکش ہوں ۔ یہ سن کے گرڑ گبھرا کر گرا ، اور اپنے جی میں سوچا کہ براھمن یا کشتری میں نے کھایا ، یہ کیا کیا ۔ پھر اس راج پتر سے کہنے لگا اے پرش ! سچ کہ کس لیے اپنا جی دیتا ہے ؟

راج کمار بولا ، اے گرڑ ! برکشن چھایا کرتے ہیں اوروں کے اوپر ، اور آپ دھوپ میں بیٹھے پھولتے پھلتے ہیں پرائے واسطے ۔ اچھے پرشوں کا اور برکشوں کا یہی دھرم ہے ، جو یہ دیہ غیر کے کام نہ آوے تو اس شریر سے کیا پربوجن ہے ۔ مثل مشہور ہے کہ جوں جوں چندن کو گھستے ہیں ، تیوں تیوں دونی سگندھ[2] دیتا ہے ۔ اور جوں جوں چھیل چھیل کاٹ کاٹ ٹکڑے کرتے ہیں ، تیوں تیوں ایکھ ادھک سواد دیتی ہے ۔ جوں جوں کنچن[3] کو جلاتے ہیں ، تیوں تیوں اتی سندر ہوتا جاتا ہے ۔ اتم لوگ جو ہیں ، سو پران جانے سے بھی اپنا سبھاؤ[4] نہیں چھوڑتے ، انہیں کسی نے بھلا کہا تو کیا اور برا کہا تو کیا ۔

---

۱ - خون ۔

۲ - خوشبو ۔

۳ - سونا ۔

۴ - خصلت ۔

دولت رہی تو کیا جو نہ رہی تو کیا ۔ ابھی مرے تو کیا اور بعد مدت کے مرے تو کیا ۔ جو منش نیاؤ کی راہ سے چلتے ہیں ، کچھ ہو ، اور راہ پر پاؤں نہیں رکھتے ۔ کیا ہوا جو موٹے ہوئے یا دبلے ؟

غرض جس کے شریر سے اپکار نہ ہو اُس کا جینا نربھل ہے ، اور برائے ارتھ جن کا جیو ہے اُنہوں کا جینا سپھل ہے ۔ یوں تو کتا ، کوا ، بھی اپنا جی پالتا ہے ۔ جو براھمن گئو ، متر ، ستری کی خاطر بلکہ بیگانے واسطے جی دیتے ہیں سونشچے سدا بیکنٹھ[1] باس کرتے ہیں ۔ گرڑ بولا ، جگ میں سب اپنی جان کی رکشا کرتے ہیں ، اور اپنا جی دے دوسرے کے جی کو بچانے والے سنسار میں برلے[2] ہی ہوتے ہیں ۔ یہ کہہ گرڑ بولا ، برمانگ ، میں تیرے ساھس پر سنتشٹ ہوا ۔ یہ سن کے جیموتباھن نے کہا ، ہے دیو ! جو تم میرے اوپر پرسن ہوئے ہو تو اب ناگوں کو نہ کھاؤ ، اور جو کھائے ہیں اُنہیں جلا دو ۔

یہ سن گرڑ نے پاتال سے امرت لا کر سانپوں کے ہاڑوں پر چھڑکا کہ پھر وے جی اُٹھے ، اور اس سے کہا اے جیموتباھن ! میرے پرساد سے تیرا گیا ہوا راج پھر تجھے ملے گا ۔ یہ بر دے گرڑ اپنے ستھان پر گیا ، اور سنکھچوڑ بھی اپنے دھام کو ، اور جیموتباھن بھی وہاں سے چلا ، کہ راہ میں اُس کا سسر اور ساس اور ستری ملی ، پھر اُن سمیت اپنے باپ کے پاس آیا ۔

جب یہ احوال سنا تو اُس کے چچا اور چچیرے بھائی ، بلکہ

---

۱ ۔ بہشت ۔
۲ ۔ کم یاب ۔

سارے کٹمب کے لوگ ملنے کو آئے، اور پاؤں پڑ ، انھیں لے جا ، راج پر بٹھایا - اتنی کتھا کہہ بیتال نے پوچھا ، اے راجا ! ان میں سے ست کس کا ادھک ھؤا ؟ راجا بیربکرماجیت بولا ، سنکھچوڑ کا - بیتال نے کہا ، کس طرح؟ راجا نے کہا ، گیا ھوا سنکھچوڑ پھر جیو دینے کو آیا ، اور گرڑ کے کھانے سے اسے بچایا - بیتال بولا ، کہ جس نے پرائے لیے اپنی جان دی ، اس کا ست کیوں نہ ادھک ھؤا ؟ راجا نے کہا جیموتباھن ذات کا کشتری ہے ، اسے جی دینے کا ابھیاس[1] ھو رھا ہے ، اس سے اسے جان دینی کچھ کٹھن نہ معلوم دی - یہ سن بیتال پھر اسی پیڑ میں جا لٹکا ، اور راجا وھاں جا ، اسے باندھ کاندھے پر رکھ ، لے چلا -

---

۱ - مشق -

سولھویں کہانی[1]

بیتال بولا اے راجا بیربکرماجیت ! چندر شیکھر نام ایک نگر ہے، کہ وھاں کا رھنے والا رتن دت سیٹھ تھا۔ اُس کے ایک بیٹی تھی، اُنمادنی تھا اس کا نام۔ جب وہ جوبن وتی ھوئی، تب اُس کے باپ نے وھاں کے راجا سے جا کر کہا، مہاراج ! میرے گھر میں ایک کنیا ہے، جو آپ کو اُس کی چاہ ھو تو لیجیے، نہیں میں اور کسی کو دوں۔ یہ سن راجا نے دو تین پراچین داسوں کو بلا کر کہا، اس سیٹھ کی پتری کے لکشن جا کے دیکھ آؤ۔ وے راجا کی آگیا سے سیٹھ کے گھر آئے، اور اُس لڑکی کا روپ دیکھ سبھی موھت ھوئے۔

حسن ایسا گویا اندھیرے گھر کا اُجالا، آنکھیں مرگ کی سی، چوٹی ناگن سی، بھویں کمان سی، ناک کیر کی سی، بتیسی موتی کی سی لڑی، ھونٹھ کندوری کی مانند، گلا کپوت کا سا، کمر چیتے کی سی، ھاتھ پاؤں کومل کمل سے، چندر مکھی، چمپا برنی، ھنس گونی، کوکل بینی جس کے روپ کو دیکھ اندر کی اپسرا بھی لجائے۔ اس پرکار کی

۱۔ بارکر : چندر شیکھر کے رھنے والے سیٹھ رتن دت، اس کی لڑکی اُنمادنی کی کہانی جس کا بیاہ راجا کے سپہ سالار بلبھدر سے ھوا اور جس کی محبت میں چندر شیکھر کے راجا نے جان دے دی۔

Buittenen : The King and the Spiteful Seductress.

سندری سب سلکشن[1] بھری دیکھ انھوں نے آپس میں بچار کیا، ایسی جوناری راجا کے گھر میں جائے گی، تو راجا اس کا ادھین ہوئے گا، اور راج کاج کی چنتا کچھ نہ کرے گا، اس سے بہتر یہ ہے کہ راجا سے کہیے، وہ کلکشنی[2] ہے، آپ کے جوگ نہیں۔

یہ بچار کر وہاں سے راجا کے پاس آ کر انھوں نے یہ نبیدن[3] کیا، مہاراج! اس کنیا کو ہم نے دیکھا، وہ آپ کے لائق نہیں۔ یہ سن کے راجا نے سیٹھ سے کہا میں بیاہ نہ کروں گا۔ پھر سیٹھ نے اپنے گھر آ کیا کام کیا کہ بلبھدر جو راجا کا سیناپتی[4] تھا، اس کے ساتھ اپنی پتری کا بواہ کر دیا۔ وہ اس کے گھر میں رہنے لگی۔ ایک دن کا ذکر ہے، راجا کی سواری اس راہ سے نکلی، اور وہ بھی اس سمے سنگار کیے اپنے کوٹھے پر کھڑی تھی۔ اتفاقاً راجا کی اور اس کی چار نظریں ہوئیں۔ راجا اپنے من میں کہنے لگا، یہ دیو کنیا ہے یا اپسرا ہے، یا نر کنیا ہے۔

غرض اس کا روپ دیکھ، موہت ہو گیا اور وہاں سے نپٹ بے قرار ہو، اپنے مندر کو آیا۔ اس کا منہ دیکھ دوار پال بولا مہاراج! آپ کے شریر میں کیا بتھا ہے؟ راجا نے کہا، آج میں نے آتے ہوئے باٹ میں ایک کوٹھے پر سندر ستری دیکھی ہے، میں نہیں جانتا ہوں کہ وہ حور یا پری یا انسان ہے، کہ اس کے روپ نے ایک بارگی میرا من موہ لیا، اس سے بے کل ہوں۔ یہ سن کے دربان نے عرض کی،

۱- اچھے طور طریقے۔
۲- بدالطوار۔
۳- عرض۔
۴- سپہ سالار۔

مہاراج! اسی سیٹھ کی لڑکی ہے، جو آپ کا سیناپتی بلبھدر ہے، وہ اسے بیاہ لایا ہے۔ راجا نے کہا، میں نے جن لوگوں کو لکشن دیکھنے بھیجا تھا، انھوں نے ہم سے چھل کیا۔ یہ کہہ راجا نے چوبدار کو[1] فرمایا، انہیں جلدی لے آؤ۔ راجا کی یہ آگیا پا چوبدار انہیں بلا لایا۔

جب وے راجا کے سنمکھ آئے، تو راجا نے کہا، میں نے جس لیے تمھیں بھیجا تھا، اور جو میری اچھا تھی، سو تم نے نہ کی۔ بلکہ اپنے جی سے ایک بات جھوٹی بنا کر مجھے اتر[2] دیا، اور آج میں نے اپنی آنکھوں سے اسے دیکھا۔ وہ ایسی سندر ناری سب گن پوری ہے کہ اس سمے اس سی ملنی کٹھن ہے۔ یہ سن کے انھوں نے کہا مہاراج! جو آپ فرماتے ہیں سو سچ ہے، پر ہم نے اسے کلکشنی جس واسطے حضور میں عرض کیا تھا، سو وہ مدعا سنیے۔ آپس میں ہم نے یہ بچارا، ایسی سندر ناری جو مہاراج کے گھر میں جائے گی تو مہاراج دیکھتے ہی اس کے بس ہوں گے، اور راج کاج سب چھوڑ دیں گے تو راج بھنگ ہوگا، اس بھئے سے ہم نے ایسا بنا کر کہا تھا۔

یہ سن کے راجا نے ان سے تو کہا، کہ تم سچ کہتے ہو۔ پر اس کی یاد میں راجا کو نپٹ بے چینی تھی، اور سب لوگوں پر راجا کی بے قراری ظاہر تھی، کہ اتنے میں بلبھدر بھی آ پہنچا، اور ان نے ہاتھ جوڑ راجا کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کی، ہے پرتھوی[3] ناتھ! میں آپ کا

۱۔ بار کر: ''کو'' ندارد۔
۲۔ جواب۔
۳۔ زمین کے مالک۔

داس ، وہ آپ کی داسی اور اس کے ھیت آپ اتنا کشٹ پاویں؟ اس سے مہاراج آگیا دیجیے کہ وہ حاضر ہو - یہ بات سن راجا نہایت کرود کر کے بولا ، برائی ستری کے پاس جانا بڑا ادھرم ھے ، یہ بات کیا تونے مجھ سے کہی ، کیا میں ادھرمی ہوں جو ادھرم کروں ؟

برائی ستری ماتا کی سمان ھے ، اور برانا دھن ماٹی برابر - سنو بھائی ! جیسا اپنا جی آدمی سمجھے ، ویسا ھی سب کا جی سمجھے - پھر بلبھدر بولا ، وہ میری داسی ھے ، جب میں نے آپ کو دی ، پھر بیگانی ستری کیوں کر ہوئی ؟ راجا نے کہا ، جس کام کے کرنے سے سنسار میں کلنگ لگے سو کام میں نہ کروں گا - پھر سیناپتی نے عرض کیا مہاراج ! اسے میں گھر سے نکال ، اور جگہ رکھ ، بیسوا کر ، آپ کے پاس لاؤں گا - تب راجا نے کہا جو تو ستی ناری کو بیسوا کرے گا تو میں تجھے بڑا دنڈ دوں گا -

یہ کہہ راجا اس کی یاد میں چنتا کر کے دس دن میں مر گیا - پھر بلبھدر سیناپتی نے اپنے گرو سے جا کر پوچھا ، میرا سوامی انمادنی کے کارن موا ، اب مجھے کیا کرنا اچت ھے ، سو آگیا کیجیے - اس نے کہا ، سیوک کا ادھرم یہ ھے ، سوامی کے پیچھے اپنا جی دے - یہ سن کے بخشی وھاں گیا جہاں راجا کے تئیں جلانے کو لے گئے تھے ، جتنی دیر میں راجا کی چتا تیار ہوئی ، اس نے بھی سنان پوجا سے فراغت کی ، اور جب چتا میں آگ دی ، تب یہ بھی چتا کے پاس گیا ، اور سورج کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا ، اے سورج دیوتا ! میں من بچ کرم کر کے یہی کامنا مانگتا ہوں کہ جنم جنم اسی سوامی کو پاؤں ، اور تیرا گن گاؤں -

اتنا کہہ ، دنڈوت کر ، آگ میں کود پڑا۔

یہ خبر سن انمادنی اپنے گرو کے پاس گئی ، اور اس سے سب کہہ کے پوچھا مہاراج ! ستری کا دھرم کیا ہے ؟ اس نے کہا ، ماتا پتا نے جس کے تئیں اپنی کنیا دی ، اسی کی سیوا کرنے سے وہ کلونتی کہلاتی ہے ۔ اور دھرم شاستر میں ایسا لکھا ہے کہ جو ناری اپنے سوامی کے جیتے تپ برت کرتی ہے ، وہ اپنے سوامی کی عمر کم کرتی ہے ، اور انت کال کو نرک میں پڑتی ہے ۔ پر اتم یہ ہے ، کیسا ہی سوامی ھین ہو اسی کی سیوا کرنے سے اس کی مکتی ہوتی ہے ، اور جو ناری شمشان میں ستی ہونے کی کامنا کر جتنے پاؤں زمین پر رکھتی ہے ، اتنے اشو میدھ یگیہ کرنے کے پھل ہوتے ہیں ، اس میں کچھ سندیہ نہیں ، اور ستی ہونے کے سماں ناری کو کوئی دھرم نہیں ۔ یہ سن دنڈوت کر ، اپنے گھر کو آئی ، اور سنان دھیان کر ، بہت سا دان براھمنوں کو دے ، چتا کے پاس جا ایک پری کرما کر بولی ، کہ اے ناتھ ! میں تیری داسی جنم جنم ہوں۔ اتنا کہہ یہ بھی آگ میں جا بیٹھی اور جل گئی ۔

اتنی کتھا کہہ بیتال بولا ، اے راجا ! ان تینوں میں کس کا ست ادھک ہوا ؟ راجا بیربکرماجیت نے کہا ، اس راجا کا ۔ بیتال نے کہا کس طرح ؟ راجا بولا ، سیناپتی کی دی ہوئی ستری کو چھوڑا ، اور اسی کے واسطے جان دی ، پر دھرم رکھا ۔ سوامی کے لیے سیوک کو جی دینا اچت

ھے ، اور پتی کے لیے ستری کو ستی ہونا لازم ھے ، اس کارن راجا کا ست ادھک ھوا ۔ بیتال اتنا سن ، اسی ترور میں جا لٹکا ، راجا بھی پیچھے پیچھے جا ، پھر اسے باندھ ، کاندھے پر رکھ ، لے چلا ۔

سترھویں کہانی

بیتال بولا اے راجا ! اجین نگری کا سہاسین نام راجا تھا ، اور وھاں کا باسی دیو شرما براھمن ۔ جس کے بیٹے کا نام گناکر ۔ وہ بڑا جواری ھوا ، یہاں تلک کہ جو کچھ اس براھمن کا دھن تھا سو جوئے میں ھار دیا ۔ تب سارے کنبے کے لوگوں نے گناکر کو گھر سے نکال دیا ، اور اس سے کچھ نہ بن آیا ۔ لاچار ھو کر وھاں سے چلا تو کتنے دنوں میں ایک شہر میں آیا ۔ وھاں دیکھتا کیا ھے کہ ایک جوگی دھونی لگائے بیٹھا ھے ۔ اسے دنڈوت کر یہ بھی وھاں بیٹھ گیا ۔

جوگی نے اس سے پوچھا تو کچھ کھائے گا ؟ اس نے کہا مہاراج ! دو گے تو کیوں نہ کھاؤں گا ۔ جوگی نے ایک آدمی کی کھوپری میں کھانا بھر کے اسے لا دیا ، اس نے دیکھ کر کہا ، اس کپال کا ان میں نہ کھاؤں گا ۔ جب ان نے بھوجن نہ کیا ، تب جوگی نے ایسا منتر پڑھا کہ ایک یکشنی ھاتھ جوڑ آن کے حاضر ھوئی ، اور بولی ، مہاراج ! جو آگیا ھو سو کروں ۔ جوگی نے کہا اس براھمن کو اچھا بھوجن دے ۔ اتنا سن کے اس نے ایک اچھا سا مندر بنا اس میں سب سکھ کے سامان رکھ کے اسے یہاں سے اپنے ساتھ لے گئی ، اور چوکی پر بٹھا بھانت بھانت کے بنجن اور پکوان تھال بھر بھر اس کے رو برو رکھے ۔

اس نے من مانتا جو بھایا سو کھایا ۔ اس کے بعد پاندان

اس کے سن مکھ رکھ دیا ، اور کیسر چندن گلاب میں گھس کر اس کے بدن میں لگایا ۔ پھر اچھے وستر سگندھوں سے باس کر پہنا ، پھولوں کی مالا گلے میں ڈال ، وہاں سے پلنگ پر لا بٹھایا ، کہ اتنے میں سانجھ ہوئی ، اور یہ بھی اپنی تیاری کر سیج پر جا بیٹھی ، اور اس براہمن نے ساری رین سکھ چین سے کاٹی ۔

جب بھور ہوئی وہ یکشنی اپنے ستھان پر گئی ، اور اس نے جوگی کے پاس آن کر کہا ، کہ سوامی ! وہ تو چلی گئی ، اب میں کیا کروں ۔ جوگی بولا ، وہ بدیا کے بل[1] سے آئی تھی ، اور جسے بدیا آتی ہے اس کے پاس رہتی ہے ۔ اس نے کہا ، مہاراج ! یہ بدیا مجھے دو تو میں سادھوں ۔ تب جوگی نے ایک منتر اس کو دیا اور کہا کہ اس منتر کو چالیس دن آدھی رات کے سمے جل میں بیٹھ ایک چت ہو کے سادھ ۔

اسی طرح سے یہ سادھنے کو جایا کرتا ، اور انیک انیک طرح کے بھنے[2] نظر آتے ، پر یہ کسو سے نہ ڈرتا ۔ جب کہ وہ مدت ہو چکی ، تو اس نے جوگی سے آ کر کہا ، کہ مہاراج ! جتنے دن آپ نے کہے تھے میں سادھ آیا ۔ اس نے کہا کہ اتنے دن اب آگ میں بیٹھ کر سادھ ۔ اس نے کہا مہارج ! ایک بیر[3] اپنے کٹمب سے مل آؤں ، پھر آکے سادھوں گا ۔

یہ جوگی سے کہہ ، بدا ہو ، اپنے گھر کو گیا ، اور

۱- بار کر : بس سے ۔
۲- خوف ۔
۳- بار ، دفعہ ۔

کنبے کے لوگوں نے اسے جو دیکھا تو گلے لگا لگا رونے لگے، اور اس کے باپ نے کہا ، اے گناکر ! اتنے دنوں تو کہاں تھا ، اور کس واسطے گھر کو بسارا ؟ اے پتر ! ایسے کہا ہے ، جو پتی برتا ستری کو چھوڑ کے جدا رہتا ہے ، اور جوان ناری کو پیٹھ دیتا ہے ، یا جو جسے چاہتا ہے وہ اسے نہیں چاہتا ، وہ چنڈال کے سمان ہوتا ہے - اور ایسے کہا ہے ، گرھستی دھرم برابر کوئی نہیں - اور گھر والی کے برابر کوئی سنسار میں سکھ دینے والی نہیں - اور جو ماتا پتا کی نندا کرتے ہیں سو ادھم نر ہیں ، اور ان کی گتی مکتی کبھی نہیں ہوتی ، ایسا برھما نے کہا ہے -

تب گناکر بولا ، کہ یہ شریر رکت[1] اور ماس کا بنا ہوا ہے ، سو کیڑوں کی کھان ہے - اور سبھاؤ اس کا یہ ہے ، کہ ایک روز کی خبر نہ لیجے تو درگندھ[2] آتی ہے - جو ایسے شریر سے پریتی کرتے ہیں سو مورکھ ہیں ، اور جو اس سے ہت نہیں کرتے وے پنڈت ہیں - اور اس شریر کا یہی دھرم ہے کہ بار بار جنم لیتا ہے اور مٹتا ہے ، ایسے شریر کا کیا بھروسا کیجے ؟ اسے بہتیرا پوتر[3] کیجے ، پر یہ پوتر نہیں ہوتا - جیسے مل[4] کا بھرا گھڑا اوپر کے دھونے سے پاک نہیں ہوتا - اور کوئلے کو کوئی بہتیرا دھووے پر وہ دھولا[5] نہیں ہوتا - اور جس شریر میں مل کے سوت

۱- خون -

۲- بدبو -

۳- پاک -

۴- گندگی -

۵- سفید -

سدا بھا کریں ، وہ کس طرح سے شدھ ہوں ۔

اتنا کہہ پھر بولا کہ ، کس کی ماں ؟ کس کا باپ ؟ کس کی جورو ؟ کس کا بھائی ؟ اس سنسار کی یہی ریت ہے کہ کتنے آتے ہیں اور کتنے جاتے ہیں ۔ جو یگیہ اور ہوم کے کرنے والے ہیں ، سو اگنی کو ایشور جانتے ہیں ، اور جو کم عقل ہیں سو پرتی ماکر[۱] بھگوان کو مانتے ہیں ، اور جوگی لوگ اپنے گھٹ میں ہی ہری[۲] جانتے ہیں ۔ ایسے گرھستی دھرم کو میں نہ کروں گا ، بلکہ جوگ کا بھیاس کروں گا ۔ اتنا کہہ اس نے گھر سے بدا لے ، جوگی کے پاس آ ، اگنی میں بیٹھ منتر سادھا ، پر یکشنی نہ آئی ، تب جوگی کے پاس گیا ، اور جوگی نے اس سے کہا کہ ، بدیا تجھے نہ آئی ؟ پھر ان نے کہا ، ہاں مہاراج ! نہ آئی ۔

اتنا قصہ کہہ بیتال بولا ، کہ اے راجا ! کہو کس کارن اسے بدیا نہ آئی ؟ راجا بولا کہ ، وہ سادھک دوچتا ہوا ، اس لیے نہ آئی ؟ اور ایسے کہا ہے ، کہ ایک چت ہونے سے منتر سدھ ہوتا ہے ، اور دوچت ہونے سے نہیں ہوتا۔ اور ایسے بھی کہا ہے کہ جو دان کے ہین[۳] ہیں ، تن کی کیرتی[۴] نہیں ہوتی ۔ اور جو ست سے ہین ہیں ، انھیں لاج نہیں ۔ جو نیاؤ سے ہین ہیں ، تنھیں لکشمی نہیں ملتی ۔ اور جو دھیان کے ہین ہیں ، انھیں بھگوان نہیں ملتا ۔

یہ سن بیتال نے کہا ، کہ جو سادھک منتر سدھ

۱۔ بت ۔

۲۔ وشنو کا نام ۔

۳۔ عاری ۔

۴۔ ناموری ۔

کرنے کے لیے آگ میں بیٹھا وہ کس طرح دوچتا ہوا ؟ راجا نے کہا کہ منتر سادھنے کی بریاں جب وہ اپنے کٹمب سے ملنے گیا ، اس سمے جوگی نے کرودھ کر اپنے من میں کہا ، کہ ایسے دو دلے سادھک کو میں نے بدیا کیوں سکھائی ، اس لیے اسے بدیا نہ آئی ۔ اور ایسے کہا ھے کہ منش کتنا ھی پراکرم کرے ، پر کرم اس کے ساتھ رھتا ھے ، اور کتنا ھی کام اپنی بدھی سے کرے پر کرم کا لکھا ھی ملتا ھے ۔ یہ سن کر بیتال پھر اسی درخت پر جا لٹکا ، اور راجا بھی اس کے پیچھے ھی جا اسے باندھ ، کاندھے پر رکھ ، لے چلا ۔

اٹھارھویں کہانی[1]

بیتال بولا اے راجا! کبل پور نام ایک نگر ہے۔ وہاں کے راجا کا نام سدکشی، اور اس نگر میں دھناکشی نام ایک سیٹھ بھی رہتا تھا، اُس کی پتری کا نام دھن وتی تھا۔ چھوٹی عمر میں اُس کی شادی ایک گوری دت نام بنیے سے کر دی۔ کتنے دنوں کے پیچھے ایک لڑکی اُس کے ہوئی، نام اُس کا موھنی رکھا۔ جب وہ کئی ایک برس کی ہوئی تب اُس کا باپ مر گیا، اور اُس بنیے کے بھائی بندوں نے اُس کا سربس کھوس لیا۔ وہ ناچار ہو، اپنی بیٹی کا ھاتھ پکڑ، اندھیری رات کے سمے اُس گھر سے نکل، اپنے ماں باپ کے گھر کو چلی۔ تھوڑی ایک دور جا کر راہ بھول ایک مرگھٹ میں جا نکلی۔ وھاں ایک چور سولی پر ٹنگا ھوا تھا، اچانک اس کا ھاتھ اس کے پاؤں میں لگا۔ وہ بولا کہ اس سمے مجھے کن نے دکھ دیا؟ تب یہ بولی میں نے جان کر تجھے دکھ نہیں دیا، میری تقصیر معاف کر۔ اُس نے کہا دکھ اور سکھ کوئی کسو کو نہیں دیتا، جیسا بدھاتا کرم میں لکھ دیتا ہے ویسا ھی بھگتنا ہے۔ اور جو منش کہتے ھیں، یہ کام ھم نے کیا، سو نپٹ نربدھی ھیں، کیونکہ منش کرم

---

۱ - بارکر - دھنا کشی سیٹھ کی دھن وتی جو کبل پور کی رھنے والی تھی، گوری دت نام بنیے دھن وتی کے خاوند اور اُس کے لڑکے ھری دت کی کہانی - Buitenen :The Son of Three- Fathers.

کے تاگے میں بندھے ہوئے ہیں، وہ جہاں جہاں چاہتا ہے تہاں تہاں کھینچ لے جاتا ہے۔ بدھاتا کی بات کچھ سمجھی نہیں جاتی، کیونکہ منش اپنے من میں کچھ بچارتے ہیں اور وہ کچھ اور کر دیتا ہے۔

یہ سن دھن وتی بولی اے پرش تو کون ہے؟ اُس نے کہا میں چور ہوں۔ تیسرا دن سولی پر مجھ کو ہوا ہے، اور جان نہیں نکلتی۔ یہ بولی، کس کارن؟ اُس نے کہا کہ بن بیاہ ہوں، اگر تو اپنی کنیا مجھے بیاہ دے تو کروڑ اشرفی دوں۔ مشہور ہے کہ، پاپ کا مول لوبھ، اور بیادھ کا مول رس، اور دکھ کا مول نیہ، جو ان تینوں کو چھوڑے سو سکھ سے رہے، پر یہ ہر کسو سے چھوٹ نہیں سکتے۔ انت کال لالچ کے مارے دھن‌وتی نے کنیا دینے کی اچھا کی، اور پوچھا میں یہ چاہتی ہوں کہ تیرے پتر ہو، پر کس طرح سے ہو گا؟ اُس نے کہا کہ یہ جس سمے جوان ہوگی، اُس ایام میں ایک سندر براھمن کو بلا کر پانچ سو مہر دے اُس کے پاس رکھیو اس طرح سے اس کے بیٹا ہوگا۔

یہ سن کے دھن‌وتی نے لڑکی کو سولی کے گرد چار پھیرے دے شادی کر دی، تب چور نے اُسے کہا کہ کہ پورو[1] طرف اندارے کنویں کے پاس ایک بڑ کا درخت ہے، اُس کے نیچے وے اشرفیاں گڑی ہوئی ہیں، تو جا کے لے۔ یہ کہہ کر اُس کی جان نکل گئی۔ یہ اُدھر کو چلی اور وہاں پہنچ کر اُس میں سے تھوڑی اشرفیاں لے اپنے ماں باپ کے گھر آئی۔ اُن سے یہ برتانت کہہ اُن کو اپنے

---

۱ - بارکر : پورب -

ساتھ سوامی کے دیس میں لائی - پھر ایک بڑی سی حویلی بنا اُس میں رہنے لگی ، اور وہ لڑکی دن بدن بڑھنے - جب وہ جوون وتی ہوئی ، ایک دن سکھی کو ساتھ لے کوٹھے پر کھڑی باٹ نہار رہی تھی ، کہ اس میں ایک جوان براھمن اُس گیل[1] میں آ نکلا ، اور یہ اُسے دیکھ کام کے بس ہو سکھی سے بولی ، کہ اے آلی[2] ! اس پرش کو تو میری ماں کے پاس لے آ - یہ سن براھمن کو اُس کی ماں کے پاس لے آئی - وہ اُسے دیکھ کر بولی ، کہ ہے براھمن ! میری بیٹی جوان ہے ، جو تو اس کے پاس رہے گا تو میں پتر کے نمت[3] سو اشرف تجھے دوں گی - یہ سن کے اُس نے کہا میں رھوں گا - یہ باتیں کرتے تھے ، کہ اتنے میں سانجھ ہوئی ، اسے اچھا بھوجن دیا ، اور اُس نے بیالو کیا - مثل مشہور ہے کہ بھوگ آٹھ پرکار کا ہے ، ایک سگندھ ، دوسرے بنتا ، تیسرے بستر ، چوتھے گیت ، پانچویں پان ، چھٹے بھوجن ، ساتویں سیج ، آٹھویں آبھوشن ، یہ سب وھاں موجود تھے -

غرض جب پہر رات آئی ، اُس نے رنگ محل میں جا اُس کے ساتھ ساری رین آنند سے کاٹی - جب بھور ہوئی ، وہ اپنے گھر گیا ، اور یہ اُٹھ کے اپنی سکھیوں کے پاس آئی - تب ان میں سے ایک نے پوچھا کہ کہو رات کو دوست کے ساتھ کیا کیا خوشیاں کیں ؟ اُس نے کہا ، جس وقت کہ میں اُس کے پاس جا بیٹھی تھی ، میرے جی میں ایک دھڑکا سا معلوم ہوا تھا - جب کہ اُس نے مسکرا کے میرا ھاتھ

---

۱ - رستہ -
۲ - سہیلی -
۳ - کے لیے -

پکڑ لیا، میں اُس کے بس ہو گئی، اور مجھے کچھ خبر نہ رہی کہ کیا ہوا۔ اور ایسے کہا ہے کہ ایک نامی، دوسرے سورما، تیسرے چتر، چوتھے سردار، پانچویں سخی، چھٹے گن وان، ساتویں ستری رکشک ہو، ایسے پرش کو ناری، اس جنم میں تو کیا اُس جنم میں بھی نہیں بھولتی۔

حاصل یہ ہے کہ اُسی رات اسے گربھ رہا۔ جب کہ دن پورے ہوئے، ایک لڑکا پیدا ہوا۔ چھٹی کی رات کو اُس کی ماں نے سوپنے[1] میں دیکھا کہ ایک جوگی جس کے سر پر جٹا، ماتھے پر چاند، اُجل بھبھوت ملے دھولا[2] جنیو پہنے، سیت کنول کے آسن پر بیٹھا، سفید سانپوں کی سیلی[3] پہنے، منڈ مال گلے میں ڈالے، ایک ھاتھ میں کھپر، دوسرے میں ترسول لیے ہوئے، مہا بھیاونی[4] صورت بنائے اُس کے سونھیں آ کہنے لگا، کہ کل آدھی رات کے سمے ایک پٹارے میں ہزار مہر کا توڑا اور اس لڑکے کو بند کر راج دوار پر رکھ آ۔ یہ دیکھتے ہی اُس کی آنکھ کھل گئی، اور فجر ہوئے اپنی ماں کے آگے اس نے سب برتانت کہا۔ یہ سن کے دوسرے دن اُس کی ماں اُسی طرح پٹارے میں اُس لڑکے کو بند کر راجا کے دروازے پر رکھ آئی۔

اور اِدھر راجا نے خواب دیکھا، کہ دس بھوجا، پانچ سر، ہر ایک سر میں تین تین آنکھیں، اور ہر ایک

---

۱ - سپنے، خواب۔
۲ - سفید۔
۳ - ٹوپی۔
۴ - خوفناک۔

سر پر ایک ایک چاند ، دانت بڑے بڑے ، ترسول ھاتھ میں لیے ، اتی ڈراؤنی صورت اس کے سامنے آن کے بولا ، کہ اے راجا ! تیرے دوار پر ایک پٹارا رکھا ھے اس میں جو لڑکا ھے اسے تو لے آ ، وھی تیرا راج رکھے گا ۔

یہ سنتے ھی راجا کی آنکھ کھل گئی ، تب رانی سے سب احوال کہا ، پھر وھاں سے اٹھ ، دروازے پر آ ، دیکھا ، کہ پٹارا دھرا ھے ۔ جونھی پٹارے کو کھول کر دیکھا تو اس میں ایک لڑکا ، اور ھزار اشرفی کا توڑا ھے ۔ اس لڑکے کو آپ اٹھا لیا ، اور دوار پال سے کہا کہ اس توڑے کو اٹھا لا ، پھر محل میں جا ، لڑکے کو رانی کی گود میں دیا ۔ اتنے میں پربھات[1] ھوا ، راجا نے باھر آ پنڈتوں سے اور جوتشیوں سے بلا کے پوچھا کہ کہو اس لڑکے میں راج لکشن کیا ھے ؟

تب ان پنڈتوں میں سے ایک سامدرک[2] جاننے والا براھمن بولا ، کہ مہاراج ! اس لڑکے میں تین لکشن تو پرتیکش[3] دستے ھیں ، ایک تو بڑی چھاتی ، دوسرے انچاللاٹ[4] تیسرے بڑا چہرہ ، سوائے ان کے مہاراج ! بتیس لکشن پرش کے جو کہے ھیں سو سب اس میں ھیں ، اس سے نسندیہ[5] رھیے ، یہ راج کرے گا ۔ یہ سن راجا نے پرسن ھو موتیوں کا ھار اپنے گلے سے اتار اس براھمن کو دیا

۱- صبح ۔
۲- علم قیافہ ۔
۳- صاف صاف ۔
۴- ماتھا ۔
۵- بے فکر ۔

اور سب براهمنوں کو بہت سا دان دے حکم کیا کہ اس لڑکے کا نام رکھو - تب پنڈتوں نے کہا ، مہاراج ! آپ گٹھجوڑا باندھ بیٹھیے ، مہارانی گود میں لڑکا لے بیٹھیں ، اور سب منگلی لوگوں کو بلا کر منگلا چار کرواؤ ، تب ہم شاستر کی ریت سے نام کرن کریں -

یہ سن راجا نے دیوان کو آگیا دی کہ جو یہ کہیں سو کرو - دیوان نے لڑکے کے ہونے کی اسی وقت نگر میں ڈونڈی خوشی کی پھروا دی - یہ سن کے سب منگلا مکھی حاضر ہوئے ، اور گھر گھر سے بدھائی آنے لگی - راجا کے مندر میں آنند کے باجن باجنے لگے ، اور منگلا چار ہونے - پھر راجا رانی گود میں لڑکے کو لے چوک میں آ بیٹھے اور براهمن بید پڑھنے لگے - ان براهمنوں میں سے ایک جوتشی نے شبھ گھڑی لگن مہورت بچار اس لڑکے کا نام هردت رکھا - پھر وہ دن دن بڑھنے لگا ، ندان سو نو برس کی عمر میں چھ شاستر اور چودہ بدیا پڑھ کر پنڈت ہوا - اس میں بھگوان کا چاها یوں ہوا کہ اس کے ماں باپ مر گئے ، وہ راج گدی پر بیٹھا اور دھرم راج کرنے لگا - کئی ایک برس کے پیچھے ایک دن وہ راجا اپنے من میں چنتا کرنے لگا کہ میں نے ماں باپ کے یہاں جنم لے کے ان کے نمت کیا کیا - مثل ہے کہ جو دیاونت[1] ہوتے ہیں وے سب پر دیا کرتے ہیں ، وے ہی گیانی ہیں اور انہیں کو بیکنٹھ[2] ہوتا ہے - اور جن کا من شدھ نہیں ، تن کا دان

۱- مہربان -

۲- بہشت -

پوجا ، تپ ، تیرتھ کرنا ، شاستر سننا ، سب ورتھا[1] ہے ۔ اور جو شردھا مین ڈنبھ سمیت شردھا[2] کرتے ہیں تن کا نرپھل ہوتا ہے اور پتر ان کے نراس جاتے ہیں ۔

یہ بات راجا نے سوچ سمجھ کر بچارا کہ اب پتری کرم کیا چاہیے ۔ پھر راجا ہردت گیا میں گیا اور جا کر اپنے پتروں کے نام لے پھلگو ندی کے کنارے پنڈ دینے لگا کہ اس ندی میں سے تینوں کے ہاتھ نکلے ۔ یہ دیکھ اپنے جی میں گھبرایا کہ میں کس کے ہاتھ میں دوں ، اور کس کے ہاتھ میں نہ دوں ۔

اتنی کتھا کہہ بیتال بولا کہ اے راجا بکرم ! ان تینوں میں سے کسے پنڈ دینا اچت تھا ؟ تب راجا نے کہا ، چور کو ۔ پھر بیتال بولا کس کارن ؟ تب اس نے کہا کہ براھمن کا بیج تو مول لیا گیا ، اور راجا نے ہزار اشرف لے کے پالا ، اس واسطے ان دونوں کو پنڈ کا ادھیکار نہ ہوا ۔ اتنی بات سن بیتال پھر اسی درخت پر جا ٹنگا ، اور راجا اسے وہاں سے باندھ کر لے چلا ۔

۱- فضول ۔
۲- اعتقاد ۔

انیسویں کہانی[1]

بیتال بولا اے راجا ! چتر کوٹ نام ایک نگر ہے ، تہاں کا روپ دت نام راجا ۔ ایک دن اکیلا سوار ہو شکار کو گیا ، سو بھولا ہوا ایک سہاین میں جا نکلا ۔ وہاں جا کے دیکھتا کیا ہے کہ ایک بڑا سا تالاب ہے ، اس میں کنول کھل رہے ہیں ، اور بھانت بھانت کے پنچھی کلول کر رہے ہیں ۔ تالاب کے چاروں اور برکشو کی گھنی گھنی چھاؤں میں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا سگندھوں کے ساتھ آ رہی ہے۔ یہ بھی دھوپ کا تونسا ہوا تھا ، گھوڑے کو ایک درخت سے باندھ ، زمین پوش بچھا کر بیٹھ گیا ۔گھڑی ایک بیتی تھی کہ ایک رشی کنیا اتی سندر جوون وتی وہاں پشپ[2] لینے کو آئی ۔ اسے پھول توڑتے ہوئے دیکھ راجا اتی کام کے بس ہوا۔ جب وہ پھول چونٹ اپنے ستھان کو چلی ، تب راجا بولا کہ ، یہ تمھارا کیسا آچار ہے کہ ہم تمھارے آشرم میں اتتھی[3] آئے ، اور تم ہماری سیوا نہ کرو ! یہ سن کے وہ پھر کھڑی ہوئی ۔ تب راجا نے کہا کہ ایسے کہتے ہیں کہ اتم برن کے گھر جو نیچ برن بھی اتتھی آوے ، تو وہ بھی پوجنیہ

۱۔ بارکر کے نسخے میں اس کہانی پر عنوان ہے ۔ ”راجا روپ دت اور رشی کی لڑکی کی کہانی۔“

Buitenen : The Boy who Sacrificed Himself.

۲۔ پھول ۔

۳۔ مہمان ۔

ہے ، اور چور ہو یا چنڈال ، شترو ہو یا پتری گھاتک ، پر جو وہ بھی اپنے گھر آوے تو اس کی بھی پوجا کرنی اچت ہے ، کیونکہ اتتھی سب کا گرو ہے - اس طرح سے جب راجا نے کہا ، تب وہ کھڑی ہوئی - پھر دونوں آنکھیں لڑانے لگے ، اس میں وہ منی بھی آپہنچا - راجا نے اس تپسی کو دیکھ نمسکار کیا ، اور ان نے اشیر باد دیا ، کہ چرنجیو رہو - اتنا کہہ اس نے راجا سے پوچھا کہ یہاں کس کارن آئے ہو ؟ اس نے کہا مہاراج ! شکار کرنے آیا ہوں - وہ بولا کہ کس لیے تو مہاپاپ کرتا ہے ؟

ایسا کہا ہے کہ ایک جن پاپ کرتا ہے ، اور انیک جن اس کے پاپ کا پھل بھگتے ہیں - راجا نے کہا کہ مہاراج ! مجھ پر کرپا کرکے دھرم ادھرم کا بچار کہو - تب وہ منی بولا سنیے مہاراج ! کہ جو جیو ترن[1] جل کھا ، بن باس کرتے ہیں ، تن کے مارنے سے بڑا ادھرم ہوتا ہے - اور پشو پنچھی منش کے ہرتی پال کرنے کا بڑا دھرم ہے - اور ایسا کہا ہے کہ جو بھئےمان اور سرن آئے کو نربھئے[2] کر دیتے ہیں ، سو مہادان کا پھل لیتے ہیں - اور ایسا کہا ہے کہ ، کشما[3] برابر تپ نہیں ، اور سنتوش[4] سمان سکھ - مترتا تلیہ دھن نہیں ، اور دیا سم دھرم - اور جو نر اپنے دھرم میں ساودھان ہے ، اور دھن ، گن ، بدیا ، جس ، پربھتا کا ابھیان نہیں کرتے ، اور جو اپنی ستری سے سنتشٹ ہیں ،

۱- گھاس -
۲- بے خوف -
۳- معافی -
۴- اطمینان -

اور ستیہ‌وادی ہیں ، سوانت کال مکتی گتی پاتے ہیں ۔ اور جو جٹا دھاری وستر ہین نرا پدھ کو ہنتے ہیں ، وے لوگ انت سمے نرک بھوگ کرتے ہیں ، اور جو راجا رعیت کے دکھ دائیوں کو نہیں دنڈ دیتا ، وہ بھی نرک بھگتا ہے ۔ اور جو راج پتنی یا متر کی ستری ، یا کنیا ، یا اشٹھ نو مہینے کی گربھنی سے بھوگ کرتے ہیں ، سو مہانرک میں پڑتے ہیں ، ایسا دھرم شاستر میں کہا ہے ۔

یہ سن راجا نے کہا ، آج تک نادانی سے جو پاپ کیا سو کیا ، پھر بھگوان نے چاہا تو میں نہ کروں گا ۔ راجا کے اس کہنے سے منی نے پرسن ہو کے کہا ، کہ جو تو بر مانگے سو دوں ، میں تجھ سے بہت سنتشٹ ہوا ۔ تب راجا نے کہا کہ مہاراج ! جو تم مجھ پر تشٹ ہوئے تو اپنی کنیا مجھے دو ۔ یہ سن کے منی نے اپنی پتری راجا کے گندھرب بواہ کی ریت سے بیاہ دی ، اور آپ اپنے ستھان کو گیا ۔ پھر راجا رشی کنیا کو لے اپنے نگر کی طرف چلا ، کہ رستے میں قریب آدھی دور کے سورج است[۱] ہوا ، اور چندرماں اُدے[۲] ۔ تب راجا ایک درخت گھنا سا دیکھ ، اس کے نیچے اتر ، گھوڑا اس کی جڑ سے باندھ ، آپ زین پوش بچھا ، دونوں سو رہے ۔

پھر دو پہر رات کے سمے ایک برہم راکشس نے آ راجا کو جگا کر کہا ، کہ ہے راجا ، میں تیری ستری کو کھاؤں گا ۔ راجا نے کہا ایسا مت کر ، جو تو مانگے گا

۱۔ غرب ۔
۲۔ طلوع ۔

سو میں دوں گا ۔ تب راکشس نے کہا کہ اے راجا ! جو تو سات برس کے براھمن کے لڑکے کا سر کاٹ کر اپنے ھاتھ سے مجھے دے تو میں اسے نہ کھاؤں ۔ راجا نے کہا ایسے ھی میں کروں گا ، پر آج کے ساتویں دن تو میرے نگر میں آئیو میں تجھے دوں گا ۔

اسی طرح سے راجا کو بچن بندھ کر راکشس اپنے ستھان کو گیا ، اور بھور ہوتے راجا بھی اپنے محل میں آ داخل ھوا ۔ منتری نے ان کے بہت سی شادی کی ، اور آکے بھیٹ دی ، اور راجا نے منتری سے وہ برتانت کہہ کر پوچھا ، کہ ساتویں دن راکشس آوے گا ، کہو اس کا یتن کیا کریں ! منتری نے کہا مہاراج ! آپ کسی بات کی چنتا نہ کیجیے ، بھگوان سب بھلا کرے گا ۔

اتنا کہہ منتری نے سوا من کنچن[1] کا ایک پتلا بنوا ، اس میں جواھر جڑوا ، ایک چھکڑے پر رکھوا ، چوراھے میں کھڑا کروا کر اس کے رکھوالوں سے کہا کہ جو کوئی اس کے دیکھنے کو آوے یہی اس سے کہو ، کہ جو براھمن اپنے سات برس کے لڑکے کا راجا کو سر کاٹنے دے سو اسے لے ۔ یہ کہہ کر چلا آیا ، پھر لوگ جو اس کے دیکھنے کو آتے تھے اس سے چوکیدار یہی کہتے تھے ۔ دو دن تو یونہی بیتے ، پر تیسرے دن اسی نگر کا ایک دربل سا براھمن ، کہ جس کے تین بیٹے تھے ، وہ یہ بات سن ، گھر میں آ ، براھمنی سے کہنے لگا ، کہ ایک پتر اپنے راجا کو بلی[2] کے واسطے دے تو سوا من سونے کا پتلا جڑاؤ

۱۔ سونا ۔

۲۔ قربانی ۔

گھر میں آوے ۔

یہ سن براھمنی بولی ، کہ چھوٹے لڑکے کو میں نہ دوں گی ۔ براھمن نے کہا ، بڑے کو میں نہ دوں گا ۔ یہ بات سن مجھلے نے کہا کہ پتا ! میرے تئیں دیجے ۔ اس نے کہا اچھا ۔ پھر براھمن بولا کہ سنسار میں دھن ھی مول ھے ، اور دھن ھین کو سکھ کہاں ، اور جو دردری ھوا اس کا سنسار آنا برتھا[1] ھے ۔ اتنا کہہ مجھلے لڑکے کو لے جا ، چوکیداروں کو دے ، اس پتلے کو اپنے گھر لے آیا ۔ اور ادھر اس لڑکے کو لوگ ستری کے پاس لے آئے ۔ پھر جب سات دن بیت گئے ، وہ راکشس بھی آیا ، راجا نے چندن ، اکشت[2] پھول ، دھوپ ، دیپ ، نیویدیا ، پھل ، پان ، وستر ، لے اس کی پوجا کی ، اور اس لڑکے کو بلا ، کھڑگ ھاتھ میں لے بلی دینے کو کھڑا ھوا ۔ اس میں وہ لڑکا پہلے ھنسا ، پیچھے رویا ، اتنے میں راجا نے کھڑگ مارا کہ سر جدا ھو گیا ۔

سچ ھے جو گیانی کہہ گئے ھیں ، ستری سنسار میں دکھ کی کھان ھے ، اور بپتی کا گھر ، ساھس کی گرانے والی ، اور موہ کی کرنے والی ، دھرم کی ھرنے والی ، ایسی جوبش کی جڑ ھو آسے آتم کن نے کہا ھے ، اور ایسا کہا ھے ، کہ آپدا کے لیے دھن رکھیے ، اور دھن دے کے ستری کی رکشا کیجے ، اور دھن ستری دے کے اپنے جی کو بچائیے ۔

۱۔ فضول ، بے فائدہ

۲۔ دھان ۔

اتنی کتھا کہہ بیتال بولا کہ ہے راجا ! مرنے کے سمے آدمی روتا ہے ، تو اس کی حقیقت بتا کہ وہ ھنسا کیوں ؟ راجا نے کہا یہ بچار کے وہ ھنسا کہ بالک پن میں ماتا رکشا کرتی ہے ، اور بڑے ہونے سے پتا پالتا ہے ۔ سمے سمے رعیت کی راجا سہائے کرتا ہے ۔ سنسار کی یہ ریت ہے ۔ اور میرا یہ حال ہے کہ ماتا پتا نے دھن کے لوبھ سے راجا کو دیا ، اور یہ کھڑگ لیے مارنے کو کھڑا ہے ، اور دیوتا کو بل کی اچھا ہے ، دیا کسی کو بھی نہ آئی ۔ یہ سن بیتال اسی پیڑ پر جا لٹکا ، اور راجا بھی وہیں جھپٹ کے پہنچا ، اور اسے باندھ ، کاندھے پر رکھ ، لے چلا ۔

بیسویں کہانی

بیتال بولا کہ اے راجا ! بسال پور نام ایک نگر ہے ، وھاں کے راجا کا نام بپولیشور ، اُس کے نگر میں ایک بنیا تھا تس کا نام ارتھ دت ، اور اُس کی بیٹی کا نام انگ منجری ، شادی اُس کی کنول پور کے منی نام بنیے سے کر دی تھی - کتنے ایک دنوں کے پیچھے وہ بنیا سمدر پار بنج[1] کو گیا - اور یہاں جب یہ جوان ہوئی تب ایک دن اپنے چوبارے پر کھڑی ہوئی رستے کا تماشا دیکھتی تھی ، کہ اس میں ایک بھمنیٹا کملا کر نام چلا آتا تھا ، ان دونوں کی چار نظریں ہوئیں ، اور دیکھتے ہی موھت ہو گئے - پھر گھڑی ایک کے پیچھے صورت سنبھال بھمنیٹا برہ سے بیاکل ہو اپنے دوست کے گھر گیا ، اور یہاں وہ بھی اُس کی جدائی کی پیر سے نپٹ بےچینی میں تھی ، کہ اتنے میں سکھی نے آن کے اٹھایا پر اسے کچھ اپنی سدھ نہ تھی - پھر اُس نے گلاب چھڑکا اور خوشبوئیاں سنگھائیں ، کہ اس میں آسے ھوش آیا ، اور بولی کہ اے کامدیو ! مہادیو نے تجھے جلا کر بھسم کیا ، تس پر بھی تو اپنی کھٹائی[2] سے نہیں چوکتا ، اور بن اپرادھ[3] کے اولاؤں کو آن کے دکھ دیتا ہے -

---

۱ - تجارت -

۲ - بے وفائی -

۳ - قصور -

یہ باتیں کہہ رہی تھی کہ سانجھ ہوئی ، اور چاند نظر آیا ۔ تب چاندنی کی طرف دیکھ کے بولی کہ ، ہے چندرماں ! ہم سنتے تھے کہ تم میں امرت ہے ، اور کرنوں کی راہ سے امرت برساتے ہو ، سو آج میرے پر تم بھی بش برسانے لگے پھر سکھی سے کہا کہ ، یہاں سے مجھے اُٹھا کر لے چل ، کہ میں چاندنی سے جلی مرتی ہوں ۔ تب وہ اُسے اٹھا کر چوبارے پر لے گئی ، اور کہا تجھے ایسی باتیں کہتے لاج نہیں آتی ۔ تد ان نے کہا کہ اے سکھی ! میں سب جانتی ہوں ، پر من متھ[1] نے مجھے مار کے نلجا کیا ، اور میں دھیرج بہتیرا کرتی ہوں ، پر برہ کی آگ سے جوں جوں جلتی ہوں ، توں توں مجھے گھربش سا نظر آتا ہے ۔ سکھی بولی کہ تو خاطر جمع رکھ ، میں تیرا سب دکھ دور کروں گی ۔

اتنا کہہ سکھی اپنے گھر گئی ۔ اور ان نے اپنے جی میں بچارا کہ اس شریر کو اُس کے کارن تجوں ، اور پھر کے جنم لے اُس سے مل سکھ بھوگ کروں ۔ یہ کامنا کر گلے میں پھانسی ڈال چاہے کہ کھینچے ، اتنے میں سکھی آ پہنچی ، اور اُس نے جھٹ اس کے گلے سے رسی نکال کر کہا ، جینے سے سب کچھ ہے ، مرنے سے نہیں ۔ وہ بولی ، کہ ایسے دکھ پانے سے مرنا بھلا ہے ۔ سکھی نے کہا کہ ایک گھڑی سستا ، کہ میں اُسے جا کر لے آتی ہوں ۔

اتنا کہ وہاں گئی جہاں کملاکر تھا ۔ پھر اُسے چھپ کے دیکھا تو وہ بھی برہ سے بیاکل ہو رہا ہے ، اور اُس کا متر گلاب کے پانی سے چندن گھس گھس اُس کے بدن میں لگاتا

---

[1] ۔ محبت ۔

ہے، اور کیلے کے کومل پتوں سے پون کر رہا ہے۔ تس پر بھی برہ کی آگ سے وہ گھبرا کر جلا ہی جلا پکارتا ہے، اور متر سے کہتا ہے، کہ زہر لا دے میں اپنے پران تیاگ کر اس کشٹ سے چھوٹوں - اس کی یہ اوستھا دیکھ اس نے اپنے جی میں کہا، کیسا ہی ساھسی، پنڈت، چترا، وویکی[1] دھیر منش ہو، پر کامدیو اسے ایک کشن میں بےکل کر دیتا ہے -

اتنا اپنے من میں بچار سکھی نے اس سے کہا، اے کملاکر! تیرے تئیں آننگ منجری نے کہا ہے کہ تو آ کے مجھے جی دان دے - ان نے کہا یہ تو اُن نے مجھے جی دان دیا - اتنا کہہ اُٹھ کھڑا ہوا، اور سکھی اسے اپنے ساتھ لیے ہوئے اس کے پاس گئی - یہ وہاں جا کے دیکھے تو وہ موئی ہوئی پڑی ہے - پھر ان نے بھی ایک آہ کا نعرہ مارا کہ اس کے ساتھ اس کا دم نکل گیا - اور جب صبح ہوئی، اس کے گھر کے لوگ ان دونوں کو مرگھٹ میں لے گئے، اور چتا چن کر انھیں رکھ کے آگ لگائی تھی، کہ اس میں اس کا خاوند بھی پردیس سے مرگھٹ کی راہ آ نکلا، تب لوگوں کے رونے کی آواز سن کر یہ وہاں گیا، تو دیکھتا کیا ہے کہ اس کی ستری پرپرش کے ساتھ جلتی ہے - یہ بھی برہ سے بیاکل ہو اسی آگ میں جل کے مر گیا - یہ خبر نگر کے لوگ سن کے آپس میں کہنے لگے کہ ایسا اچرج نہ آنکھوں دیکھا نہ کانوں سنا -

اتنی کتھا کہہ بیتال بولا کہ، اے راجا! ان تینوں

---

۱ - ھشیار -

میں سے کون سا ادھک کامی[1] ہوا ؟ راجا بولا کہ اُس کا خاوند ادھک کامی ہوا ۔ بیتال نے کہا کس کارن ؟ راجا نے کہا جن نے اپنی ناری کو اور کے ارتھ موئے دیکھ کرودھ تیاگ کر اُس کے پریم میں مگن ہو جی دیا ، وہ ادھک کامی ہوا ۔ یہ بات سن بیتال پھر اُسی درخت پر جا لٹکا ۔ راجا بھی وونہیں جا ، اُسے باندھ ، کاندھے پر رکھ ، لے چلا ۔

---

۱ - جذبات سے مغلوب ۔

اکیسویں کہانی[1]

بیتال بولا اے راجا ! جئے ستھل نام نگر ، وھاں کا وردھمان نام راجا ، اُس کے نگر میں بشنو سوامی نام براھمن، اُس کے چار بیٹے ، ایک جواری ، دوسرا کسبی باز ، تیسرا چھنلا[2] ، چوتھا ناستک[3] - ایک دن وہ براھمن اپنے بیٹوں کو سمجھانے لگا ، کہ جو کوئی جوا کھیلتا ھے اُس کے گھر میں لکشمی نہیں رھتی - یہ سن وہ جواری اپنے جی میں بہت دق ھوا ، اور پھر ان نے کہا کہ راج نیتی میں ایسا لکھتا ھے ، کہ جواری کے ناک کان کاٹ دیس سے نکال دیجیے کہ اور لوگ جوا نہ کھیلیں - اور جواری کے جورو لڑکوں کو گھر میں ھوتے بھی گھر میں نہ جانیے ، کیونکہ نہیں معلوم کس وقت ھار دے - اور جو کسی[4] کے چرتروں پر موھت ھوتے ھیں ، سو اپنے جی کو دکھ بساتے ھیں - اور کسبی کے بس میں ھو سربس اپنا دے انت کو چوری کرتے ھیں - اور ایسے کہا ھے کہ جو ناری آدمی کے من کو ایک گھڑی میں موہ لے ، ایسی ناری سے گیانی دور رھتے ھیں،

---

۱ - کہانی پر بارکر کے ھاں عنوان ھے برھمن ، بشنوسوامی اور اس کے چار لڑکوں کی کہانی،، -

۲ - زانی -

۳ - بے دین -

۴ - بارکر : بیسوا -

اور اگیانی' اُس سے برہتی کر اپنا ست شیل جس اچار بچار نیم دھرم سب کھوتے ھیں - اور اُس کو اپنے گرو کا آپدیس بھلا نہیں لگتا - اور ایسے کہا ھے کہ جس نے اپنی لاج کھوئی ، دوسرے کو وہ کب بے حرمت کرنے سے ڈرتا ھے - اور مثل ھے کہ جو بلاؤ اپنے بچے کو کھاتا ھے سو چوھے کو کب چھوڑے گا -

پھر کہنے لگا ، کہ جنھوں نے بالک پن میں بدیا نہ پڑھی ، اور جوانی میں کام سے آتر ھو جوون کے گرو میں رھے ، سو بردھ کال میں پچھتا کہ حرص کی آگ میں جلتے ھیں - یہ بات سن آن چاروں نے آپس میں بچار کر کہا کہ بدیا ھین پرش کے جینے سے مرنا بھلا ھے - اس سے آتم یہ ھے کہ بدیس میں جا کر بدیا پڑھیے - یہ بات آپس میں ٹھان وے ایک اور نگر میں گئے ، اور کتنی ایک مدت بعد پڑھ کے پنڈت ھو اپنے گھر کو چلے - راہ میں دیکھتے کیا ھیں کہ ایک کنجر موئے ھوئے شیر کی ھڈی چمڑی جدا کر ، گٹھڑی باندھ چاھے کہ لے جائے، اس میں انھوں نے آپس میں کہا کہ آؤ اپنی اپنی بدیا آزماویں -

یہ ٹھہرا ایک نے اسے بلا کر کچھ دیا ، اور وہ پوٹ لے آسے بدا کیا ، اور رستے سے کنارے ھو اس موٹ کو کھول ایک نے ساری ھڈیاں جا بجا لگا منتر پڑھ چھینٹا مارا کہ وے ھاڑ لگ گئے - دوسرے نے اسی طرح سے ان ھڈیوں پر ماس جا دیا - تیسرے نے اسی بھانتی سے ماس پر چام بٹھا دیا - چوتھے نے اسی ریت سے اسنے جلا دیا - پھر

---

۱ - بارکر : ان کو -

Buitenen : Four who made a Lion.

وہ اٹھتے ہی ان چاروں کو کھا گیا ۔

اتی کتھا کہہ بیتال بولا اے راجا ! ان چاروں میں کون ادھک مورکھ تھا ؟ راجا بکرم نے کہا ، جس نے اسے جلا دیا سوئی بڑا مورکھ تھا ۔ اور ایسا کہا ہے کہ بدھی[1] بنا بدیا کسو کام کی نہیں ۔ بلکہ بدیا سے بدھی اتم ہے ، اور بدھی ہین اسی طرح مرتے ہیں جیسے سینہ[2] کے جلانے والے موئے ۔ یہ سن بیتال اسی درخت پر جا لٹکا ، پھر راجا اسی طرح باندھ ، کاندھے پر رکھ ، لے چلا ۔

---

۱ ۔ عقل ۔

۲ ۔ شیر ۔

بائیسویں کہانی[1]

بیتال بولا اے راجا بشو پور نام نگر ، وہاں کا بدگدھ نام راجا ، اُس کے نگر میں ناراٹن نام براھمن تھا - وہ ایک دن اپنے من میں چنتا کرنے لگا ، کہ میرا شریر بردھ[2] ھوا ، اور میں دوسرے کی کایا میں پیٹھنے کی بدیا جانتا ھوں ، اس سے بہتر یہ ھے کہ اس پرانی دیہ کو چھوڑ اور کسو جوان کے شریر میں جا کے بھوگ کروں -

جب وہ یہ اپنے جی میں بچار کر چکا ، اور ایک ترن سریر میں پیٹھنے لگا ، تو پہلے رویا اور پیچھے ھنسا ، پھر اس میں پیٹھ کے اپنے گھر میں آیا - لیکن اس کے سارے کٹمب کے لوگ اس کے کرتب سے واقف تھے ، پھر ان کے آگے کہنے لگا ، کہ میں اب جوگی ھوا - اتنا کہہ کے پڑھنے لگا ، آسا کے سرووور کو تپسیا کے تیج سے سکھا ، تس میں من کو رکھ اندریوں کو ستھل کرے سو جوگی چتر کہاوے -

اور یہ گتی سنسار کے لوگوں کی ھے کہ انگ گلے ، منڈ ھلے ، دانت گریں ، بوڑھے ھو ، لاٹھی لے ، پھریں تو بھی ترشنا نہیں مٹتی ، اور اسی طرح سے کال چلا جاتا ھے ، دن

---

۱ - نرائن برھمن کی کہانی جس نے اپنے علم کے ذریعے اپنے آپ کو ایک نوجوان جسم میں بدل دیا ،، ، یہ عنوان بار کر کے نسخے میں ھے -

۲- بوڑھا

ھوا ، رات ھوئی ، برس ھوا ، مہینہ ھوا ، بالک ھوا ، بوڑھا ھوا ، اور کچھ نہیں معلوم کہ میں کون ھوں ، اور لوگ کون ھیں ، اور کون کس لیے کسو کا سوگ کرتا ھے ، ایک آتا ھے ایک جاتا ھے ، اور انت کال سب جی جانے والے ھیں ، ان میں سے ایک نہ رھے گا ۔

انیک انیک انگ ھیں ، اور انیک انیک من ھیں ، اور انیک انیک موہ ھیں ، بھانتی بھانتی کے پاشنڈ[1] برھما نے رچے ھیں ، پر بدھیوان ان سے بچ ، آسا اور ترشنا کو مار ، سر منڈا ، ھاتھ میں دنڈ کمنڈل لے ، کام کرودھ کو مار ، جوگی ھو ، ننگے پاؤں تیرتھ تیرتھ ڈولتے پھرتے ھیں ، سو موکش پدارتھ پاتے ھیں ۔ اور یہ سنسار سپنے کی طرح ھے ، اس میں کس کی خوشی کیجیے ، اور کس کا غم ۔ اور کیلے کے گابھے[2] کی طرح سنسار ھے ، اس میں سار کچھ نہیں ، اور دھن جوون بدیا کا جو گرو[3] کرتے ھیں ، سو اگیان ھیں ۔ اور جو جوگی ھو کمنڈل ھاتھ میں لے بار بار بھیک مانگ ، دودھ گھی چینی سے اپنے شریر کو پشٹ کر ، کاماتر[4] ھو ، ستری سے بھوگ کرتے ھیں ، سو اپنا جوگ کھاتے ھیں اتنا پڑھ کر وہ بولا کہ اب میں تیرتھ یاترا کروں گا ۔ یہ بات سن ، اس کے کٹمب کے لوگ بہت خوش ھوئے ۔

اتنی کہانی کہہ بیتال بولا اے راجا ! کس کارن وہ

۱- چرتر

۲- پتے

۳- غرور

۴- پر شہوت

رویا اور کس کارن وہ ہنسا ؟ تب راجا نے کہا کہ بالک پن کا ماں کا پیار ، اور جوانی کا سکھ یاد کر ، اور اتنے دنوں اس دیہ کے رہنے کے موہ سے رویا ، اور اپنی بدیا سدھی کرکے نئی کایا میں پیٹھ کے خوشی سے ہنسا ۔ یہ بات سن بیتال اسی پیڑ پر جا لٹکا ، پھر راجا اسی طرح سے باندھ ، کاندھے پر رکھ ، لے چلا ۔

تئیسویں کہانی[1]

بیتال بولا اے راجا ! دھرم پور نام نگر ، وہاں کا دھرمج نام راجا ، اس کے شہر میں گوبند نام براھمن ، چاروں بید چھہوں شاستر کا جاننے والا تھا ، اور اپنے دھرم کرم سے ساؤدھان[2] - اور ھری دت ، سوم دت ، یگیہ دت ، برھم دت اس کے چار بیٹے تھے ، بڑے پنڈت بڑے چتر اور اپنے باپ کی آگیا میں سدا رہتے تھے - کتنے ایک دن پیچھے بڑا بیٹا اس کا مر گیا ، اور وہ بھی اس کے دکھ سے مرنے لگا - تس سمے وھاں کے راجا کا پروھت بشنوشرما آن اسے سمجھانے لگا ، کہ یہ منش جس سمے ماں کے گربھ میں آتا ھے ، پہلے وھیں دکھ پاتا ھے - دوسرے جوانی میں کام کے بس ھو پریتم کے بیوگ سے ایذا سہتا ھے - تیسرے بوڑھا ھو اپنے شریر کے نربل ھونے سے اذیت میں پڑتا ھے -

غرض سنسار میں جنم لینے سے دکھ بہت ھوتے ھیں اور سکھ تھوڑا - کیونکہ یہ سنسار دکھ کا مول ھے ، اگر کوئی درخت کی پھننگ[3] پر جا چڑھے ، یا پہاڑ کی چوٹی پر جا بیٹھے ، یا پانی میں چھپ رھے ، یا لوھے کے پنجرے میں

۱- بارکر : برھمن گوبند اور اس کے چار لڑکوں کی اس کہانی کو Buitenen نے The three Fatidious, Brahmins کا عنوان دیا ھے -

۲- متوجہ

۳- چوٹی

گھس رہے ، یا پاتال میں جا چھپے ، تو بھی کال نہیں چوڑتا ۔ اور پنڈت، سورکھ، دھنوان، نردھن، گیانی، اگیانی، بلوان، نربل کیسا ھی کوئی ھووے پر یہ سروبھکشی کال کسی کو نہیں چھوڑتا ۔ تمام سو برس کی منش کی آربل ھے ، تس میں سے آدھی تو رات میں جاتی ھے ، اور آدھی کی آدھی بال اور برده اوستھا میں ۔ شیش[1] جو رھی سو بیاد ، بیوگ ، سوگ میں گزرتی ھے ۔ اور جی جو ھے پانی کی ترنگ کی طرح چنچل ھے ، اس سے اس منش کو سکھ کہاں ، اور اب کل یگ کے سمے ستیہ بادی منش ملنے درلبھ ھیں ، اور دن بدن دیس اجڑتے ھیں ، راجا لوبھی ھوتے ھیں ، پرتھوی مند پھل دیتی ھے ، چور دراچاری پرتھوی میں اپادھ کرتے ھیں ، اور دھرم تپ ، ست ، سنسار میں تھوڑا رھا ھے ، راجا کٹل ، براھمن لالچی ، لوگ لگائی کے بس ھوئے ، ستری چنچل ھوئیں ، پتا کی نندا پتر کرنے لگے ، اور متر شترتا[2]

اور دیکھو جس کا ماما کنھیا[3] اور پتا رجن ، تس ابھی منیو[4] کو بھی کال نے نہ چھوڑا ۔ اور تس سمے منش کو جم[5] لے جاتا ھے ، لکشمی اس کے گھر میں رھتی ھے ، اور

۱- باقی

۲- دشمن ۔

۳- کنھیا یا کرشن جی ، راجہ یدو ولد راجہ بیاتی کی اولاد تھے ۔ سری کرشن جی کے بارے میں تفصیل کے لیے دیکھیے ھندو کلاسیکل ڈکشنری مرتبہ سردار سہانے صفحہ ۲۰۸ تا ۲۱۵

۴- ابھی منیو : ارجن کا بیٹا مہا بھارت کی لڑائی میں مارا گیا ۔

۵- موت ۔

ماں باپ جورو لڑکا بھائی بندھو کوئی کام نہیں آتا ۔ بھلائی برائی پاپ پنیہ ھی ساتھ جاتا ھے ، اور رھی کنبے کے لوگ اسے مرگھٹ میں لے جا جلا دیتے ھیں ۔ اور دیکھو ادھر رات بتیت ھوتی ھے ، ادھر دن آتا ھے ۔ ادھر چاند است ھے، ادھر سورج ادئے ۔ ایسے جوانی جاتی ھے بڑھاپا آتا ھے ، اسی طرح سے کال بیتا چلا جاتا ھے ، پر یہ دیکھ کر منش کو گیان نہیں ھوتا ۔

اور دیکھو ستیہ یگ میں مان دھاتا ایسا راجا کہ جس نے دھرم کے جس سے ساری پرتھوی کو چھا دیا تھا ۔ اور تریتا میں شری رام چندر راجا کی جس نے سمندر کا پل باندھ، لنکا سا گڑھ توڑ ، راون کو مارا ۔ اور دواپر میں یدھشٹر نے ایسا راج کیا کہ جس کا جس اب تک لوگ گاتے ھیں ۔ پر کال نے انھیں بھی نہ چھوڑا ۔ اور آکاش کے اڑنے والے پنچھی ، اور سمدر کے رھنے والے جیو سبے پانے وے بھی آپتیہ[1] میں آ پڑتے ھیں ۔ اس سنسار میں آکے دکھ سے کوئی نہیں چھوٹا ، اس کا موہ[2] کرنا برتھا[3] ھے ۔ اس سے اتم یہ ھے کہ دھرم کاج کیجیے ۔

اس طرح سے جب بشنو شرما نے سمجھایا ، تب اس براھمن کے جی میں آیا کہ اب پنیہ کاج کیجے ۔ یہ من میں اس نے سوچ اپنے بیٹوں سے کہا کہ میں یگیہ کرنے بیٹھتا ھوں ، تم سمدر سے جا کر کچھوا لے آؤ ۔ اپنے باپ کی

۱۔ آفت ۔

۲۔ پیار کرنا ۔

۳۔ فضول ۔

آگیا پا ، ایک دھیمر سے جا کر انھوں نے کہا کہ ایک ریپا لے اور کچھپ[1] پکڑ دے ۔ اس نے لیا اور پکڑ دیا ۔ تب ان میں سے بڑے بھائی نے مجھلے سے کہا تو اٹھا لے ، ان نے چھوٹے سے کہا بھائی تو اٹھا لے اس نے کہا کہ میں اسے نہ چھوؤں گا ، میرے ھاتھ میں درگندھ[2] آوے گی ، اور میں بھوجن کرنے میں چتر ھوں ۔ مجھلا بولا کہ میں ناری رکھنے میں چتر ھوں ۔ بڑے نے کہا کہ میں سیج پر سونے میں چتر ھوں ۔

اسی طرح تینوں بیاد کرنے لگے ، اور کچھوے کو وھاں چھوڑ ، جھگڑتے ہوئے راجا کے دوار پر جا دوار پال سے انھوں نے کہا ، کہ تین براھمن فریادی آئے ھیں ، یہ جا کے تو راجا سے کہہ ۔ یہ سن کے دربان نے راجا کو خبر دی ، راجا نے بلوا کر پوچھا کہ تم کس واسطے آپس میں جھگڑتے ہو ؟ تب ان میں سے چھوٹا بولا کہ مہاراج ! میں بھوجن چتر ھوں ۔ مجھلے نے کہا کہ پرتھوی ناتھ ! میں ناری چتر ھوں ۔ بڑے نے کہا کہ دھرما وتار ! میں سیج چتر ھوں ۔ یہ سن راجا نے کہا اپنی اپنی پرکشا[3] دو ، انھوں نے کہا بہت اچھا ۔

راجا نے اپنے رسوئیے کو بلا کر کہا کہ بھانت بھانت کے بنجن اور پکوان بنا ، اس براھمن کو اچھی طرح بھوجن کرواؤ ۔ یہ سن رسوئیے نے جا ، رسوئی تیار کر ، اس

۱- کچھوا ۔

۲- بدبو ۔

۳- امتحان ۔

بھوجن چتر کو لے جا تھال پر بٹھایا ، چاہے کہ وہ گراس[1] اٹھا منہ میں دے ، کہ اس میں درگندھ آئی ، اسے چھوڑ ھاتھ دھو راجا کے پاس آیا ، راجا نے پوچھا کہ تونے سکھ سے بھوجن کیا ؟ تب اس نے کہا کہ مہاراج ! ان میں درگندھ آئی ، میں نے بھوجن نہ کیا - پھر راجا نے کہا درگندھ کا کارن کہہ - اس نے کہا مہاراج ! مرگھٹ کی بھومی کے چانول تھے ، مردے کی بو اس میں سے آتی تھی ، اس کارن نہ کھایا - یہ سن کے راجا نے اپنے بھنڈاری کو بلا کر پوچھا ، ارے ! یہ کس گاؤں کے چانول تھے ؟ اس نے کہا مہاراج ! شو پور کے - راجا نے کہا وہاں کے کسان کو بلاؤ - تب بھنڈاری نے اس گاؤں کے زمیندار کو حضور میں بلوایا ، راجا نے پوچھا ، یہ کس بھومی کے ھیں ؟ اس نے کہا کہ مہاراج ؟ سمشان کے ھیں - یہ سن کے راجا نے اس براھمن کے لڑکے سے کہا کہ تو سچ بھوجن چتر ھے -

پھر ناری چتر کو بلوا ، ایک مکان میں پلنگ بچھوا سب خوشی کے سامان رکھوا ، ایک اچھی ستری کو بلوا اس کے پاس رکھوا دیا ، اور وے دونوں آپس میں لیٹے ہوئے باتیں کرنے لگے - راجا چھپ کے جھروکے سے دیکھنے لگا ، اور اس براھمن نے چاھا کہ اس کا بوسہ لے ، اس میں اس کے منہ سے باس پا ، منہ پھیر سو رھا - راجا نے یہ چرتر[2] دیکھ ، اپنے مندر میں جا کر آرام کیا ، بھور کے سمے

۱- لقمہ -

۲- حرکت -

دربار میں آ اس براھمن کو بلا کے پوچھا کہ اے براھمن ! آج کی رات تونے سکھ سے کاٹی ؟ اس نے کہا مہاراج ! سکھ نہ پایا - پھر راجا نے کہا کس کارن ؟ براھمن نے کہا اس کے منہ سے بکری کی گندھ آتی تھی ، اس سے جیو میرا بہت بے چین رھا -

یہ سن راجا نے دلالہ کو بلا کر پوچھا کہ اسے تو کہاں سے لائی تھی ، اور یہ کون ھے ؟ اس نے کہا یہ میری بہن کی بیٹی ھے ، جب تین مہینے کی تھی تب اس کی ماں مر گئی ، اور میں نے اسے بکری کا دودھ پلا پلا کر پالا ھے - یہ سن راجا نے کہا سچ تو ناری چتر ھے - پھر سیج چتر کو اچھے اچھے بچھونے کروا پلنگ پر سلوایا ، پربھات[1] ھوئے راجا نے اسے بلا کر پوچھا ، تو رات بھر سکھ سے سویا ؟ ان نے کہا مہاراج ! رات بھر نیند نہ آئی - راجا نے کہا ، کس کارن ؟ اس نے کہا مہاراج ! اس سیج کی ساتویں تہہ میں ایک بال ھے ، وہ میری پیٹھ میں چبھتا تھا ، اس سے نیند نہ آئی - یہ سن راجا نے اس بچھونے کی ساتویں تہہ میں دیکھا تو ایک بال نکلا ، تب اس سے کہا کہ تو سچ سیج چتر ھے -

اتنی بات کہہ بیتال نے پوچھا ، ان تینوں میں کون اتی چتر ھے ؟ راجا بیربکر ماجیت نے کہا ، جو سیج چتر ھے - یہ سن بیتال پھر اسی درخت پر جا لٹکا ، راجا بھی وھیں جا ، اسے باندھ ، کاندھے پر رکھ ، لے چلا -

---

۱- صبح -

چوبیسویں کہانی[1]

بیتال نے کہا اے راجا ! کلنگ دیس میں ایک یگیہ شرما نام براھمن ، تس کی ستری کا نام سوم دتا ، اتی روپ وتی تھی - وہ براھمن یگیہ کرنے لگا ، اس میں اس ستری کے ایک سندر لڑکا ھوا - جب وہ پانچ برس کا ھوا ، تب باپ اس کا شاستر پڑھانے لگا - بارہ برس کی عمر میں وہ سب شاستر پڑھ کے بڑا پنڈت ھوا ، اور سدا اپنے باپ کی سیوا میں رھنے لگا - کتنے ایک دن بیتے وہ لڑکا مر گیا ، اس کے سوگ سے ماتا پتا چلا چلا رونے لگے - یہ خبر پا سارے کنبے کے لوگ دھائے ، اور اس لڑکے کو ارتھی میں باندھ کر سمشان میں لے گئے ، اور وھاں جا اسے دیکھ دیکھ آپس میں کہنے لگے ، دیکھو ایسے پر بھی سندر لگتا ھے -

اسی طرح سے باتیں کرتے تھے اور چتا چنتے تھے ، کہ وھاں ایک جوگی بھی بیٹھا تپسیا کر رھا تھا - یہ بات سن وہ اپنے جی میں بچارنے لگا کہ میرا شریر اتی بردھ ھوا - جو اس لڑکے کے شریر میں پیٹھوں تو سکھ سے جوگ کروں - یہ سوچ کر اس لڑکے کے شریر میں پیٹھ ، کروٹ لے ،

۱- بارکر : " براھمن یگیہ شرما اور اس کے لڑکے کی کہانی -"

Buitenen : The Rejunenated Hermit.

رام کرشن[1] کہہ ایسا اٹھ بیٹھا ، جیسے کوئی سوتے سے اٹھ بیٹھے ۔ یہ دیکھ تمام لوگ اچنبھے میں ہو ، اپنے اپنے گھر آئے ، اور اس کے باپ کو یہ اچرج دیکھ بیراگ ہوا ، پہلے ھنسا پیچھے رویا ۔

اتی کتھا کہہ بیتال بولا اے راجا بکرم ! کہہ وہ کیوں ھنسا اور کیوں رویا ؟ تب راجا نے کہا ، جوگی کو اس کے شریر میں جاتے دیکھ اور یہ بدیا سیکھ کر ھنسا ، اور اپنے شریر کے چھوڑنے کے موہ سے رویا ، کہ ایک دن اسی طرح مجھے بھی اپنا شریر چھوڑنا پڑے گا ۔ یہ سن بیتال پھر اسی درخت پر جا لٹکا ، اور راجا بھی پیچھے جا ، اسے باندھ ، کاندھے پر رکھ ، لے چلا ۔

۱- رام : سری رام یا سری رام چندر جی راجہ دشرتھ کے سب سے بڑے بیٹے ، سورج بنسی خاندان کے راجہ والی اجودھیا تھے ۔ یہی رام چندر جی وشنو جی کا ساتواں اوتار تھے ۔

پچیسویں کہانی[1]

تب بیتال بولا اے راجا ! دکشن دسا میں دھرم پور نگر ہے ، وھاں کے راجا کا نام مہابل ۔ ایک سمے اسی دیس کا ایک اور راجا فوج لے چڑھ آیا ، اور اس کا نگر آن گھیرا ۔ کتنے ایک دنوں لڑتا رھا ، جب سینا اس کی مل گئی اور کچھ کٹ گئی ، تب لاچار ہو ، رات کے وقت رانی کو بیٹی سمیت ساتھ لے ، جنگل میں نکل گیا ۔ جب کئی ایک کوس بن میں پہنچا تو پربھات ھوئی ، اور ایک گاؤں نظر آیا ۔ تب رانی اور راج کنیا کو ایک پیڑ تلے بٹھلا ، آپ گاؤں کی طرف کھانے کا کچھ سامان لینے چلا تھا کہ اس میں بھیلوں نے آن گھیرا ، اور کہا ، ھتھیار ڈال دئے ۔ یہ سن کے راجا نے تیر مارنا شروع کیا اور ادھر سے انھوں نے ۔

اس طرح ایک پہر لڑائی رھی ، اور کتنے ایک لوگ بھیلوں کے مارے گئے ، اتنے میں ایک تیر راجا کے کپال میں ایسا لگا کہ بھیرا کے گر پڑا ، اور ایک نے آ راجا کا سر کاٹ لیا ۔ جب رانی اور راج کنیا نے راجا کو موا دیکھا تو روتی پیٹتی الٹی بن کو چلیں ۔ اسی طرح سے کوس دو ایک چل ماندی ھو کے بیٹھیں ، اور انیک انیک بھانتی کی چنتا کرنے لگیں ، اس میں چندر سین نام راجا اور اس کا بیٹا ، دونوں شکار کھیلتے ھوئے اسی جنگل میں آ نکلے ، اور

۱۔ بار کر : دھرم پور کے راجا ، مہابل اور اس کے بھیل دشمنوں کی کہانی ، Buitenen : The Insoluble Riddle.

دونوں کے پاؤں کے چنھ[1] دیکھ ، راجا نے اپنے پتر سے کہا ، کہ اس مہابن میں آدمی کے پاؤں کے نشان کہاں سے آئے؟ راج پتر نے کہا مہاراج ! یہ چرن چنھ ستری کے ہیں ، پرش کا پاؤں ایسا چھوٹا نہیں ہوتا ۔ راجا نے کہا سچ ایسا کومل چرن پرش کا نہیں ہوتا ۔ پھر راج پتر نے کہا ، اسی سمے گئی ہیں ۔ راجا نے کہا کہ چلو اس بن میں ڈھونڈھیں ، جو ملیں تو جس کا یہ بڑا پاؤں ہے سو تجھے دوں گا اور دوسری میں لوں گا ۔

اس طرح سے آپس میں بچن بند ہو ، آگے جا ، دیکھیں تو دونوں بیٹھی ہوئی ہیں ۔ انہیں دیکھ خوش ہو موافق قرار کے اپنے اپنے گھوڑے پر بیٹھا گھر لے آئے ۔ رانی کو راج کمار نے رکھا ، اور راج کنیا کو راجا نے ۔ اتنی کتھا کہہ بیتال بولا اے راجا بکرم ! ان دونوں کے لڑکوں کا آپس میں کیا ناتا ہوگا ؟ یہ سن راجا ا گیان[2] ہو چپ رہا ۔ پھر بیتال خوش ہو بولا کہ اے راجا ! میں دھیرج[3] اور ساھس دیکھ اتی پرسن ہوا ، پر ایک بات میں کہتا ہوں سو تو سن ، کہ جس کے شریر کے روم سمان کانٹوں کے ، اور دیہ کالھ سی ، اور نام شانت شیل ، سو تیرے نگر میں آیا ہے ، اور تجھے ان نے میرے لینے کو بھیجا ہے ۔ آپ بیٹھا مرگھٹ میں منتر جگا رہا ہے ۔ اور تجھے مارا چاہتا ہے ۔ اس لیے میں جتا دیتا ہوں کہ جب وہ پوجا کر چکے گا ،

۱۔ نشان ۔
۲۔ رنجان ۔
۳۔ حوصلہ ۔

تب تجھ سے کہے گا کہ اے راجا ! تو اشٹانگ دنڈوت[1] کر - تب تو کہیو کہ میں سب راجاؤں کا راجا ہوں ، اور سب راجا آن کے مجھے دنڈوت کرتے ہیں ، میں آج تک کسو کو دنڈوت نہیں کی ، اور میں نہیں جانتا - آپ گرو ہیں مجھے کرپا کر سکھا دیجیے تو میں کروں - جب وہ دنڈوت کرے ، تب ایسا کھڑگ ماریو کہ سر جدا ہو جائے، تد تو اکھنڈ راج کرے گا - اور جو یہ تو نہ کرے گا ، تو وہ تجھے مار اچل راج کرے گا -

اتنی بات راجا کو جتا بیتال اس مردے کے قالب سے نکل کر چلا گیا ، اور کچھ رات رہتے وہ مردہ لا ، راجا نے جوگی کے آگے رکھ دیا - جوگی نے اس کو دیکھ کر خوش ہو راجا کی بہت سی بڑائی کی - پھر منتر پڑھ ، اس مردے کو جگا ، ہوم کر بل دیا ، اور دکشن کی طرف بیٹھ جتنا کچھ وہاں سر انجام تیار کیا تھا ، سو اپنے دیوتا کو چڑھا دیا - اور پان ، پھول ، دھوپ ، دیپ ، نیویدیا دے ، پوجا کر ، راجا سے کہا تو ڈنڈوت کر ، تیرا بڑا تیج پرتاب ہوگا ، اور اشٹ سدھی نو ندھی سدا تیرے گھر میں رہے گی - یہ سن ، راجا نے بیتال کی بات یاد کر ، ہاتھ جوڑ ، نپٹ ادھینتا[2] سے کہا کہ مہاراج ! میں پرنام کر نہیں جانتا - پر آپ گرو ہیں جو کرپا کر کے سکھائیے تو میں کروں - یہ سن جوگی نے جیونہی دنڈوت کرنے کو سر جھکایا ، تیونہی راجا نے ایک کھڑگ مارا کہ سر جدا

۱- ایسا دنڈوت جس سے جسم کے آٹھ بڑے حصے زمین کو چھوئیں -

۲- عجز -

ہو گیا ، اور بیتال نے آن پھولوں کا مینہ برسایا ۔

ایسا کہا ہے کہ جو اپنے تئیں مارا چاہے ، اس کے مارنے سے ادھرم نہیں ۔ اس سمے راجا کا ساھس[1] دیکھ ، اندر سمیت سب دیوتا اپنے اپنے بمانوں[2] پر بیٹھ وھاں جے جے کار کرنے لگے ۔ اور راجا اندر نے پرسن ہو راجا بیربکر ماجیت سے کہا کہ برمانگ ۔ تب راجا ھاتھ جوڑ کر کہا ، مہاراج ! یہ کتھا میری سنسار میں پرسدھ[3] ہو ۔ اندر نے کہا کہ جب تک چاند ، سورج ، پرتھوی ، آکاش ، ستھر[4] ہے ، تب تک یہ کتھا پرسدھ رہے گی ، اور تو سرب[5] بھومی کا راجا ہوگا ۔

اتنا کہہ راجا اندر اپنے ستھان کو گیا ، اور راجا نے ان دونوں لوتھوں کو لے اس تیل کے کڑاھے میں ڈال دیا ۔ تب یہ دونوں بیر آ حاضر ہوئے ، اور کہنے لگے کہ ھمیں کیا آگیا ہے ؟ راجا نے کہا جب میں یاد کروں تب تم آنا ۔ اس طرح سے ان سے بچن لے ، راجا اپنے گھر آ ، راج کرنے لگا ۔ ایسا کہا ہے کہ پنڈت ہو یا مورکھ ، لڑکا ہو یا جوان ، جو بدھی دان ہو گا اسی کی جے ہوگی ۔

اتی بیتال پچیسی سمپورن[6]

۱- جرأت ۔
۲- رتھوں ۔
۳- مشہور ۔
۴- قائم ۔
۵- تمام ۔
۶- مکمل ۔

ضمیمے

۱ ۔ مقتبس جہانگیر شاہی — مظہر علی ولا

۲ ۔ مقتبس اردو کی نثری داستانیں — گیان چند

(الف) بیتال پچیسی

(ب) بیتال پچیسی ایک تنقیدی جائزہ

(ج) بیتال پچیسی مختلف زبانوں میں

مظہر علی ولا

ضمیمہ ۱

حقیر مظہر علی خاں جو سلطان علی خاں کا چھوٹا بیٹا اور پوتا آقا محمد حسین اصفہانی کا ، جس کا خطاب علی قلی خاں تھا اور پروتا آقا صادق ترک کا ، یہ بیان کرتا ہے کہ جب وہ دونوں بزرگوار ساتھ ساتھ ولایت اصفہان سے شاھجہان آباد میں آئے ، شدہ شدہ محمد حسین نے نواب سعید الدین خاں بہادر میر آتش غفران پناہ کی وساطت سے سنہ احد میں فردوس آرام گاہ محمد شاہ بادشاہ کا شرف ملازمت اختیار کیا اور اپنی لیاقت و قابلیت سے یہ رسائی بہم پہنچائی کہ شہنشاہ گیتی ستان نے ازراہ نوازش و مہربانی حضور کی بائیس خدمتوں سے — جیسے خاصہ ، بارہ اور کچہری اور گلال باد اور پیادہ کرناٹک اور اکثر حلقوں کے اہتمام کے سوا اور خدمتوں کی داروغگی سے سرفراز کر ، علی قلی خاں خطاب عنایت فرمایا ۔
خان مغفور کی رحلت کے بعد بڑا بیٹا سلطان قلی خاں عرف مرزا محمد زمان وداد کہ کمالات حمیدہ سے متصف تھا ، نواب نجم الدولہ محمد اسحاق بہادر جو بہ نواب شہید مشہور ہے اس کے وسیلے سے اور بہ نظر قدامت ازراہ نوازش و مہربانی کے ظل سبحانی نے تجویز کر ، منگ باشی کے منصب سے سرفراز فرمایا ۔
نواب موصوف اس کے جوہر کے ملاحظ سے برابر کا سلوک کرتا اور اس بزرگوار کی وضع کی تقلید و تتبع شاہ و گدا کرتا ۔ چنانچہ یہ بات مشہور و معروف ہے اور شاہ عالم

اخلا الله برهانه ملکه کی ابتدائے سلطنت میں نواب عزت الدوله صولت جنگ موسیٰ خان بہادر عفران پناہ کی رفاقت اختیار کی تھی - جو فن اشعار فارسی و ہندی اور محاورہ دانی اردو فارسی مین مہارت کلی تھی ، چنانچہ فخرالشعراء مرزا محمد رفیع سودا اور میاں خاکسار ، خادم قدم شریف نے سرمایہ ریختہ گوئی کا اسی جناب کی شاگردی سے حاصل کیا ---- یہ عاصی مدت تلک نواب سیف الدوله بخشی الملک نجف قلی خان بہادر مظفر جنگ کی رفاقت میں رہا - اور کتنے دنوں شاہزادہ جہاں دار شاہ بہادر عرف مرزا جواں بخت کی سرکار میں تھا - اکثر اوقات جو شہزادہ جنت آرام گاہ کے حضور اشعار گذراتا تفضلات و مہربانی سے تحسین و آفرین فرماتے - جس وقت کہ شاہزادہ عالی جاہ نے بنارس کو کوچ کیا ، اتفاقاً بندے کا رہنا لکھنؤ میں ہوا - بعد اس کے معتمدالدوله مشیر الملک مہاراج ادھرراج نراندر مہاراج ٹکیت رائے بہادر صلابت جنگ نے اس بندے کی نوکری کا رشتہ نواب وزیر الممالک آصف الدوله بہادر ہزبرجنگ کی سرکار میں درست کر ، اپنا رفیق کیا - چناں چہ سات برس تلک اس کے سرشتے میں رہا - جب مہاراج کی مختاری کا سرشتہ برہم ہوا ، راقم کتنے دنوں معطل رہا تھا کہ اتفاق حسنہ سے سنہ اٹھارہ سے عیسوی میں نواب مستطاب معلی الالقاب تاج بخش سلاطین ہندوستان ---- مار کوبس ولزلی گورنر جنرل بہادر دام اقباله نے جو لکھنؤ سے شاعروں کو بلایا ، بندے نے بخشی الممالک فخرالدین احمد خاں عرف میرزا جعفر ابن سن زمان مرحوم کی وساطت و مربی گری سے ملازمت اسکاٹ صاحب ، صاحب والا مناقب و عالی مناصب کی حاصل

کی اور اسی مارچ کی دسویں تاریخ نوکر ہو ، سنہ مذکور میں وارد کلکتہ ہوا - اور ملازمت امیر الامراء بہادر (چیف سیکرٹری) کی حاصل کی - انہیں کے حکم کے بموجب صاحب عالی شان ، عالم معانی و بیان ، جان گلکرسٹ صاحب کی خدمت میں جو زبان ہندی کے مدرس تھے ، متعین ہوا - اور صاحب ممدوح کے فرمانے سے مادھو نل اور بتیال پچیسی سے جو برج بھاشا میں ہیں ، ان کا ترجمہ للو لال کب کی مدد سے اس طرح کیا کہ بیش‌تر برج کی بولی بیتال پچیسی میں رہنے دی کہ مرضی صاحب مدرس کی یوں تھی بعد اس کے ہفت گلشن کا ترجمہ کیا - جب اس سے فراغت حاصل ہوئی ، محسن زماں ، حاتم دوران ، فیض‌رسان شرفا - - - - مسٹر ھار نگٹن دام حشمتہ کی نذر کے لئے پند نامہ سعدی شیرازی کا ترجمہ زبان اردو میں شعر کا شعر کیا - چنانچہ ہزار جلد اس کی چھپائی گئی - یہاں سے گلستان ہندی کے ساتھ اور یہاں سے علیحدہ - بعد اس کے صاحب مدرس والا مناقب نے ازراہ نوازش و الطاف مجوز ہو کر فرمایا کہ لطائف و ظرائف کا ترجمہ بہ لطائف و ظرائف کیا جائے - بہتر ہے کہ توھی اس کا ترجمہ کر کہ زبان اردو میں تجھے خوب دخل ہے اور بہ مرتبہ مہارت راقم نے بہ موجب ارشاد کے قبول کیا ، اور اسے انصرام کو پہنچایا - اس عرصے میں صاحب ممدوح (گل کرسٹ) کو ولایت جانے کا اتفاق ہوا اور کپتان جیمس مویٹ صاحب والا مناقب قائم مقام ان کے ہوئے - حقیر نے موافق حکم کے ترجمہ (تاریخ) شیر شاہی

کا کیا۔ بعد اس کے صاحب عالی شان منبع لطف احسان
۔۔۔ ڈاکٹر ولیم ہنٹر ثروتہ کی ابتدائے ارشاد میں اقبال نامہ
جہانگیری کا ترجمہ شروع کیا۔ اور بارہ سے چوبیس ھجری
مطابق سنہ اٹھارہ سو نو عیسوی میں نواب معلی الالقاب
۔۔۔۔۔ لارڈ منٹو گورنر جزل بہادر کے عہد دولت
میں اس طرح تمام اہتمام کو پہنچا کہ بالکل لفظاً باللفظ اس
کا نام رکھا اور اس کو ۔۔۔ کپتان ٹیلر صاحب
دام دولتہ، کہ بالفصل مدرس مدرسہ ھندی کے ھیں، ان کی
وساطت سے حضور والا میں گزرانا۔

(مقتبس جہانگیر شاھی، بحوالہ گلکرسٹ اور اس کا عہد۔)

گیان چند

ضمیمہ ۲

(ا)

بیتال پچیسی : سنسکرت میں اس کے بہت سے نسخے ہیں، برہت کتھا منجری اور کتھا سرت ساگر ، دونوں میں مکمل موجود ہے ۔ یہ کتھا سرت ساگر کے بارھویں حصے میں ہے ۔ یہ اصل برہت کتھا میں نہ تھی ۔ برہت کتھا منجری اور کتھا سرت ساگر میں بعد کا اضافہ ہے لیکن ان سے پہلے کوئی نسخہ نہیں ملتا ۔ پہلی بیتال پچیسی نظم میں رہی ہوگی ۔ کتھا سرت ساگر کے بعد شوداس کی مشہور بیتال پچیسی ملتی ہے ۔

اس نے کوئی منظوم نسخہ استعمال کیا جس کے بعض اشلوک اس نے اپنے یہاں لے لیے ہیں۔ اس نے دوسروں کے بہت سے مشہور دوہے شامل کر رکھتے ہیں ، جن میں سے ایک ادا بھٹ کا ہے ۔ بعض جگہ شیمیندر کے دوہے بھی ہیں ۔ ہرٹل نسخوں کا مقابلہ کر کے بتاتا ہے کہ شوداس پر پرانی گجراتی کا بہت اثر تھا ۔ ہرٹل کی رائے میں اس کی کتاب ۱۴۸۷ء سے زیادہ پہلے کی نہیں ۔ کیتھ کی رائے میں بارھویں صدی سے پہلے کی نہیں ۔ سنسکرت میں بہت شخصوں نے بیتال پچیسی لکھی ۔ ایک تامل نسخہ ویدال کتھا ہے جس کی تمہید اور بعض کہانیاں قدرے مختلف ہیں ۔ دو ترجمے تبتی اور منگول زبان میں ہیں ۔ تبتی نسخے میں صرف

تمہید اور تین کہانیاں ہی ہیں۔ منگول نسخہ 'KALMUCK'
زبان میں ہے ۔ اس کا نام "سدھی کر،، ہے ۔ یہ دونوں
نسخے ہندوستانی نسخوں سے بہت مختلف ہیں۔ سنسکرت سے
پہلا برج بھاشا کا ترجمہ آگرے کے سواتی مصرا[1] کوی نے
کیا ۔ انہوں نے جے سنگھ سوائی راجا جے پور کے دربار میں
۱۷۳۰ء میں ترجمہ کیا ۔ فورٹ ولیم کالج میں مظہر علی ولا
اور للو لال نے مل کر ۱۸۰۳ء میں[2] بیتال پچیسی لکھی ۔
انہوں نے سواتی مصرا کی برج بھاشا سے ترجمہ کیا ۔
ہندوستانی ہے پروفیسر جیمس موٹ نے تارنی چرن مترا کو
مقرر کیا کہ وہ دیکھے کہ بیتال پچیسی کے ترجمے میں
برج بھاشا کا کوئی غیر مانوس لفظ نہ آنے پائے۔ یہ ترجمہ
اردو اور ہندی دونوں خطوں میں چھاپا گیا ۔

بیتال پچیسی کی بنیادی کہانی سنگھاسن بتی کی دوسری
کہانی میں ظاہر ہوتی ہے ۔ بیتال پچیسی کا ہیرو کون ہے ؟
سوم دیو نے کتھا سرت ساگر میں اس کا نام وکرم سین کا
لڑکا تری وکرم سین دیا ۔ اور اس کو گوداوری کے کنارے
دکھایا ہے لیکن عام طور پر وکرم ہی کو اس کا ہیرو
مانا جاتا ہے ۔ معلوم نہیں یہ وکرم کون تھا بہت سے
راجاؤں نے بکرما دتیہ لقب اختیار کیا تھا ۔ سب سے مشہور
بکرماجیت چندر گپت دوم (۳۸۸-۴۰۱ء) تھا لیکن بکرم سمبت
۵۷ ق م سے شروع ہوتا ہے ۔ بعض جین روایتوں میں بکرم
کا سال مہابیر کی نجات کے ۴۷۰ سال بعد شروع ہوتا ہے ۔

۱- مظہر علی ولا نے اس کا نام "صورت،، لکھا ہے ۔
۲- ۱۸۰۳ء میں نہیں بلکہ ۱۸۰۲ء میں ۔ (مرتب)

اس طرح بھی بکرم کو پہلی صدی قبل مسیح میں ماننا پڑے گا ۔

بیتال پچیسی کی تمہید مختلف زبانوں میں طرح طرح سے ہے ۔ تامل نسخے میں اندر اور نارد بات چیت کرتے ہیں کہ کس طرح پاروتی نے شو سے کچھ کہانیاں سنانے کو کہا اس نے سنائیں ۔ ایک برھمن نے انھیں سن لیا اور اپنی بیوی کو سنادیا ۔ شو نے سراپ دیا کہ تو بیتال ہوجا اور جو ان کہانیوں کو سنے گا وہی تیرا سراپ دور کرے گا ۔ یہ تمہید بالکل گناڈھیہ کی برھت کتھا کی ہے جو کتھا سرت ساگر کے پہلے حصے میں بیان کی گئی ہے ۔ تامل میں اس کے بعد بکرم والی تمہید ہے ۔ جوگی انار لاتا ہے ۔ ایک دن راجا کا لڑکا انار کیکڑے کو دیتا ہے ۔ ٹوٹنے پر اس میں سے جواھر نکلتا ہے ۔ اس کے بعد سنسکرت کی طرح قصہ چل پڑتا ہے ۔ سنسکرت میں تمہید وہی ہے جو اردو میں ہے ۔ سیب کے واقع سے ملتی تھیوڈ وسیس دوم "THE OPOSIUS II" (۴۴۰ء) کی بیوی کی کہانی ہے ۔ الف لیلیٰ میں تین سیبوں کی کہانی میں بھی سیب اسی طرح مختلف شخصوں کے ھاتھ سے گزرتا ہے اور غلط بدگمانی سے قتل کا باعث ھوتا ہے ۔

تبتی اور منگولی نسخوں میں ھیرو کی لاش تک پہنچنے میں راستے میں بہت سے خطرے پیش آتے ھیں ۔ ان میں نہ صرف تمہید ھی بدل گئی ہے بلکہ درمیانی کہانیوں میں بھی بالکل نئی کہانیاں آگئی ھیں ۔ منگولی نسخہ میں کچھ جادوگر بھائی ھیں اور خان وغیرہ کا ذکر ہے ۔ خان کا لڑکا گناہ کا کفارہ ادا کرنے کو لاش لاتا ہے ۔ تبتی نسخے میں

راجا کے لڑکے ہیں ۔ ان دونوں میں بیتال سوال نہیں پوچھتا بلکہ ہر کہانی کے آخر میں ہیرو تعجب کا اظہار کرتا ہے ۔ اب بیتال پچیسی کے اردو ترجمے کے مطابق اس کی کہانیوں کے بارے میں کچھ روشنی ڈالی جاتی ہے ۔

پہلی کہانی : اس کے دو حصے ہیں ، پہلے میں اشاروں سے گفتگو ہے ، اشاروں سے بات چیت سنسکرت قصوں میں جا بجا ملتی ہے ۔ کتھا سرت ساگر کے پہلے باب میں وروچی اور راجا نند کے وزیر شکتال کے قصے میں اشارے بیان کیے گئے ہیں ۔ کہانی کے دوسرے حصے میں شہزادی کو جادو گری کا الزام لگا کر نکال دیا جاتا ہے ۔ یہ ڈانڈین کے دس کمار چرتر میں بھی ہے ۔ یعنی چھٹی صدی میں شاید یہ کہانی الگ موجود تھی ۔ یہی الف لیلیٰ میں سندباد یا سات وزیروں کی کہانی میں شامل ہو گئی ۔

دوسری کہانی : تین برہمن مل کر ایک لڑکی کو زندہ کرتے ہیں ۔ متحدہ کوششوں کی مثال دنیا میں ہر جگہ ملتی ہے لیکن شاید اس کہانی سے قدیم تر کوئی نہیں ۔

تیسری کہانی : ویرور کی جو روز ہزار تولے سونا مانگتا ہے ۔ یہ ہتوپدیش میں تیسری کتھا کی چھٹی حکایت ہے ۔ وہاں بھی ویرور نام ہے ۔ طوطا کہانی میں یہ چوتھی داستان ہے ۔

چوتھی کہانی : منگول اور تامل نسخے کافی مختلف ہیں ۔ کتھا سرت ساگر اور شوداس کے یہاں اندر کا سراپ ختم ہو جاتا ہے اور طوطا اور مینا گندھرو بن جاتے ہیں ۔ اردو کہانی کے آخر میں طوطے یا مینا کا ذکر نہیں آتا ۔ اردو اور

ہندی میں قصہ طوطا مینا مشہور کتاب ہے ۔ اس کی بنیاد اسی بات پر ہے کہ طوطا عورت کی بے وفائی کی کہانی سناتا ہے اور مینا مرد کی بے وفائی کی ۔ کچھ اختلاف کے ساتھ یہ کہانی ترکی طوطی نامہ میں موجود ہے

پانچویں کہانی : تین ہنر مند عاشق مل کر اپنی محبوبہ کو راکشس سے چھڑاتے ہیں ۔ یہی طوطا کہانی کی چوبیسویں کہانی ہے ۔ الف لیلیٰ میں شہزادہ احمد اور پری بانو کی کہانی میں بھی محبوبہ کو متحدہ کوششوں سے موت سے بچایا جاتا ہے ۔

چھٹی کہانی : دو تنوں پر سر بدل کر لگانا ۔ یہ طوطا کہانی میں چھبیسویں کہانی ہے ۔ کتھا سرت ساگر میں بھائی اور شوہر کے بدن پر غلط سر لگا دیا جاتا ہے ۔

ساتویں کہانی : ایک راج کماری کے لیے چار ہنر مندوں کی درخواست ۔ سادھو شیل جاتک نمبر ۲۰۰ میں چار خوبیوں والے چار آدمی چار بہنوں کے لیے درخواست کرتے ہیں ۔ جن میں سے ایک کو چاروں دے دی جاتی ہیں ۔

آٹھویں کہانی : مندر کے حوض میں غوطہ لگا کر اپنے گھر میں نکلنا ۔ کتھا سرت ساگر میں یہ کہانی کچھ اختلاف کے ساتھ ہے ۔ حوض میں غوطہ لگا کر دوسری جگہ نکلنا اور داستانوں میں جابجا ملتا ہے۔ امیر حمزہ، بوستان خیال، گل بکاؤلی ، حاتم طائی ، فسانۂ عجائب ، سب میں حوض طلسم کے دروازے کا کام دیتا تھے ۔

نویں کہانی : مدبن سینا کا چور ، عاشق اور شوہر

سے وعدہ ۔ یہ کہانی بہت مشہور ہو گئی ہے ۔ اکثر چور کا پتہ معلوم کرنے کے لیے یہ ضمنی حیثیت سے مشتبہ آدمیوں کو سنائی جاتی ہے ۔ چرانے والا شخص چور کے ایثار کو سب سے بڑا بتاتا ہے ۔ ہیم وج کی کتھا رتنا کر میں شرینگ کی بیوی سلانا کے باغ سے پھل چوری ہوتا ہے اور ایسی کہانی کے ذریعے ہی معلوم کیا جاتا ہے ۔ بہار دانش میں بھی چار ساتھیوں میں جواہرات کے چور کو ایسی کہانی کے ذریعے معلوم کیا جاتا ہے ۔ ترکی کتاب چہل وزیر میں ملکہ کی آٹھویں کہانی میں دو شہزادے باپ کے مرنے کے بعد جواہرات نکال لیتے ہیں ۔ قاضی یہی کہانی سنا کرچھوٹے شہزادے کو گرفتار کرتا ہے ۔

دسویں کہانی : دھرم دوج اور تین نازک مزاج رانیاں ۔ نازک مزاجی کے مبالغے میں تخیل کی باریکی جگہ جگہ پائی جاتی ہے ۔ شک سپ تتی کی پانچویں کہانی میں بکرم کی رانی کے پیر پر گلاب کا پھول گر پڑتا ہے جس سے وہ بیہوش ہو جاتی ہے ۔ سیام کی ایک کہانی میں کسی کو چاول ملتے دیکھ کر پہلی عورت کے ہاتھ سوجھ جاتے ہیں ۔ دوسری ڈھول بجتے دیکھ کر اپنے سینے پر سخت چوٹیں محسوس کرتی ہے ۔ تیسری کسی کو پانی لاتے دیکھ کر تھک جاتی ہے اور چوتھی کے چاندنی سے بدن میں چھالے پڑ جاتے ہیں ۔ سترویں صدی کے ایک پیرس کے کہانیوں کے مجموعے میں بھی ایسی ہی نزاکت دکھائی گئی ہے ۔

گیارھویں کہانی : پیڑ کا پانی پر آنا اور راجا کا پاتال جا کر راکشس کو مارنا ۔ کتھا سرت ساگر میں یہ

کہانی بہت مفصل ہے ۔ ابتدائی حصہ بہت زیادہ ہے ۔ سمندر سے پیڑ کا پانی پر آنا ھتوپ دیش کی دوسری کتھا کی چوتھی کہانی میں اسی طور پر ہے ۔

بارھویں کہانی : ھری سوامی کے کھیر کے پیالے میں سانپ کا زھر پڑنا اور اسے کھا کر مر جانا الف لیلیٰ کے سند باد اور سات وزیروں میں ساتویں وزیر کے بعد شہزادے کی پہلی کہانی میں کنیز مہمان کے لیے دودھ لاتی ہے ۔ ایک پرندہ چونچ میں سانپ لیے اوپر سے گزرتا ہے ۔ آسمان سے اس کا زھر دودھ کے پیالے میں پڑتا ہے جسے پینے سے مہمان مر جاتا ہے ۔ بہار دانش میں ایک بدکار عورت جب مجامعت میں مشغول ھوتی ہے اس وقت ایک سانپ شراب کے پیالے میں منہ ڈال جاتا ہے ۔ جسے پینے سے عورت کا عاشق مر جاتا ہے ۔

تیرھویں کہانی : سیٹھ کی لڑکی کا سولی دیے جانے والے چور پر عاشق ھونا ۔ چور کے عشق کی کہانی کانور جاتک ۳۱۸ میں بھی ہے ۔ ایک طوائف گرفتار شدہ چور کو دل دے دیتی ہے اور سیٹھ کے ذریعے سپاھیوں کو رشوت دے کر ایک دن کے لیے چور کو بلوا لیتی ہے ۔ چور فرار ھو جاتا ہے ۔

چودھویں کہانی : گٹکا منہ میں رکھ کر جنس بدلنا ۔ طوطا کہانی کی چھبیسویں کہانی میں بھی مہرہ منہ میں رکھنے سے مرد کی جنس تبدیل ھو جاتی ہے ۔ اور اس سے راجا کی لڑکی حاملہ ھوتی ہے ۔ جنس تبدیل ھونے کے قصے

جگہ جگہ ملتے ہیں ۔ کتھا کوش میں ایک عورت کان میں جادو کا پتہ رکھ کر مرد ہو جاتی ہے ۔ سبھا بھارت تامل پنچ تنتر ، گل بکاؤلی اور الف لیلیٰ میں بھی طرح طرح سے جنس کی تبدیلی ہو جاتی ہے ۔

پندرھویں کہانی : جموتوراھن کا ایثار اور گرڑ سے ناگوں کا بخشوا لینا ۔ کتھا سرت ساگر میں یہی کہانی دوسری جگہ یعنی پورے بائیسویں باب میں بہت تفصیل سے ہے جہاں اس میں دو ضمنی کہانیاں بھی ہیں ۔ یہ کوئی پرانی بودھ کہانی ہے جسے گنا ڈھیہ نے برھت کتھا میں شامل کیا ۔ وہاں سے یہ بیتال پچیسی میں لی گئی ۔ ساتویں صدی میں یہ ھرش کے ڈرامے ناگا نند کا موضوع بن گئی ۔ رائج کہانیوں میں جگہ جگہ ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ کسی بلا کی خوراک کے لیے روز ایک شخص مقرر کر دیا جاتا ہے ۔ کہانی کا ہیرو کسی شخص کو بچانے کے لیے اس کی باری پر جاتا ہے اور ہمیشہ کے لیے اس بلا کو ختم کر دیتا ہے ۔ بکرم اور حاتم طائی کی کہانیوں میں کئی جگہ ایسا ہوتا ہے ۔

سولہویں کہانی : اہل کاروں کی وجہ سے سیٹھ کی لڑکی سے راجا کی شادی نہ ہونا اور راجا کا اس کے فراق میں مر جانا ۔ بودھ ادب میں کہانی کی ابتدائی شکل بہت مفصل ہے ۔ یہ اوماوتی جاتک ۵۲۷ میں ہے وہاں ان‌مادنی کی بجائے اوماوتی نام ہے ۔ سنسکرت جاتک مالا میں بھی یہ پالی جاتک کی طرح ہے ایسا ہی کا مھنا کی راج ترنگنی میں ہے جس میں راجا ایک سوداگر کی بیوی پر عاشق ہو کر

قریب بمرگ ہو جاتا ہے اور سوداگر کی ضد پر عورت کو دیوداسی کرا کے قبول کر لیتا ہے۔ یہ کہانی طوطا کہانی میں ۲۸ نمبر پر ہے۔

سترھویں کہانی : کتھا سرت ساگر میں بہت مفصل ہے۔

اٹھارھویں کہانی : تامل میں نہیں۔

انیسویں کہانی : براھمن کے لڑکے کی قربانی جو راجا کو بچانے کے لیے خود کو پیش کرتا ہے۔ الف لیلیٰ کے ڈریسڈن کے کتب خانے کے ایک نسخے میں قصۂ چہل وزیر میں ایک کہانی ہے کہ ایک بادشاہ کے تلووں کے پسینے کا یہ علاج تجویز پاتا ہے کہ ایک خاص قسم کے ھندوستانی لڑکے کے بدن میں شگاف کر کے اس کے خون میں پیر رکھے جائیں تو پسینہ آنا بند ہو جائے۔ زخم کھلنے سے قبل لڑکا ھنستا ہے اور اس کہانی کا سا جواب دیتا ہے۔

بیسویں کہانی : اننگ منجری اور اس کا عاشق کملا کر برھمن۔ کتھا سرت ساگر میں جلنے کے بعد عاشق اور معشوق دوبارہ زندہ کر دیے جاتے ھیں۔ اردو کہانی میں ایسا نہیں دکھایا گیا۔ جس سے انجام ڈرامائی ہو گیا ہے۔ تامل کہانی میں شادی سے پہلے اننگ منجری کملا کر پر عاشق تھی۔ شادی کے بعد اس کا کوئی تعلق نہیں رھا۔

اکیسویں کہانی : چار بھائی جنہوں نے شیر

زندہ کیا ۔ سرت ساگر میں یہ لڑکے جواری یا بدمعاش نہیں بلکہ مفلس ہیں ۔ سنجیو جاتک ۱۵۰ میں بھی ایک نافہم جادوگر چیتے کو جلا کر مارا جاتا ہے ۔ بنیفے نے پینچ تنتر میں یہ کہانی دی ہے۔ تین بھائی جادو جانتے تھے چوتھا محض عقل رکھتا تھا ۔ وہ پیڑ پر چڑھ کر بچ گیا اور باقی تینوں مارے گئے ۔

بائیسویں کہانی : یہ چوبیسویں کہانی کے ایک جزو سے مماثل ہے ۔ کتھا سرت ساگر میں یہ کہانی بہت عمدہ ہے اردو اور تامل میں بھدی شکل میں پیش کی گئی ہے ۔

تئیسویں کہانی : تین نہایت ذکی الحس بھائی الف لیلیٰ کی بہت سی کہانیوں میں ترکی چہل وزیر میں تاریخ طبری میں اور کئی جگہ ایسے ذکی الحس اشخاص کا پتا ملتا ہے ۔

چوبیسویں کہانی : یہ کہانی بائیسویں کی طرح ہی ہے ۔ کتھا سرت ساگر میں ان دونوں کی بجائے ایک ہی کہانی ہے ۔ ہندوؤں میں ایک انسان کا دوسرے قالب میں داخل ہونا یوگ کی طاقتوں میں سے ہے ۔ کتھا سرت ساگر کی تمہید میں گنا ڈھیہ کا ساتھی راجا نند کے قالب میں داخل ہو کر راج کرنے لگتا ہے ۔ اس کا وزیر شکٹان شبہہ کرتا ہے اور براھمن کا اصلی بدن جلوا دیتا ہے ۔ بلوم فیلڈ نے پارس ناتھ کے سوانح میں بھی ایسا قصہ لکھا ہے ۔ اردو میں اس کی مشہور مثال فسانۂ عجائب ہے ۔ اس کے ذکر میں

اس پر تفصیل سے غور کیا جائے گا۔

پچیسویں کہانی : عجیب رشتے۔ کتھا سرت ساگر میں یہ چوبیسویں کہانی ہے اور پچیسویں میں جوگی کا مارا جانا دکھایا ہے جو دراصل بیتال نے نہیں سنا۔ کتھا سرت ساگر اور تامل ویدان کتھا میں بائیسویں اور چوبیسویں کہانی کی بجائے ایک ہی کہانی ہے۔ اس لیے بیتال کے منہ سے ۲۴ کہانیاں ہی کہلائی گئی ہیں۔

خاتمہ : جوگی بکرم کو مارنا چاہتا ہے۔ بکرم ڈنڈوت کا قاعدہ نہ جاننے کا بہانہ کرتا ہے۔ جب جوگی اسے ایسا کر کے دکھاتا ہے تو بکرم اسے قتل کر دیتا ہے۔ کتھا سرت ساگر کی آٹھویں کہانی کی ضمنی کہانی میں سدھی کاری ، جادو گرنی اور چور کے درمیان بھی ایسی ہی واردات ہوتی ہے۔

(اردو کی نثری داستانیں صفحہ ۲۲ تا ۷۵)

(ب)

بیتال پچیسی ــ ایک تنقیدی جائزہ

اس میں پچیس کہانیاں ہیں ۔ جو ایک بیتال (بھوت) بکرماجیت کو سناتا ہے ۔ بیتال کی لاش ایک پیڑ میں لٹکی ہے ۔ بکرماجیت اس لاش کو اتار کر ایک جوگی کے پاس لے جانا چاھتا ہے ۔ بیتال اس سے یہ شرط کرتا ہے کہ اگر راہ میں بکرم ایک لفظ بھی بولا تو وہ چھوٹ کر دوبارہ پیڑ میں جا لٹکے گا ۔ اس کے بعد بیتال ایک کہانی سناتا ہے جس کے آخر میں ایک عجیب عقلی مسئلہ نکلتا ہے ۔ بیتال اس کا جواب پوچھتا ہے اور بکرم بتا دیتا ہے ۔ اسے سنتے ھی بیتال پھر پیڑ پر جا لٹکتا ہے اور بکرم پھر واپس لاتا ہے ۔ اس طرح چوبیس بار ھوتا ہے ۔ پچیسویں کہانی کا بکرم کو جواب نہیں آتا نہ ھمیں آتا ہے اس لیے خاموش رھتا ہے اور بیتال خوش ھو کر اسے دعا دیتا ہے ۔ اس کتاب کی بنیادی کہانی عمدہ ہے ۔ اس سے بکرم کا اقبال اور قوت معلوم ھوتے ھیں ۔ کہانیاں سنانے کی جتنی اچھی ترکیب اس کتاب میں پیدا کی گئی ہے ویسی کم جگہ ملتی ہے ۔ اس کی کہانیوں میں ھندو دیو مالا کا جابجا اثر ملتا ہے ۔ ھندو راجاؤں کے عہد میں جو معاشرت تھی وہ اس کتاب میں دکھائی

گئی ہے ۔

ہر کہانی کے آخر میں کوئی ایسا مسئلہ پیدا ہوتا ہے، جس کا جواب دینے میں عقل چکراتی ہے ۔ اس وقت بکرم کی دقیق رس عقل ایک جواب دے کر ایسی دلیلیں پیش کرتی ہے جس کے سامنے معترضین کو ہتھیار ڈال دینے پڑتے ہیں ۔ دو تین ہی کہانیوں میں جواب کی وجہ نہیں بتائی مثلاً تئیسویں میں وجہ نہ بتانا خامی ہے کیوں کہ جواب کی کوئی دلیل نظر نہیں آتی ۔ چند کہانیوں میں ہم بکرم کے جواب اور اس کی دلیل سے مطمئن نہیں ہوتے مثلاً چوتھی کہانی میں ایک مینا مرد کے ظلم اور بے وفائی کی کہانی سناتی ہے اور طوطا عورت کی غداری کی ۔ سوال ہے کہ کون زیادہ گنہ گار ہے ۔ راجا ۔" کہا مرد کیسا ہی دشٹ کیوں نہ ہو پر اسے دھرم ادھرم کا بچار رہتا ہے اس سے ناری کو بہت سا پاپ ہوا ۔ ہم یہ منطق نہیں سمجھ پاتے کہ مرد کو ضرور دھرم کا خیال رہتا ہے ۔ ساتویں کہانی کے آخر میں بکرم نے جانوروں کی بولی جاننے والے کو ویش بتایا ہے ۔ نہیں معلوم یہ ہنر کسی شخص کو کس طرح ویش گردانتا ہے ۔

بیتال پچیسی کی کہانیوں میں فوق فطرت کم ہیں ۔ ہندو دیو مالا کے اثرات سے خلاف عادت باتیں ہوتیں لیکن وہ داستانوں کے فوق فطرت سے مختلف ہے مثلاً بکرم ایک چور کے تعاقب میں ایک کنویں کی راہ سے پاتال میں پہنچ جاتا ہے یہ داستان امیر حمزہ کے چاہ الماس سے جدا ہے ۔ کئی جگہ مندر کی دیوی کا مجسمہ کسی بات پر خوش ہو کر بول اٹھتا ہے ۔ مرے ہوؤں کو امرت چھڑک کر جلا

دیا جاتا ہے ۔گیارھویں کہانی کا ایک حسین منظر دیکھیے ۔

" اتفاقاً نظر اس کی سمندر کی طرف جا پڑی تو دیکھتا کیا ہے ایک ایسا کنچن کا پیڑ اس میں سے نکلا کہ جس کے زمرد کے پتے پکھراج کے پھول ہوں گے ۔ پھل نہایت خوش نما نظر آیا ۔ اس درخت پر ات سندر نائکہ بین ہاتھ میں لیے مدھر کومل سروں سے بیٹھی گاتی ہے ۔ بعد ایک گھڑی کے وہ ترور سمندر میں الوپ ہو گیا "

یہ درخت اور عورت پاتال کو چلا گیا ہے ایک راجا وہاں جا کر اس نازنین کو لائے گا ۔ سمندر کا منظر کتنا خوشگوار ہے ۔ یہاں نوق فطرت کا حسن ظاہر ہوتا ہے ۔

بیتال پچیسی کی کہانیوں میں کثرت سے کچھ گر ، کچھ شناخت کی باتیں ، کچھ رموز شمار کر کے بتائے گئے ہیں اور اس ڈھنگ سے بتائے گئے ہیں گویا یہ ہمیشہ کے آزمودہ ہیں ۔ کسی شاستر میں لکھے ہیں یا قول حکیم ہیں ۔ انوار سہیلی میں بھی ہمیں اس طرز کے کچھ مقولے ملے تھے لیکن ان میں غلطی کی بہت گنجائش تھی ۔ وہ اتنے جچے تلے نہ تھے ۔ بیتال میں یہ اس طرح ہیں جیسے ایک گرگ باراں دیدہ کا مشاہدہ ہو یا کوئی مسلمہ روشن حقیقت ہو ۔ مثال دیکھیے ۔ چوتھی کہانی میں تریا چرتر کے بارے میں ایک شخص سوچتا ہے :

" چنچل چت کا ، کالے سانپ کا ، شستر دھاری کا بسواس نہ کیجے اور تریا چرتر سے ڈریے ۔ کبلشیر کیا نرہن نہیں کر سکتا اور جوگی کیا کچھ نہیں جانتا ۔ متوالا کیا کچھ نہیں کہتا ۔ رنڈی کیا نہیں کر سکتی ۔ سچ ہے گھوڑوں کا

عیب - بادل کا گرجنا - تریا چرتر اور پرش کا بھاگ یہ دیوتا بھی نہیں جانتے آدمی کا کیا مقدور ہے -،،

بالکل کہاوت کی سی آفاق صداقت موجود ہے ہم اس میں کچھ گھٹانے بڑھانے کے مجاز نہیں - ایک مثال اور سن لیجیے تاکہ واضح ہو جائے کہ ان قوتوں کا احاطہ کہاں تک ہے :

'' چھ باتیں آدمی کو ھلکا کرتی ھیں ایک تو کھوٹے نر کی پربت - دوسرے بنا کارن ھنسی - تیسرے استری سے بواد کرنا - چوتھے اسجن سواری کی سیوا - پانچویں گدھے کی سواری - چھٹے بنا سنسکرت کی بھاکا اور یہ پانچ چیزیں بدھاتا منش کے کرم میں پیدا ھوتے ھی لکھ دیتا ہے - ایک آرول (عمر) دوسرے کرم ، تیسرے دھن ، چوتھے بدیا ، پانچویں حسن ،،-

یہ اس زمانے کی باتیں ھیں جب شرفا سنکرت بولتے تھے - اس مختصر کتاب میں نصیحتیں بھی کافی ھیں - جہاں یہ ضمنی طور پر ھیں وھاں تو کہانی کی اخلاق سطح بلند کرنے کا کام دیتی ھیں لیکن کم از کم تین کہانیوں میں یہ بدگوار بہتات کے ساتھ ھیں یعنی دسویں بائیسویں اور تئیسویں میں - وھاں نصائح نے کہانی کو پس پشت پھینک دیا ہے - مثلاً بائیسویں کہانی میں دنیا کی ناپائداری کے وعظ کے علاوہ کچھ ہے ھی نہیں - نصیحتیں اگر کہانی کے ضمن میں بے ساختہ آجائیں تو حسن ھیں لیکن دور تک محض انھیں کا انبار لگا دینا ایک مختصر کہانی کے بس کا نہیں ہے - قدیم ھندوانہ ذھنیت کو جاننے کے لیے یہ افیون کی گولی ملاحظہ کیجیے - ایک عورت شوھر سے کہتی ہے :

"وہ بولی مجھے بیٹا ، بیٹی ، بھائی ، بند ، ماں باپ سے کچھ کام نہیں - میری گت تمہیں سے ہے - اور دھرم شاستر میں بھی یونہی لکھا ہے کہ ناری نہ دان سے سدھ ہوتی ہے نہ برت سے - لنگڑا ، لولا ، بہرا ، اندھا ، کانا ، کوڑھی ، کبڑا کیسا ہی اس کا سوامی ہو ، اس کو اس کی سیوا کرنے سے دھرم ہے اگر کسی طرح کا دنیا میں دھرم کرے اور خاوند کا حکم نہ مانے تو دوزخ میں پڑے"۔

پرانے آدمیوں نے عورت کو کیا معقول مشورہ دیا تھا - خود میں صد عیب ہوں لیکن عورت کے سامنے قبلۂ مجازی بننے کا دعویٰ رکھتے تھے - اردو میں یہ کتاب برج بھاشا سے ترجمہ ہے - اس میں للو لال کوی اور مظہر علی ولا دونوں شریک تھے - یہ اردو اور ھندی دونوں خطوں میں چھپی - ترجمے میں للو لال غالب نظر آتے ھیں کیونکہ ٹھیٹھ ھندی الفاظ کثرت سے ھیں - عربی فارسی الفاظ نادر ھیں - فجر ، گلعزار کی نوع کا کوئی بھولا بھٹکا لفظ کبھی عبارت کے درمیان آ بھی جاتا ہے تو کالے چور کی مانند علاحدہ معلوم ھوتا ہے - یہ زبان اردو کی نسبت ھندی سے زیادہ قریب ہے - انشا پردازی بھی ھندی کی ہے - ایک راجکماری کے حسن کا بیان دیکھیے :

"اس کا مکھ چندرما سا ، بال گھٹا سے ، آنکھیں مرگ کی سی ، ناک تیر کی سی ، گلا کپوت کا سا ، دانت انار کے دانے ، ھونٹوں کی لالی کندوری کی سی ، کمر چیتے کی سی ، ھاتھ پاؤں کونپل کے سے ، رنگ چنپے کا سا ، غرض اس کے جوبن کی جوت دن بدن بڑھتی تھی -"

ھمیں کپوت اور کندوری سے واقفیت نہیں - مرگ کا

لفظ اجنبی معلوم ہوتا ہے ۔ لیکن جن الفاظ کے ماحول میں یہ رکھا گیا ہے وہاں غیر نہیں معلوم ہوتا ۔ ان باتوں کے سوائے بیان موثر معلوم ہوتا ہے ۔ تشبیہیں میٹھی اور سیدھی سادی ہیں ۔ ان سے جن خوبیوں کی افراط دکھانا چاہی ہے وہ ہمیں نظر آنے لگتی ہے ۔ اردو کے نام نہاد رنگین طرز کی طرح نہیں کہ مضمون استعاروں میں ضبط ہو جاتا ہے ۔ بیتال پچیسی میں انشا پردازی کے اعلیٰ نمونے نہیں ، ورنہ ان سے اردو میں ایک اضافہ ہوتا ۔

بیتال پچیسی ایک ہزار سال پرانی کتاب ہے اور قریب دو ہزار سال پہلے کی پیش کشی کرتی ہے ۔ اردو میں قدیم ہندو تہذیب کے نقشے بہت کم ہیں ۔ بیتال پچیسی اور سنگھاسن بتیسی جیسی کتابوں سے ادھر کچھ توجہ دلائی گئی ہے ۔ اردو دانوں کو اس سے بہت معلومات حاصل ہو سکتی ہیں ۔ ان سے قدیم ہندوستان کی شادابی کا حال معلوم ہوتا ہے ۔ کہانیوں میں کسی قسم کے غم روز گار کا ذکر نہیں ۔ شاید یہ عصر کی شادابی نہیں بلکہ مصنف کی مستی غفلت اور فراری ذہنیت کا نتیجہ ہو ۔ ان کتابوں کی اردو میں مستقل حیثیت ہوتی ، اگر ان کی زباں اس قدر ہندی آمیز نہ ہوتی ۔ اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان کہانیوں میں سخت اردو کی برداشت نہیں ہو سکتی کیونکہ ان میں عہد سنسکرت کی تہذیب کا بیان ہے ۔ اس کے لیے آسان زبان ہی زیادہ مناسب ہے جس میں نہ زیادہ عربی فارسی ہو نہ اجنبی سنسکرت لیکن یہ ہوتا تو کس طرح ہوتا ۔ یہ تو اردو اور ہندی دونوں کے لیے ترجمہ کی گئی ۔ (اردو کی نثری داستانیں صفحہ ۴۹۷ تا ۵۰۲)

(ج)

بیتال پچیسی مختلف زبانوں میں

سنسکرت : اصل بیتال پچیسی گم ہو گئی - شیمندر کی برہت کتھا منجری میں ۱۰۵۰ء کے قریب سوم دیو کے کتھا ساگر میں ۸۸-۱۰۶۳ء کے درمیان شوداس کی کتاب بارھویں اور پندرھویں صدی کے بیچ چمھال دت کا خالص نثر کا نسخہ - ولبھ داس کا مختصر نسخہ - ونیکٹ بھٹ کا نسخہ (کرشنم چاریہ) شیمندر سے خلاصہ کیا ہوا نثری نسخہ - کتھار نو کے پہلے حصے میں بیتال پچیسی شامل ھے - بھوشیہ پران میں ھے جو سولہویں صدی کے پاس ترتیب ھوا -

تامل : ویدال کتھا

کناری : اور تیلگو میں بھی ترجمہ ھوا

ھندی : سورتی مر نے ۱۷۴۰ء میں برج بھاشا میں ترجمہ کیا - شمبھو ناتھ ترپاٹھی کوی نے ۱۷۵۲ء میں راؤ رگھو ناتھ سنگھ کے نام سے شوداس سے ترجمہ کیا و کرم ولاس نظم از بھولا ناتھ چوبے ۱۸۶۷ء چرن متر ۱۸۷۹ء بمبئی -

فارسی : تحفتہ المجالس قلمی ۱۱۰۳ھ عہد عالمگیر میں (انجمن ترقیء اردو)

اردو : مظہر علی و للو لال ۱۸۰۳ء سورت سر سے ترجمہ ۔ یہ هندی میں بھی چھپا

مراٹھی : سدا شیو کاشی ناتھ چھتری ۱۸۶۲ء بمبئی ۔ للو لال سے ترجمہ

گجراتی : از هر جیون سہتا اور بال کرشن داس ۱۸۷۲ء بمبئی (شاید یہ انگریزی ترجمہ هو)

بنگالی : بیتال پنچ دم ستی یا ,TALES OF ADEMON، از ایشور چند و دیا ساگر ۱۸۳۲ء کلکتہ للولال سے ترجمہ (ممکن هے یہ انگریزی میں هو) نظم از کالی داس گپتا ۱۸۷۹ء کلکتہ ۔

تبتی : سدھی کرو کے نام سے

منگول : کال مک زبان میں ملتا هے ۔ دوسرے نسخوں سے بہت مختلف هے ۔

جرمن : تبتی کا جرمن ترجمہ از "BANJAMIN BERGMANN" ۱۸۰۳ء ۔

منگول سے : 'JULG' نے ۱۸۶۰ء اور ۱۸۶۸ء میں دو حصوں میں ترجمہ کیا ۔ اس میں بیتال پچیسی اور سنگھا سن بیتی دونوں کے ترجمے هیں ۔ "OESTERLEY" ۱۸۷۳ء بارکر کی انگریزی سے ترجمہ سنسکرت سے از DR. LUBER ۱۸۷۵ء ۔ اینڈرسن ۱۹۰۱ء ۔

فرینچ : "LANCERAN" نے ۱۸۵۱-۶ء کی جرنل اشیاٹک میں خلاصہ چھاپا "DEVERE" ۱۸۹۶ء ۔

اطالوی : از V. BETTEI ۱۸۹۷-۱۹۰۹ء فلورنس میں شوداس کی سنسکرت کا ترجمہ ۔

یونانی : از "DEMETRIOS GALANOS" اور "G. K. TYPALDOS" ۱۸۵۱ء ایتھنس ھتو پدیش اور شک سپتی کے ساتھ ترجمہ کیا ۔

سویڈش : از ھلڈنگ اینڈرسن

انگریزی : "BABINGTON" ۱۸۳۱ء لندن تامل سے ۔ راجا کالی کرشن بہادر ۱۸۳۴ء کلکتہ للولال سے ۔ ھولنگس ۱۸۴۸ء کلکتہ ، ھندی ، اردو ، متن مع انگریزی ترجمہ از بارکر ۱۸۵۵ء ایسٹ وک نے ادارت کی ۔ ڈنکن فاربس ۱۸۵۹ء ۱۸۶۸ء "VIKROM & VAMPIRE" میں فریسرز میگزین میں ۱۸۷۰ء میں کتابی صورت میں چھپا ۔ اردو سے ترجمہ ھے J. PLATIS - ۱۸۷۱ء لندن ۔ "SAGAS FROM THE FOR EAST" از "MISS BUSK" جلگ کے جرمن ترجمہ "SIBERIAN AND OTHER FOLK LOVE TALES" از COXWELL ۔ منگول سے ترجمہ 22 GOBLINS از رائڈر ۱۹۰۷ء لندن وٹور تئو سنسکرت سے ترجمہ ۔ "TALES OF KING VIKRAM" از "KINCAID" ۱۹۲۱ء مراٹھی سے ۔

صحت نامہ

مقدمہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۲۰	ھے	سے
۲	۲۲	فر	قو
۱۷	۱۲	کیشور	کبیشور
۲۷	۳	تر	تو
۲۷	۲۳	پسند نہیں کرتی	نہیں چاہتی
۲۹	۷	Emetional	Emotional
۲۹	۱۱	تیر	کیر
۳۰	۲۰	Expresion	Expression

متن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۳	کیشور	کبیشور
۵	۲۰	روایات	روایت
۶	۹	راکس	راکشس
۱۳	۲۱	ونیا	وینا
۳۷	۱۳	لگی	لگے
۳۹	۲۱	مورت	مہورت
۵۹	۶	سچھا	سچا
۷۱	۱۷	لاشور	لاشعور
۷۵	۱	تصویویریں	تصویریں
۸۷	۹	بھروادی	پھروادی

۹۱	۲۱	سیتھ	ستیھ
۹۳	۶	ترو	ترور
۹۸	۲	سرور	سروور
۱۱۸	۲	بھواہ	ہواہ
۱۱۸	۸	جیموں	جیمو
۱۱۹	۸	اور جینا	اور میرا جینا
۱۵۱	۱۲	کسی	کسبی
۱۵۲	۹	کہ	کے
۱۵۸	۱	چورتا	چھوڑتا
۱۵۸	۲۳	مینو	منیو
۱۶۳	۲۰	Rejunenated	Rejuvenated
۱۷۲	۱	اخلاﷲ	اخلد اللہ
۱۷۲	۲۲	بلایا	بلوایا
۱۷۶	۹	ہے	کے
۱۷۶	۹	جمیس	جیمس
۱۷۷	۲۰	کی	کے
۱۷۷	۲۰	The oposivs II	The odosius II
۱۸۸	۲۲	کبلشیر	کبیشر
۱۸۹	۷	کھونے	کھوئے
۱۸۹	۹	ہواد	ہواہ
۱۸۹	۱۳	سنکرت	سنسکرت
۱۹۱	۵	ظرر	طرز

مجلس ترقی ادب لاہور